قرآنِ مجید

اور

پانچ اِنسانی قوتیں

علی اصغر چوہدری

Marfat.com

Marfat.com

DATA ENTERED
M-17/7/91

قرآنِ مجید
اور
پانچ اِنسانی قوّتیں

اسلامیات

علی اصغر چوہدری

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

۲۹۷،۱۲۲
۶۹۰۴
۵۹۳۳ C
ت

297.22 Ali Asghar Ch.
Quran Majeed aur Paanch Insani Kuwwatain/ Ali Asghar Ch.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2006.
160pp.
1. Quran - Taleem-o-Tafheem.
I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/ مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

2006
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN 969-35-0678-2

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore. Pakistan. Phone 7667970

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

ارشاد باری:

۱۔ "کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں۔" (الحدید ۱۶)

۲۔ "جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔" (بنی اسرائیل ۷۲)

۳۔ "حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔" (الحج ۴۶)

اللہ پاک نے اپنے نبیؐ سے فرمایا:

میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھ دیا ہے۔ لوگ انہیں دوسری چیزوں میں ڈھونڈتے ہیں--- بھلا وہ کیسے پائیں گے:

۱۔ میں نے اپنی رضا کو مخالفت نفس میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کیسے پائیں گے

۲۔ میں نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔
بھلا وہ کیسے پائیں گے

۳۔ میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں۔
بھلا وہ کیسے پائیں گے

۴۔ میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں۔
بھلا وہ کیسے پائیں گے

۵۔ میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے بادشاہوں کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں۔
بھلا وہ کیسے پائیں گے

(حدیث قدسی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ؀

تعارف

اللہ جل شانہ نے انسان کو کرۂ ارض پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے ایسی بے شمار قوتوں سے بھی نوازا ہے جن میں سے کچھ کا تعلق بدن سے ہے جبکہ زیادہ کا تعلق دماغ، قلب اور نفس سے ہے اور ان سب قوتوں کو بروئے کار لانے کے لئے انبیاء کرامؑ کے ذریعے ایک لائحہ عمل بھی تشکیل دیا ہے جس کا خلاصہ توحید، رسالت اور معاد ہے تا کہ انسان اپنی ذمہ داریاں بہ احسن وجوہ سرانجام دے سکے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو۔

لیکن انسان کا ازلی دشمن ابلیس اسے لامتناہی اور دلفریب خواہشات اور امیدوں کے جال میں پھانس کر اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کی یہ قوتیں بغاوت کی راہ اختیار کریں کیونکہ باغی قوتوں کا شکار ہونے والا انسان دنیا میں ایسی زندگی گزارتا ہے گویا وہ قوتِ باصرہ رکھتے ہوئے بھی نابینا اور بصیرت سے محروم ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لاشعوری طور پر ابلیس کا ایجنٹ بن کر دنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتا ہے۔

ہم نے اس کتاب میں بے شمار انسانی قوتوں میں سے صرف حواس خمسہ (Five Senses) پر روشنی ڈالی ہے کیونکہ یہ انسانی علم کے پانچ دروازے ہیں جن سے ہر قسم کی معلومات اس کے مرکز عقل (دماغ) تک پہنچتی ہیں جہاں ان پر غور و فکر ہونے کے بعد راہ عمل متعین کی جاتی ہے۔ پھر انسان بھلے یا برے کام کی تکمیل کیلئے قدم اٹھاتا ہے۔ پس اگر ان دروازوں پر علم الٰہی کے پہرے دار بٹھا دیئے جائیں تو گمراہی کے خطرے سے محفوظ رہنے کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے:

Marfat.com

"حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔" (الحج ۴۶)

اللہ پاک ہمیں ان قوتوں سے وہ کام لینے کی توفیق عطا فرمائیں جن میں ان کی خوشنودی ہو۔

خاکسار

علی اصغر چودھری

ارائیں ہاؤس، ٹنڈو آدم، سندھ

اتوار ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

۱۶۔ اپریل ۱۹۹۵ء

Marfat.com

فہرست

1-	تعارف	5
2-	بعض انسانی قوتیں	13
3-	پانچ مخصوص انسانی قوتیں	15
4-	فواد اور قلب	16
5-	جب حواس خمسہ آرام کرتے ہیں	16
6-	یہ نعمتیں کیوں دی گئی ہیں	17
7-	نیند اور خواب	17
8-	قرآن مجید اور خواب	18
9-	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب	18
10-	حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب	19
11-	فرعون کا خواب	20
12-	حضور نبی اکرم ﷺ کا خواب	20
13-	ایک عاشق رسول ﷺ کا خواب	21
14-	حواس خمسہ اور جبلتیں	23
15-	حواس خمسہ اور احادیث کی روشنی	25
16-	حواس خمسہ کی آخرت میں گواہی	27
17-	حواس خمسہ اور خواہشات	28
18-	دماغ اور ذمے داریاں	31

Marfat.com

19- حواس خمسہ اور نیکی کی راہ — 32
20- قوت باصرہ — 32
21- محبوب کی دید — 34
22- قوت باصرہ کا اصل مقصد — 35
23- قابل رشک آنکھ — 36
24- بصیرت اور بصارت — 36
25- نظریں بچانے کا حکم — 38
26- قوت باصرہ کا غلط استعمال — 39
27- نظربازی سے عشق بازی تک — 43
28- بابرکت دیکھنا — 45
29- دنیا کا عجیب ترین مقام — 46
30- اللہ کی نظر — 46
31- آنکھ اور چہرہ — 47
32- عورت کا غیر مرد کو دیکھنا — 48
33- نظربازی — 49
34- سب سے زیادہ لعنتی قوم — 50
35- گائے بھینس کی آنکھ — 51
36- شاعر کی نگاہیں کہاں پہنچیں — 52
37- قرآن مجید کا ارشاد — 52
38- بت پرست — 54
39- آنکھیں کھولو — 54
40- تندرست آنکھ — 56
41- نظر کے کرشمے — 56
42- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا — 56
43- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت — 57

Marfat.com

44- حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک بصارت	58
45- آنکھ اور قبر	59
46- چند فقہی مسائل	61
47- نظر اور موقع کی نزاکت	62
48- آنکھ کی بعض حالتیں	64
49- اکھاں جاڑیاں	66
50- دیکھا ہی کیوں تھا	67
51- حسن کامل کا دیکھنا	68
52- دیکھ لوں گا	69
53- فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ نے	69
54- جنت میں اللہ کی دید	70
55- حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں	70
56- فرمایا اللہ پاک نے	71
57- ان دیکھے انعامات	72
58- قوت لامسہ	72
59- ہاتھی کو چھونا	72
60- چھونا اور نیت	73
61- سب سے زیادہ خطرناک چھونا	74
62- اس کے خطرناک نتائج	75
63- ناجائز لمس	76
64- انوکھا لمس	77
65- ایک خط	78
66- احسن القصص اور چھونا	80
67- چھونے سے بینائی بحال	82
68- حضور ﷺ کا دیدار اور نزع کی تکلیف	82

Marfat.com

69- چھونا اور برکت 83
70- چھونے کی آرزو اور نیت 84
71- چھونا جو سراسر بھلائی ہے 85
72- ناجائز چھونا جسے معیوب نہیں سمجھا جاتا 86
73- قوت لامسہ اور نوجوانوں کے میلے 88
74- چھونے کی چند دلچسپ حالتیں 88
75- لبوں کا لمس 89
76- چھوئی موئی 90
77- بے جان چیز کا چھونا 91
78- قوت باصرہ اور بدصورتی 91
79- ایک دلچسپ واقعہ 92
80- چھونا اور ظہار 93
81- آپ ﷺ اور عورتوں کی بیعت 93
82- سامری کا چھونا 94
83- دھوبی اور چھونا 95
84- بیمار کی پیشانی کو چھونا 95
85- پاؤں چھونا 95
86- حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو چھونا 96
87- چھونے سے پہلے طلاق 96
88- توبہ کے لئے کانوں کی لو کو چھونا 96
89- منکرین نبوت کی ذہنیت 97
90- حواس خمسہ اور کراماً کاتبین 98
91- مبارک چھونا 98
92- خیال کا چھو جانا 98
93- دنیا میں سب سے زیادہ چھوئی جانے والی چیز 99

94- اچھوتا انعام 99

95- قوت سامعہ 100

96- عہدِ الست کی آواز 100

97- دنیا میں پہلی آواز جو انسان سنتا ہے 103

98- دنیا میں سب سے زیادہ سنی جانے والی آواز 104

99- تباہ کن آوازیں جنہیں قوت سامعہ برداشت نہ کر سکی 105

100-اللہ کی آواز 107

101- پہلی بار فرشتے کی آواز حضور ﷺ کی سماعت مبارک تک 110

102-دوسری بار فرشتے کی آواز 111

103-کعبہ مکرمہ میں پہلی بار اذان کی آواز 112

104-سماعت کو مسحور کر دیا 114

105-سچا کان 115

106-سماعت اور آخرت 117

107-سماعت اور حیا 118

108-سماع اور قریشی صاحب 118

109-سماع 118

110- ناجائز آوازیں 119

111- آواز کا جادو 120

112- سب سے زیادہ آوازیں سننے والے 121

113- چیونٹی کی آواز سننے والا 121

114- کان کھینچنے والے 123

115- سب سے زیادہ مکروہ اور بری آواز 124

116- سماعت پر جادو کرنے والا 125

117- سرگوشی 126

118- ایسا سننا جس کے پیچھے سمجھ نہ ہو 127

Marfat.com

119- خدا سب کی سنتا ہے 129

120- سماع کے بارے میں 130

121- سماع کے آداب 130

122- غیبت کرنا اور سننا 131

123- راگ، رنگ اور موسیقی 133

124- محفلیں 135

125- قوت شامہ 137

126- عورت اور خوشبو 139

127- عتبہؓ کی خوشبو 141

128- خوشبودار قبریں 141

129- نیکی کی خوشبو 143

130- خوشبو کی وجہ سے مسلمان ہونے والے 145

131- خوشبو کا سفر 150

132- قوت شامہ کی ناگواریاں 151

133- اپنے اعمال کو خوشبودار بنانے والوں کے لئے انعام 152

134- قوت ذائقہ 154

135- ایک مزہ جو ہر کسی کو چکھنا پڑتا ہے 155

136- ایک مزہ جو زندگی میں صرف ایک بار چکھا جاتا ہے 155

137- شدید خواہشیں 156

138- قرآن مجید اور ذائقہ 157

139- وہ مزہ جسے کبھی نہ چکھیں گے 158

140- حواس خمسہ کی زد میں آنے والے ذائقے اور آخرت 158

Marfat.com

بعض انسانی قوتیں

انسان میں یوں تو بہت سی قوتیں پوشیدہ ہیں جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے "ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔" (ء التین ۴)

یعنی بدنی لحاظ سے بھی انسان کو ایک ایسا مکمل، متناسب، خوبصورت اور بہترین وجود بخشا ہے کہ ساری مخلوقات میں ایسی ساخت کسی اور کی نہیں ہے۔ پھر جو ذمے داریاں اس کے سپرد کی گئی ہیں، انہیں پورا کرنے کے لئے جس قسم کے اعضا کی ضرورت تھی، انہیں بہت خوبصورتی سے اکمل بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کی مختلف منازل میں انسان دیدہ زیب، دلفریب اور من موہنا نظر آتا ہے۔ یہ تو اس کے بیرونی ڈھانچے کی کیفیت ہے لیکن اس کے اندر بھی ایسی مخفی قوتوں کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے جن کی حرکت اور جلا سے سارا عالم آباد ہے۔ سمندر کی تہوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر، صحراؤں کے وسط میں، جنگلوں کی بھول بھلیوں میں، کھیتوں کے سبزہ زاروں اور لدے پھندے شہروں میں انسان اپنی ساری رعنائیوں کے ساتھ موجود ہے اور ان سب کی رونق، ہیبت اور دلکشی انسان ہی کی مرہون منت ہے۔

اسے فکر و فہم، علم و عقل اور ذکر و فکر کے ساتھ ساتھ حرکت و عمل کی ایسی بلند پایہ قوتیں بخشی گئی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں دی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ کائنات کا سب سے اونچا درجہ یعنی "نبوت" بھی انسان ہی کو عطا کیا گیا ہے اور کوئی دوسری مخلوق اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ انسان کو تخیل سے نوازا گیا ہے جس سے دوسری ساری مخلوق محروم ہے۔ یہ اس قدر تیز رفتار ہے کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے فرش سے عرش، مشرق سے مغرب اور سمندر کی تہہ سے ہمالہ کی بلندی پر پہنچ سکتا ہے۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں کسی کو

Marfat.com

اس کے پر کاٹنے کا یارا نہیں حالانکہ اسی کی بدولت بڑے بڑے انقلابات وجود میں آجاتے ہیں۔ یہ اللہ پاک کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے جس کی بدولت ہمارا جہنم سے بچ جانا آسان ہوگیا ہے، اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعے ہمیں تخیل کے متعلق ایک بہت بڑی رعایت عطا فرمائی ہے۔ ورنہ تخیل تو وسوسوں کا اتھاہ سمندر ہے جس میں ہر وقت شکوک و شبہات اور آرزوؤں اور امنگوں کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا (بروایت حضرت ابو ہریرہؓ)

"اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دل کے برے خیالات اور وسوسوں کو معاف فرما دیا ہے۔ ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا جب تک ان پر عمل نہ ہو اور زبان سے نہ کہا جائے۔"

یعنی تخیل کی برائی قابل مواخذہ اور قابل گرفت نہیں ہے۔

انسان کے اندر طرح طرح کے میلانات، رجحانات، احساسات اور جذبات ہر وقت کلبلاتے رہے ہیں۔ جبلتیں (Instincts) اپنا علیحدہ نظام رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور کئی دوسری قوتیں مثلاً قوت فکر، قوت استدلال، قوت استنباط، قوت حافظہ، قوت فیصلہ اور قوت ارادی وغیرہ بھی عطا کی گئی ہیں۔ جن کی بدولت وہ اپنے خالق اکبر کے منشا کو پورا کر سکتا ہے کیونکہ خالق اکبر نے انسان ہی کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور یہ قوتیں اسے بطور ہتھیار اور ذرائع و وسائل تفویض کی ہیں تا کہ اس منصب کے تقاضے پورے کر سکے اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو پاش پاش کر دے۔

یہ اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس نے انسان کو بنا کر ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ نعمتوں، قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ نیکی اور بدی --- اور اچھائی اور برائی کی تمیز سے بھی نوازا ہے تا کہ وہ برباد نہ ہونے پائے۔ اس نے انسان کے اندر یہ رجحانات اور میلانات اس طرح رکھ دیئے ہیں کہ ہر انسان ان کو محسوس کرتا ہے۔

پھر اس کی مزید بہتری کے لئے اس کے اندر نفس لوامہ بھی رکھ دیا ہے جو برائی سے انسان کو روکتا اور اسے کر گزرنے پر ملامت کرتا ہے اور اگر انسان اس کی آواز پر غور کر کے برائی سے محفوظ رہتا ہے تو یہ نفس مطمئنہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

Marfat.com

"اے نفس مطمئن، چل اپنے رب کی طرف اس حال میں، کہ تو (اپنے نیک انجام سے) خوش اور (اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے شامل ہو جاؤ میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔"

(الفجر ۲۷-۳۰)

نفس مطمئن کو اپنی کارگزاریوں پر اعتماد ہوتا ہے کہ میں نے سیدھی راہ پر چلنے کی مکمل اور مخلصانہ کوشش کی ہے اور خود کو اللہ پاک کی نافرمانیوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اب یہ انسان کا اپنا ذوق اور ظرف ہے کہ خلافت ارضی کے حصول کی کوشش کرتا ہے یا سب نیچوں سے نیچ بن کر رہ جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار انسان ہے جو کائنات کا گویا دل ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اسے ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور اسے بڑی حسین صورت دی ہے۔ اسی لئے تمام کائنات سے بڑھ کر اس میں احساس کی گہرائی کے ساتھ ساتھ فکر کی بلندی بھی ہے جس سے یہ اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے، اسے پا سکتا ہے۔ اس میں اپنا شعور بھی ہے اور اپنے آپ کو خوب سے خوب تر بنانے کی استعداد اور جستجو بھی ہے اور یہی اس کے خلیفتہ اللہ ہونے کا تقاضا بھی ہے۔

پانچ مخصوص انسانی قوتیں

اس تمہید طولانی کے بعد اب سنئے انسان کو دی گئی ان پانچ قوتوں کے نام جن کا تذکرہ ابھی تک تشنہ تکمیل ہے۔ ان قوتوں کو حواس خمسہ یعنی پانچ حواس کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں انہیں Five Senses کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ ہیں:

1. قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت)
2. قوت سامعہ (سننے کی قوت)
3. قوت شامہ (سونگھنے کی قوت)
4. قوت لامسہ (لمس کرنے یا چھونے کی قوت)
5. قوت ذائقہ (چکھنے کی قوت)

دراصل یہ حواس جسم انسانی میں علم کے دروازے ہیں۔ جن کی راہ سے دماغ --- جو مرکز عقل و فکر ہے --- ان کے پیغامات سنتا، سوچتا، چھانٹتا اور انہیں ترتیب دے کر

Marfat.com

فیصلہ کرتا ہے- پھر اس فیصلے کی روشنی میں ارادہ کرتا، منصوبہ بناتا اور عمل کی قوت کو بیدار کرکے بروئے کار لاتا ہے- یہی حواس ہیں جو ہمارے ظاہری علم کا سب سے زیادہ یقینی ذریعہ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ باطنی علوم کا تعلق قلب سے ہے- یہ حواس اپنی وسعت کے باوجود محدود ہیں- یہ ہمیں صرف ان اشیاء سے متعلق علم فراہم کرتے ہیں جن کا محسوس کیا جانا ممکن ہے-

فواد اور قلب

فواد کے معنی عربی میں قلب کے ہیں- یہ لفظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لئے استعمال نہیں ہوتا جو پسلیوں کے درمیان سینے کے اندر دھڑکتا ہے بلکہ یہ اس مقام کے لئے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور و ادراک، جذبات و خواہشات عقائد و افکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے اور صوفیائے کرام بھی اسے لطیفہ قلب کا مرکز کہتے ہیں- وہ اس لطیفہ میں توجہ کو مرکوز کرنے کے لئے قلب (دل) کی جگہ پر انگشت شہادت لگاتے اور اللہ اللہ کہتے ہیں- اس سے سالک کا دل ذکر کرنے لگتا ہے- پھر اس کی مشق جاری رکھنے سے سلوک کی منزلیں طے ہوتی جاتی ہیں- قلب فہم و بصیرت اور عقل و فکر کا سرچشمہ ہے اور فواد جذبات اور سوز و گداز کا منبع- قرآن مجید نے قلب کا لفظ عقل اور جذبات دونوں کے لئے استعمال کیا ہے- اسی اعتبار سے انگریزی کا لفظ Mind قلب اور فواد دونوں کے لئے بولا جاسکتا ہے-

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"دیکھو جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، یہ لوتھڑا قلب ہے-"

جب حواس خمسہ آرام کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

حواس خمسہ جب اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو انسان پر نیند طاری ہو جاتی ہے جو موت کی بہن ہے کیونکہ اس حالت میں حواس خمسہ معطل ہو جاتے ہیں- نیند کو اللہ پاک نے اپنا انعام فرمایا ہے- دن بھر آدمی کام کرکے تھک جاتا ہے، ہجوم افکار اس کے ذہن کو پژمردہ کر دیتے ہیں اور اگر اسے نیند پوری کرنے کا موقع نہ ملے تو وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو

Marfat.com

جائے گا۔ اس لئے اللہ پاک نے انسان کو گوناگوں پریشانیوں سے بچانے کے لئے اپنے انعام --- نیند --- سے نوازا ہے چنانچہ نیند کے بعد انسان بالکل تازہ دم Cheerful ہو کر بیدار ہوتا اور اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے۔

یہ نعمتیں کیوں دی گئی ہیں؟

اللہ پاک نے انسان کو یہ سب نعمتیں (جن میں زندگی بھی شامل ہے) کیوں دی ہیں۔ اس کا جواب بھی خود اللہ پاک نے اپنے کلام پاک کے ذریعے دے دیا ہے، فرمایا:

- نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔
- میں نے جن اور انسان کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔

اللہ پاک کے ان ارشادات پر غور کریں تو زندگی کی راہیں خود بخود متعین ہوتی چلی جاتی ہیں۔

نیند اور خواب

خواب نیند ہی کا ایک حصہ ہے عام طور پر اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انسان دن بھر جو کچھ کرتا، سنتا اور دیکھتا ہے وہی مختلف شکلیں اور روپ بدل کر خواب بن جاتے ہیں۔ بے شک یہ بھی ایک عنصر Factor ہے لیکن حقیقت اس سے مختلف ہے۔ ہم ذیل میں اس کے متعلق چند مفید معلومات درج کرتے ہیں تا کہ آئندہ موضوعات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا مگر مبشرات"

صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ مبشرات کیا ہیں؟"

فرمایا "اچھے خواب" (یعنی خوشخبری دینے والے خواب)

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

"سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔"

Marfat.com

حضرت ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اچھا خواب خدا کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے پس جو شخص پسندیدہ خواب دیکھے اس کو صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے اس کو محبت ہو اور جو شخص برا خواب دیکھے تو خدا کے ذریعے اس کی برائی سے پناہ مانگے۔ شیطان اور اس کے شر سے اور تین بار تھتکار دے اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے اس طرح وہ خواب اس کو ضرر نہ پہنچائے گا۔"

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"رؤیا (خواب) تین قسم کے ہیں، ایک خدا کی طرف سے، دوسرا نفس کی طرف سے، تیسرا شیطان کی طرف سے۔"

علماء فرماتے ہیں کہ خدا کی طرف سے دکھائی دینے والا خواب ایسے شخص کو دکھائی دیتا ہے جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو، عبادت گزار ہو، حلال کھاتا ہو، پاک اور طیب رہتا ہو، باوضو سوتا ہو اور سونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہو۔ اس کا خواب ایک قسم کا اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ اس کو بھلائی اور برائی کی بابت کر دیتا ہے جو اسے پہنچنے والی ہوتی ہے۔ نفس کی طرف سے آنے والا خواب اپنی خواہشات کا عکس ہوتا ہے اور شیطان کی طرف سے آنے والا خواب ڈراؤنا، گناہ کی ترغیب دینے والا اور غلاظت دکھانے والا ہوتا ہے۔

قرآن مجید اور خواب

جو لوگ خواب کی اہمیت اور اس کی تعبیر و نتائج کے قائل نہیں ہیں ان کے لئے ہم قرآن مجید میں سے انبیائے کرام کے خوابوں کا تذکرہ کرتے ہیں تا کہ ان کے لئے غور و فکر کی راہیں کھلیں۔

ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود سے بچانے، عراق سے ہجرت کر جانے اور اکلوتے بیٹے کو پردیس میں بے یار و مددگار چھوڑ دینے کی آزمائشوں سے گزارنے کے بعد اب چوتھے امتحان کی تیاری کے لئے کہا گیا۔ جو پہلے امتحانوں سے زیادہ زہرہ گداز تھا۔ ہوا یوں کہ

Marfat.com

آپ مسلسل تین شب یہ خواب دیکھتے رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے ابراہیم! تو ہماری راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی کر۔" انبیاء علیہم السلام کا خواب رویائے صادقہ اور وحی الٰہی ہوتا ہے اس لئے آپ نے اس کی تعمیل میں عملی قدم اٹھانے کے لئے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنا خواب اور خدا کا حکم سنایا۔ نبی کا بیٹا کوئی معمولی انسان نہیں ہوتا، اللہ کا فرمانبردار بندہ ہوتا ہے اس لئے انہوں نے فوراً سر تسلیم خم کر دیا اور کہا ابا جان اگر اللہ کی یہی مرضی ہے تو انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹا جنگل میں گئے۔ باپ نے بیٹے کو لٹایا اور اس کے حلق پر چھری چلا دی مگر وحی الٰہی فوراً نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ تیرے پاس جو مینڈھا بھیجا گیا ہے اسے اسمٰعیل کی جگہ ذبح کر دے۔ ہم نکوکاروں کو اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔ (الصافات ع ۳)

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:

آپ نے خواب میں دیکھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب آپ نے اس وقت دیکھا تھا جبکہ آپ ابھی نوجوان لڑکے تھے۔ جب آپ نے یہ خواب اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو انہوں نے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ اپنا یہ خواب کسی کو نہ سنائیں مبادا اس کو سن کر ان کے بھائی ان کے ساتھ برا سلوک کریں۔

اس خواب کے مدتوں بعد جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ پاک نے مصر کی بادشاہی سے نوازا تو آپ نے اپنے خاندان کو کنعان سے مصر میں بلوا لیا۔ پھر ایک دن جب دربار میں آپ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو تمام درباری حکومت کے دستور کے مطابق تخت کے سامنے تعظیم کے لئے سجدہ میں گر گئے اور اس صورت حالات کو دیکھ کر تمام خاندان یوسف نے بھی سجدہ تعظیمی کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کو بچپن کا خواب یاد آ گیا اور آپ نے اپنے والد بزرگوار سے کہا (بحوالہ قرآن مجید سورہ یوسف ع ۱۱)

"اور یوسف نے کہا اے باپ یہ ہے تعبیر اس خواب کی جو مدت ہوئی میں نے دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اسے سچا ثابت کر دیا۔"

Marfat.com

۳۔ فرعون کا خواب:

فرعون نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی گائیاں سات موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور گندم کی سات موٹی بالیاں ہیں اور سات سوکھی ہوئی۔

جب اس نے معبروں (تعبیر کرنے والوں) سے اس کی تعبیر دریافت کی تو سب نے معذوری کا اظہار کیا۔ آخر قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہنے والے (جسے بعد میں رہائی مل گئی تھی اور اب وہ شاہی درباری تھا) ساتھی نے فرعون سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس کی تعبیر بتا سکتے ہیں چنانچہ فرعون نے اسے آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے وہ خواب سن کر فرمایا کہ پہلے سات سال تک غلہ کی فراوانی ہوگی اور دوسرے سال تک قحط رہے گا لیکن اگر خوراک کی فراہمی کا انتظام میرے حوالے کر دیا جائے تو میں اس کا بخوبی انتظام کر سکتا ہوں چنانچہ فرعون نے آپ کو اقتدار دے دیا اور آپ نے پہلے سات سال تک گندم کے خوشے جمع کئے اور قحط کے ایام میں لوگوں کی خوراک کی ضروریات کو ان خرمنوں سے پورا کرتے رہے۔

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا خواب:

قرآن مجید میں سورہ الفتح کی آیت ۲۷ میں اس کا ذکر یوں ہے:

"فی الواقع اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ انشاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے، اپنے سر منڈاؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے اس لئے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح تم کو عطا فرما دی۔"

آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کے بال کٹوائے ہیں، صحابہؓ کی ایک کثیر تعداد نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور ان کے ہمراہ امن کی حالت میں بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس لئے اب بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ کا شوق موجزن ہو گیا۔ اس خواب نے آتش شوق کو اور بھی تیز کر دیا چنانچہ آپ ﷺ نے ذی قعدہ ۶ ہجری میں عمرہ کا قصد فرمایا اور اعلان کرا دیا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کے ہمراہ عمرہ

Marfat.com

کے لئے جانا چاہے، وہ تیار ہو کر آپ ﷺ کی جماعت میں شامل ہو جائے۔ ذی قعدہ حرمت کا مہینہ ہے اس لئے عربی دستور کے مطابق اس مہینے میں کسی خون خرابے کا اندیشہ نہیں تھا کیونکہ حرمت کے مہینوں میں لوگ بلا روک ٹوک اور بغیر خوف و خطر جہاں چاہتے تھے، چلے جاتے تھے اور حرم تک جانے سے کسی کو نہیں روکا جاسکتا تھا۔

دوشنبہ (پیر کا دن) ذی قعدہ ٦ ہجری کو آپ ﷺ نے غسل فرمایا، عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ کی طرف اپنے ١٤سو صحابہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے ہمراہ قربانی کے ستر اونٹ لئے ہوئے روانہ ہو گئے مگر حدیبیہ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قریش آپ کی راہ میں مزاحم ہیں۔ آخر کافی تگ و دو کے بعد صلح نامہ حدیبیہ لکھا گیا جس کی رو سے آپ ﷺ اس سال عمرہ کئے بغیر واپس تشریف لے جائیں گے اور اگلے سال اپنے رفیقوں کے ساتھ عمرہ کریں گے (آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خواب میں سال کا ذکر نہیں تھا) چنانچہ اللہ کا یہ وعدہ جو اس نے خواب میں آپ ﷺ سے کیا تھا، اگلے سال ذی قعدہ ٧ ہجری میں پورا ہوا، تاریخ میں یہ عمرہ --- عمرۃ القضا کے نام سے مشہور ہے۔ (واضح رہے کہ حدیبیہ مکہ معظمہ سے صرف ١٣ میل دور ہے۔)

۵۔ ایک عاشق رسول کا خواب:

آخر میں ایک عاشق رسول ﷺ کا خواب بحوالہ "سیرت النبی بعد از وصال النبی" از جناب محمد عبدالمجید صدیقی صاحب ایڈووکیٹ لاہور درج کرتے ہیں تا کہ ہمارے قارئین یہ بھی جان لیں کہ اچھے اور سچے خواب صرف انبیاء تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ خواب تو ہر شخص دیکھتا ہے لیکن جتنا زیادہ نیک ہو گا، اتنا ہی اس کا خواب زیادہ بلند ہو گا۔

"١۔ فریقین زندہ ہیں (اس وقت یقین سے نہیں کہا جاسکتا)

٢۔ ایک نو مسلم نے "پیغمبر صحرا" کتاب لکھی جو آپ ﷺ کو پسند ہے

آپ ﷺ اس کی گرفتاری پر بے قرار ہو جاتے ہیں اور خواب میں تشریف لا کر ایک مالدار مسلمان کو حکم فرماتے ہیں کہ اس کا زر ضمانت ادا کر کے اسے رہائی دلواؤ۔"

خواب کی تفصیل: بیرسٹر کے۔ ایل۔ گابا ١٨٩٩ء میں پیدا ہوئے ان کے والد ہر کشن

Marfat.com

لال گابا ڈپٹی کمشنر ملتان کے دفتر میں کلرک تھے مگر دیکھتے ہی دیکھتے اتنی ترقی کی کہ حکومت پنجاب کے وزیر تعلیم بن گئے۔ وہ کروڑ پتی سرمایہ دار تھے اور ان کا دل اور دسترخوان وسیع تھا۔ آخری زمانہ میں انگریز حکمرانوں کے زیر عتاب آئے اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں جان دے دی۔ وسیع جائیداد کوڑیوں کے مول نیلام کر دی گئی۔ کے ایل گابا نے ۱۹۳۲ میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام کنہیالال گابا کی جگہ خالد لطیف گابا رکھ دیا گیا یعنی دستخط اب بھی K.L. Gauba ہی رہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر ہندوستان میں زلزلہ آگیا اور ان کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا مگر یہ اسلام پر قائم رہے اور آج بھی قائم ہیں۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "Prophet of the Desert" (پیغمبر صحرا) ہے۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گابا نے اپنی خودنوشت سوانح حیات "Friends and Foes" کے اندر حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے:

پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ (یہ وہی ینگ ہیں جنھوں نے بوڑھے لالہ ہرکرشن لال گابا پر ظلم ڈھائے تھے) کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے اور ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے مجھے پابند سلاسل کر دیا۔ ضمانت پر رہائی کے لئے انگریز ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ زر ضمانت مقرر کیا۔ روزنامہ "زمیندار" اور "احسان" نے مسلمانان ہند سے بار بار اپیل کی کہ اس نومسلم کو قید سے رہائی دلوائی جائے مگر پورے ہندوستان میں ایک مسلمان بھی اتنی رقم بطور ضمانت پیش نہ کر سکا۔ جس کی وجہ سے مجھے چند ہفتے جیل میں گزارنے پڑے اسی اثنا میں سیالکوٹ کے ایک ٹھیکیدار الحاج ملک سردار علی کو خلاصہ کائنات حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

آپ نے حکم فرمایا:

"سردار علی اٹھو اور صبح لاہور جا کر ایک نومسلم قیدی خالد لطیف گابا کی سیشن کورٹ میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی ضمانت دے آؤ اور اسے قید سے رہائی دلاؤ اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا۔ اس نے میرے متعلق ایک کتاب "پیغمبر صحرا" لکھی ہے جو مجھے بہت پسند ہے۔"

ملک سردار علی اس زیارت بابرکت سے بے حد مسرور ہوئے۔ صبح کاغذات کی تصدیق کے لئے عدالت پہنچے مگر ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر چندرا آئی سی ایس نے آپ کو ڈرایا،

۲۵۹۳۳

Marfat.com

دھمکایا اور کہا کہ گابا بھاگ جائے گا اور رقم ضبط ہو جائے گی، تم ضمانت نہ دو۔ ملک صاحب نے جواب دیا کہ جس بزرگ و برتر ہستی نے اس کام کے لئے حکم فرمایا ہے اس پر اگر میری جان قربان ہو جائے تو مقام مسرت ہو گا، ڈیڑھ لاکھ روپیہ کیا چیز ہے۔ میں نہیں جانتا کہ خالد لطیف گابا کون شخص ہے۔ میں نے اس کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔ مجھے تو خواب میں اس کا نام بتایا گیا ہے۔ ہندو ڈپٹی کمشنر نے کاغذات کی تصدیق نہ کی۔ مجبوراً ملک صاحب نے دو تین دوستوں سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد جمع کیا اور لاہور آ کر انگریز سیشن جج کی عدالت میں نقد زر ضمانت پیش کر کے مجھے رہائی دلائی۔

ملک صاحب اب ۸۷ سال کے ہیں (غالباً اب فوت ہو چکے ہیں) سیالکوٹ میں جا کر کوئی شخص بھی ان سے ملاقات کر سکتا ہے۔ وہ اس کام کو اپنے لئے توشۂ آخرت اور سرمایۂ حیات سمجھتے ہیں۔ گابا صاحب قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں لاہور سے بمبئی (بھارت) چلے گئے تھے۔

(بھٹو دور حکومت میں گابا صاحب بمبئی جاتے ہوئے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سے گزرے تو چاہا کہ سیالکوٹ جا کر ملک صاحب سے ملاقات کریں مگر ارباب اختیار نے اس کی اجازت نہ دی کیونکہ جہاز جلد روانہ ہونے والا تھا۔)

حواس خمسہ اور جبلتیں

حواس خمسہ جبلتوں کو بیدار کرتے ہیں اور جس خواہش کا انعکاس (Focus) پڑتا ہے۔ انسان اس کی تکمیل کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے۔ یہودی ماہر نفسیات سیگمنڈ فرائڈ کا کہنا ہے کہ سب جبلتوں سے زیادہ طاقتور جنسیت کی جبلت (Sex Instinct) ہے اور تقریباً ہر انسانی کوشش کی تہہ میں یہ پنہاں ہوتی ہے اگرچہ اس سے اتفاق تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس جبلت کی اہمیت اور قوت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حواس خمسہ میں سے قوت باصرہ اور قوت سامعہ سب سے زیادہ کام کرنے والی اور بااختیار ہیں اور ان دونوں کی توجہ سب سے پہلے عورت اور دولت پر مرکوز ہوتی ہے۔ کسی انگریزی شاعر کا کہنا ہے:

Beauty Produces Thieves Sooner Than Gold.

(حسن دولت سے پہلے چور پیدا کرتا ہے یعنی دولت کی نسبت پہلے حسن پر نگاہ پڑتی ہے)

Marfat.com

اور عملی زندگی میں ہم اس کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ جب لڑکا نابالغ ہوتا ہے اگر اس وقت اسے ایک ایسے کمرے میں تنہا بٹھادیا جائے جہاں گھٹیا سی کھانے والی چیز یا مٹھائی ہو اور ایک انتہائی خوبصورت عورت بھی وہاں موجود ہو تو لڑکا عورت کی طرف نہیں دیکھے گا بلکہ کھانے والی چیز پر پل پڑے گا لیکن جب وہ لڑکا بالغ ہو جائے اور اسے اسی کمرے میں بٹھایا جائے جہاں کھانے کی بہترین چیزیں ہوں اور ایک واجبی سی شکل و صورت والی لڑکی موجود ہو تو لڑکا پہلے عورت کو دیکھے گا بعد میں مٹھائی کی طرف نظر اٹھائے گا اور ہمہ وقت لڑکی کو گھورتا رہے گا کیونکہ اس سے اختلاط کی آرزو اس کے اندر چٹکیاں لیتی رہے گی یعنی لڑکا بلوغت کا احساس ہوتے ہی جنسی جبلت سے مغلوب ہو کر رہ جائے گا۔ اسی لئے حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، شہوانی اور جنسی باتیں کرنا زبان کا زنا ہے، آواز سے لذت اٹھانا کان کا زنا ہے، ہاتھ لگانا یعنی چھونا ہاتھ کا زنا ہے، ناجائز مقصد کے لئے چلنا پاؤں کا زنا ہے۔ جب بدکاری کی یہ سب تمہید پوری ہو جاتی ہے تو شرمگاہ یا تو اس کی تکمیل کر دیتی ہے یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہے۔"

یہی حالت دولت کے معاملے میں بھی ہے کہ اسے حاصل کرنے کی شدید خواہش انسان کو بے چین رکھتی ہے حتیٰ کہ اگر اس کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو دوسری کی خواہش اسے بے قرار رکھے گی۔ اس وقت پوری دنیا میں دو برائیاں زوروں پر ہیں اور نوع انسانی کا بیشتر حصہ ان دونوں برائیوں میں ملوث ہے۔ پہلی زنا اور اس کے لوازمات و ذرائع اور دوسری دولت کا جمع کرنا --- چنانچہ قتل و غارت، ڈاکہ زنی، چوری، رشوت، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، جھوٹ، مکر، فریب، غیر قانونی تجارت اور دستاویزات میں ہیرا پھیری وغیرہ سب حصول دولت کے ذرائع اور وسائل ہیں اور ہر انسان ان کا گرویدہ ہو رہا ہے کیونکہ اس کا مقصد حیات ہی اب حصول دولت رہ گیا ہے تا کہ دولت کی اس بہتات کے مزے لوٹے۔ اپنی آنکھوں کو اس کی چمک سے روشن کرے۔ کانوں کو اس کی جھنکار سے سرور بخشے اور کلیجہ اس کی بہتات سے ٹھنڈا کرے۔

لیکن خالق اکبر کی طرف سے ان تمام برائیوں کے لئے جن تین دولت، عورت، نشہ،

Marfat.com

عہدہ اور عیش وغیرہ سب شامل ہیں۔ ایک سزا رکھی گئی ہے جو سب کے لئے مشترک (Common) ہے اور وہ ہے ذہنی اضطراب۔ جس سے سکون غارت ہو جاتا ہے اور ڈھونڈنے پر بھی سکون کی راہ نہیں ملتی۔ اس طرح انسان اپنی لگائی ہوئی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ آج مسکن دواؤں کے انبار، پاگل خانوں کی قطاریں، خودکشی کی بھرمار اور طرح طرح کی بیماریوں کی یلغار محض اسی واسطے ہے کہ انسان اپنے مقصد حیات سے ہٹ گیا ہے اور اس نے اپنے حواس خمسہ سے غلط کام لینا شروع کر دیا ہے۔

حواس خمسہ اور احادیث کی روشنی

حضور نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ:

"اللہ پاک فرماتے ہیں میں جس کو دوست بناتا ہوں اس کا کان بن جاتا ہوں تا کہ وہ مجھ سے سنے، آنکھ بن جاتا ہوں تا کہ مجھ سے دیکھے، زبان بن جاتا ہوں تا کہ مجھ سے بات کرے اور ہاتھ بن جاتا ہوں تا کہ مجھ سے پکڑے۔"

یعنی عبادت، ریاضت، رزق حلال، راست گفتاری پاک نظر اور ایسے ہی دوسرے محاسن کے صدقے میں اللہ پاک انسان پر اس قدر مہربان ہو جاتے ہیں کہ اس کے حواس خمسہ وہی "کارکردگی" دکھائیں گے جس میں اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ہوگی جو دنیا و آخرت میں سب سے بڑی کامیابی ہے۔

حضرت عمروؓ بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

میں تم پر فقر و ناداری آنے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر زیادہ وسیع کر دی جائے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی۔ پھر تم اس کو زیادہ چاہنے لگو جیسا کہ انہوں نے اسے بہت زیادہ چاہا تھا (اور اس کے دیوانے اور متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کر دے جیسے کہ اس نے ان اگلوں کو برباد کیا۔"

ایک دوسری حدیث قدسی میں ارشاد ہے:

"میرا رب فرماتا ہے کہ میں نے تمام بندوں کو حنیف (صحیح الفطرت) پیدا کیا تھا۔ پھر شیاطین نے آکر ان کو ان کے دین (یعنی ان کے فطری دین) سے گمراہ کر دیا

Marfat.com

اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان کو شریک کریں جن کے شریک ہونے پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔"

یہ گویا حواس خمسہ پر شیطان کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے جس سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنا باعث سعادت و نجات ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا ہے:

- "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تمہاری بینائی اور سماعت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کون سا خدا ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلا سکتا ہو؟" (الانعام ۴۶)
- "اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔" (النحل ۷۸)

یعنی اس خدا کے شکر گزار بنو جس نے تمہیں یہ بے بہا نعمتیں دیں۔ ان نعمتوں کی اس سے بڑھ کر اور کیا ناشکری ہو گی کہ ان کانوں سے آدمی اور تو سب کچھ سنے مگر خدا کی بات نہ سنے۔ ان آنکھوں سے اللہ کی نشانیوں کے علاوہ سب کچھ دیکھے اور اس دماغ سے خدا کی ذات و صفات کے سوا سب پر غور کرے جو لوگ حواس خمسہ سے اللہ کے احکام کو سمجھنے اور اس کی قدرتوں سے سبق حاصل کرنے کی بجائے ان کو غلط راہوں میں استعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں ان کی مثال شیطان کی سی ہے جو پہلے انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔ مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے پھر دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیں اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہوشیار اور توانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے (یعنی آخرت کی نجات اور کامیابی کے لئے) عمل کرے اور ناتوان و نادان وہ ہے جو اپنے کو اپنی

Marfat.com

خواہشات نفس کا تابع کر دے۔ (اور بجائے احکام خداوندی کے اپنے نفس کے تقاضوں پر چلے) اور اللہ سے امیدیں باندھے۔

حواس خمسہ کی آخرت میں گواہی

حواس خمسہ میں سے ہروقت مصروف کار رہنے والی تین قوتیں ہیں:

① قوت باصرہ، ② قوت سامعہ، ③ قوت لامسہ

باقی دونوں قوتیں ① قوت شامہ، ② قوت ذائقہ خاص خاص مواقع پر مصروف کار ہوتی ہیں۔ اس لئے قیامت کے روز حساب کتاب کے وقت پہلی تین قوتیں خود انسان کے خلاف گواہی دیں گی اور خاص طور پر انسان کو تعجب اس بات پر ہو گا کہ اس کی کھال (قوت لامسہ) بھی اس کے خلاف گواہی دے رہی ہے۔ آج جو لوگ اللہ کی مرضی کے خلاف صرف اپنی مرضی سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں یا گزار رہے ہیں ان کی توجہ اور غور وفکر کے لئے ہم ذیل میں قرآن مجید میں سے سورہ حم السجدہ کی آیات ۱۹ تا ۲۵ کا ترجمہ درج کرتے ہیں تا کہ وہ ان کی روشنی میں ذہنی انقلاب کی تیاری کریں:

"اور ذرا اسی وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف جانے کے لئے گھیر لائے جائیں گے ان کے اگلوں کو پچھلوں کے آنے تک روک رکھا جائے گا پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے۔ "تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟" وہ جواب دیں گی۔ "ہمیں اس خدا نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے اس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو، تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو خبر نہیں ہے تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اس کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے اس حالت میں وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانہ

Marfat.com

ہوگی اور اگر رجوع کا موقع چاہیں گے تو کوئی موقع انہیں نہ دیا جائے گا ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیئے تھے جو انہیں آگے اور پیچھے ہر چیز خوشنما بنا کر دکھاتے تھے آخر کار ان پر وہی فیصلہ عذاب چسپاں ہو کر رہا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروہوں پر چسپاں ہو چکا تھا یقیناً وہ خسارے میں رہ جانے والے تھے۔"

حواس خمسہ اور خواہشات

چونکہ ہر انسان آرزوؤں اور الجھنوں کا شکار ہوتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ ساری زندگی جاری رہتا ہے اس لئے ان کے متعلق بھی کچھ جان لینا ضروری ہے تاکہ اپنی کارگزاریوں کا محاسبہ کرتے رہیں:

ا۔ شعور (Conscious)

یہ سوچ سمجھ اور عقل و فکر کا مرکز ہے عرف عام میں اسے ہی دماغ کہہ دیتے ہیں۔ اسی کی بدولت انسان دوسری تمام مخلوقات سے ممتاز ہے اور انسانی تہذیب و تمدن کی نمود و نمائش اور نشو و نما اسی کی وجہ سے ہے۔

۲۔ لاشعور (Un-conscious)

یوں سمجھئے کہ یہ نفس (Mind) (دماغ کا وہ حصہ ہے) جہاں ایسی خواہشات جمع ہوتی رہتی ہیں جو پوری نہیں ہو سکتیں یا جنہیں معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے پورا نہیں کر سکتے گویا منع کی ہوئی خواہشات اس حصے میں جمع ہو جاتی ہیں نیز ہر وہ واقعہ جسے ہم بھول جانا چاہتے ہیں یہ مل جل کر اس حصہ میں اپنا ایک علیحدہ نظام قائم کر لیتے ہیں جو آہستہ آہستہ کردار پر اثر ڈالتا رہتا ہے اور یہ خواہشات اپنی تکمیل کے لئے ٹیڑھے اور ناپسندیدہ راستے اختیار کرتی رہتی ہیں یعنی اس قسم کی ناپسندیدہ خواہشات بالآخر حواس خمسہ سے قابل اعتراض حرکات کی راہ ہموار کر لیتی ہیں۔

اب مختصراً یہ سمجھ لیجئے کہ شعور تو ہر قسم کی خواہشات پیدا کرتا رہتا ہے کیونکہ حواس

خمسہ کا کام ادھر اطلاعات پہنچاتے رہنا ہے جبکہ لاشعور ان خواہشات کی پرورش کرتا ہے جو پوری نہ ہو سکیں اور یوں ہمارے لئے اُلجھنیں پیدا کرتا رہتا ہے۔

۳- ماحول (Environment)

ہر وہ خارجی سبب جو انسانی زندگی پر کسی نہ کسی طریقے سے اثرانداز ہوتا رہتا ہے یعنی گردوپیش کے حالات۔

۴- مطابقت ماحول (Adjustment)

یعنی اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھال لینا اور بنالینا اور تمام مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ کرنا۔

۵- آرزوئیں

اس دنیا میں رہتے ہوئے ہمیں بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً کھانے پینے، رہنے سہنے اور کپڑے وغیرہ پہننے کی ضرورت زندگی گزارنے کے لئے لازمی ہے۔ پھر ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف قسم کی اشیا درکار ہوتی ہیں۔ کئی قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں اور نام و نمود اور آرائش و زیبائش کا جذبہ ہمیں دوسروں سے آگے بڑھ جانے پر مجبور کرتا ہے۔ عیش و آرام کرنے کا خیال بھی پیدا ہوتا ہے اس طرح خواہشات ہمارے اندر پیدا ہوتی رہتی ہیں اور ہم ان کو کسی صورت میں بھی روک نہیں سکتے۔ تاہم یہ خواہشات تکلیف دہ نہیں ہوتیں کیونکہ یہ ضروریات (Necessities) کے تحت آتی ہیں اور انسانی زندگی کی بقا اور بہبود کے لئے لازمی ہیں۔

۶- اُلجھنیں (Complexes)

جو خواہشات ضروریات زندگی سے بڑھ کر عیش و عشرت (Luxuries) تک جا پہنچتی یا جن خواہشات کا پورا کرنا معاشرے یا مذہب کی نگاہ میں جرم اور گناہ ہوتا ہے وہ خواہشات ہمارے ذہن میں کئی قسم کی الجھنیں پیدا کر دیتی ہیں کیونکہ جرم اور گناہ کا احساس ہر آدمی کو پریشان کرتا رہتا ہے اور ایسی خواہشات ہر روز بڑھتی ہی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ پوری نہ ہونے

والی خواہشات ہمارے لاشعور میں جمع ہوتی رہتی ہیں اور پھر طرح طرح سے ہمیں پریشان کرتی رہتی ہیں۔ کبھی ایک خواہش اپنی تکمیل کے لئے تنگ کرتی ہے کہ پہلے مجھے پورا کرو، کبھی دوسری کہتی ہے میری تکمیل کرو اور ہم کسی کو بھی پورا نہیں کرسکتے۔ اس طرح ذہن میں ایک مستقل جنگ اور کشمکش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کشمکش کی وجہ سے ذہن تھک جاتا ہے، بدن کمزور ہونے لگتا ہے اور پھر اعصابی بیماریاں گھیر لیتی ہیں۔

۷۔ خیالی پلاؤ (Day Dreaming)

جب خواہشات پوری نہیں ہوتیں یا ہم ان کا اظہار نہیں کرسکتے کیونکہ گناہ کا احساس اور معاشرے کا دباؤ ان کے اظہار کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور ہم ان کو اپنے دماغ سے کھرچ کر نکال دینے کی قوت بھی نہیں پاتے بلکہ ان کو دبانے میں ناکام رہتے ہیں تو ان سے نجات حاصل کرنے کی بجائے دل ہی دل میں ان کا لطف اٹھاتے رہتے ہیں اور یوں چٹخارے لے لے کر وقت گزارتے ہیں۔ اسے خیالی پلاؤ پکانا کہتے ہیں۔ اس طرح تصور ہی تصور میں ان خواہشات کو پورا کرنے لگتے ہیں جس سے عملی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور ہم ایک عملی آدمی (Practical Man) نہیں رہتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم زندگی کی دوڑ میں ناکام رہتے ہیں اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں پھر زندگی کی گہما گہمی، اس کی رنگینی اور دوستوں کی محفل سب پھیکی، اداس اور خشک سی محسوس ہونے لگتی ہے اور ہم ان میں کوئی کشش نہیں پاتے۔ اس طرح ترقی کرنے کا جذبہ مرجاتا ہے اور ہم شکستہ دل مایوس، ناکام اور ناپسندیدہ انسان بن کر رہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ احساس کمتری Inferiority Complex ہمیں ذلت کی گہرائیوں میں پھینک دیتا ہے لیکن الجھنوں سے نجات پانے کے لئے اگر انسان اپنی قوت ارادی Will Power سے کام لے اور اللہ پاک کے کلام پاک کا گہری نظر سے مطالعہ کرکے اس کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے ارشادات کو اپنا رہنما بنائے تو الجھنیں تباہ کن ثابت نہیں ہو سکتیں۔

دنیا میں اس وقت ہر شخص شاکی ہے کہ اسے ذہنی سکون حاصل نہیں ہے اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ ہر انسان اپنی شامت اعمال کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ اس لئے بلاؤں کے

Marfat.com

طوفان چاروں طرف سے اس پر امنڈ رہے ہیں۔ جن میں سب سے بڑا طوفان عہد حاضر کی بے خدا تہذیب Modernism ہے جس کی بدولت ہر شخص، ہر قوم اور ہر ملک کرب و اذیت کے عالم میں کراہ رہا ہے۔ ان کی سسکیوں سے کان پھٹے جا رہے ہیں مگر یہ دیوانے ہیں کہ شیطان کی ہر سرتال پر ناچتے چلے جا رہے ہیں گویا ان کی بصیرت جواب دے چکی ہے کیونکہ داناؤں کا قول ہے کہ:

"جو شخص کائنات کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اس کی غفلت کے مطابق اس کے قلب کی بصیرت مٹ جاتی ہے۔"

"انسان ان حدود کو توڑنے میں لذت محسوس کرتا ہے جو اس کے لئے خالق اکبر نے مقرر کر رکھی ہیں

دماغ اور ذمہ داریاں

اللہ پاک نے کاسئہ سر میں ایک عجیب و غریب دماغ بھی ودیعت فرمایا ہے جس کی پیچیدہ تہوں میں عقل، فکر، تخیل، شعور، تمیز، ارادہ، حافظہ، خواہش، احساسات و جذبات، میلانات و رجحانات اور دوسری ذہنی قوتوں کی ایک انمول دولت بھر دی ہے اور علم کے ذرائع کے طور پر آنکھ، ناک، کان اور پورے جسم کی کھال عطا فرمائی ہے جن کے ذریعے سے مختلف اطلاعات ہر وقت بہم پہنچتی ہیں اور دماغ ان کو جمع کرتا اور مناسب احکام دے کر مختلف کام کراتا رہتا ہے۔ زبان اور گویائی کی قوت دے کر اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے پھر اس پورے وجود پر انا (EGo) کو حاکم بنا کر بٹھا دیا ہے کہ ان تمام قوتوں سے کام لے کر رائیں قائم کی جائیں اور یہ فیصلہ کیا جائے کہ تمہیں کن راہوں میں اپنے اوقات، محنتوں اور کوششوں کو صرف کرنا ہے کیا چیز رد کرنی ہے اور کیا قبول کرنی ہے کس چیز کو اپنا مقصود بنانا ہے اور کس کو نہیں بنانا۔ اب انسان کو سوچنا چاہئے کہ جس خالق اکبر نے اسے ان نعمتوں سے نوازا ہے اسی کی تابعداری کرنی بھی اس پر فرض ہے اور زندگی کو اس کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر گزارنا ہی اصل مقصد حیات ہے۔ اس راہ کو چھوڑ دینا اور اپنی مرضی سے دوسری راہ اختیار کر لینا ان نعمتوں کی ناشکری ہے جس کی یقیناً سزا ملے گی کیونکہ خالق اکبر ان سب نعمتوں کا حساب لے گا۔

Marfat.com

حواس خمسہ اور نیکی کی راہ

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ:

"نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی وہاں بھی جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔"

(حم السجدہ ۳۰-۳۲)

قوت باصرہ

(دیکھنے کی قوت)

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو
تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی بو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو
ہنس کے بولا کہ اے طالب رنگ و بو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

(عبد المصطفیٰ اعظمی)

آئندہ صفحات میں چونکہ عورت کا ذکر کثرت سے آئے گا اس لئے ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں مرد اور عورت کے بعض تعلقات کا ذکر ذیل میں کریں گے جن سے ان حدود کا پتہ چل جائے گا جو اللہ پاک نے ان دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مقرر کر دی ہیں تا کہ ان حدود سے آگے بڑھ کر نہ خود ذلیل و خوار ہوں نہ معاشرے میں برائی

Marfat.com

کی بدبو پھیلائیں اور نہ جہنم کا خطرہ مول لیں۔ اس لئے انہیں غور سے پڑھیں، ذہن میں جگہ دیں اور آئندہ زندگی میں ان پر عمل کو اپنا شعار بنالیں۔

— "میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں (غیر عورتوں) سے زیادہ نقصان رساں اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔" (بخاری)

— حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "دنیا ایک میٹھی اور سرسبز شے ہے اور اللہ تمہیں اسی پرلذت دنیا کا جانشین بنانے والا ہے بس تم دنیا کی رنگینیوں سے احتراز کرو اور عورتوں کے فتنہ سے بچو۔ تم سے اگلی امت بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں ہی کے ذریعے ہوئی تھی۔" (مسلم، ابن ماجہ)

— "اگر کسی نامحرم پر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً ہی نظر پھیر لو۔" (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

— حضرت سہیلؓ بن سعد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جو شخص اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی مجھے ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (بخاری، ترمذی)

— حضرت جابرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جن عورتوں کے ساتھ محرم مرد نہ ہوں ان کے ہاں نہ جاؤ کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے (پتہ نہیں کب وہ آدمی کو گناہ کی دلدل میں پھنسا دے۔)" (مسلم)

— حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ہر آنکھ زنا کرتی ہے (اس لئے عورت کو چاہئے کہ مردوں کی نگاہ سے بچ کر گزر جائے) جب عورت عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہوتی ہے (یعنی زانیہ ہوتی ہے۔)" (ترمذی)

— "بیوی سے ہم بستری کرنا صدقہ ہے۔" (مسلم)

— وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے مونڈھوں کو ہلا ہلا کر ناز و ادا کا اظہار کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور دور تک پھیلی ہوگی۔" (مسلم)

Marfat.com

— فرمایا حضور اکرم ﷺ نے "تم نامحرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔" ایک صحابی نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ بتایئے کیا شوہر کے بھائی (یعنی دیور، جیٹھ) بے تکلف اپنی بھاوج کے پاس آ جا سکتے ہیں؟" فرمایا، "وہ عورت کے حق میں موت ہیں (یعنی بدکاری کا بہت زیادہ امکان ہے۔)" (بخاری و مسلم)

— فرمایا حضور اکرم ﷺ نے لعنت کرے اللہ نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اسی طرح نامحرم مرد کو دیکھنے والی عورت پر۔

— فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ نامحرم مردوں کے سامنے بناؤ سنگھار کر کے اترانے والی عورت قیامت کی اندھیری کی طرح ہے۔ (مشکوٰۃ)

— کسی بھی انسان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی یا اپنی محرم عورتوں کے سوا کسی بھی دوسری عورت کو نگاہ بھر کر دیکھے اگر ایک دفعہ اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن یہ معاف نہیں ہے کہ آدمی پہلی نظر میں جہاں کوئی کشش محسوس کرے وہاں پھر نظر دوڑائے۔ آپ ﷺ نے اس طرح کی نظربازی کو آنکھ کی بدکاری سے تعبیر فرمایا ہے۔

— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا اس کے بدلے میں اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔" (طبرانی)

— کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو نہ دیکھے۔ (مسلم، ترمذی)

محبوب کی دید

اگر کسی کو راہ چلتے ہوئے پیچھے سے کوئی زور سے اس کی گردن پر دھول مارے تو یقیناً یہ مارنے والے کو جان سے مار دینے پر تیار ہو جائے گا لیکن جب غصے کے عالم میں یہ پیچھے مڑ کر دیکھے اور وہاں اپنے محبوب کو ہنستے ہوئے پائے تو غصہ کافور ہو جائے گا اور دھول کا درد جاتا

Marfat.com

رہے گا بلکہ دل ہی دل میں اس خوش قسمتی پر ناز کرے گا کیونکہ مارنے والا اس کا محبوب ہے اور محبوب کی خاطر ہر تکلیف برداشت کی جاسکتی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص کو کسی کے عشق میں اس کے وارثوں نے سو کوڑے مارے۔ ننانوے تک وہ ہنستا رہا لیکن آخری کوڑا لگنے پر زور سے رویا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آخری کوڑے پر رونے کی کیا وجہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ ننانوے کوڑے لگنے تک میرا محبوب دور کھڑا مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس لئے جمال یار کی وجہ سے مجھے ان کی تکلیف کا احساس نہ ہوا لیکن اب وہ چلا گیا اسی لئے تکلیف کا شدت سے احساس ہونے لگا ہے دراصل محبوب کی دید سے بھی تکلیف کی برداشت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں قوت باصرہ کا کمال نہیں ہے بلکہ جذبہ محبت کا کمال ہے۔

اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کو کفار کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

وصبر الحکم ربک باعیننا

(آپ ﷺ قضا و قدر کے حکم پر صبر کیجئے کیونکہ آپ ﷺ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں، ہم آپ ﷺ کو دیکھ رہے ہیں) اس فرمان الٰہی سے حضور اکرم ﷺ کو بہت اطمینان اور حوصلہ نصیب ہوا۔

قوت باصرہ کا اصل مقصد

حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ اپنے درویشی کے زمانہ میں ایک بار کسی جہاز میں سوار ہوئے۔ اس جہاز میں ایک امیر آدمی بھی سوار تھا۔ جس کے مسخرے اسے خوش کرنے کے لئے روزانہ نقلیں کیا کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے درخواست کی کہ اگر کوئی غریب آدمی مل جائے تو اس سے دھول دھپا کرتے ہوئے نقلیں کریں تا کہ لطف زیادہ ہو چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ کو فقیر سمجھ کر امیر آدمی کے سامنے لے گئے۔ اب کوئی دھول لگا رہا ہے، کوئی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہا ہے اور یہ اس طرح خاموش ہیں جیسے کوئی احساس ہی نہ ہو۔ جب کافی دیر ہو گئی تو غیرت الٰہی کو جوش آگیا اور ارشاد ہوا "اے ابراہیم! ان کی گستاخی حد سے بڑھ گئی ہے کہو تو سب کو غرق کر دیں۔" عرض کیا "اے اللہ! غرق کرنے کی بجائے ان کو آنکھیں ہی دے دیجئے اور ان خرافات سے نکال لیجئے۔"

سبحان اللہ یہ سنت کی تابعداری ہے کہ جنگ احد میں جب حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا تو آپ ﷺ نے اللہ پاک سے درخواست کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیجئے کہ یہ نہیں جانتے۔" حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے محبوب حضور ﷺ کی اس سنت کی پیروی کی۔ ان ظالموں کی باطنی آنکھیں کھل گئیں قوت باصرہ کے سامنے عیش و عشرت کا جو خوبصورت اور رنگین پردہ لگا ہوا تھا وہ چشم زدن میں اتر گیا اپنی غلطی کا احساس ہوا اور بڑی منت سماجت کر کے سب نے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ امیر آدمی بھی دست بستہ پاؤں پر گرا اور سب کی روحانی حالت سدھر گئی۔

ایسی حالت کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

(الحج ۴۶)

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو آنکھ حق تعالیٰ کی قدرت اور حکمت نہ دیکھے اس کا اندھا ہونا بہتر ہے۔

قابل رشک آنکھ

I حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے خوف اور ہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی ایک قطرہ ہی کے بقدر) ہوں۔ پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آتش دوزخ کے لئے حرام کر دے گا۔"

بصیرت اور بصارت

II حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ ایک بہت خوبصورت عورت غصے کے عالم میں ننگے منہ اور ننگے سر آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا پہلے تم اپنا منہ اور سر تو ڈھانپ لو لیکن

Marfat.com

اس نے جواب دیا کہ میری عقل تو اپنے شوہر کے عشق میں کھوئی گئی ہے۔ اس لئے مجھے اس کا احساس تک نہ رہا تھا کہ میرا سر اور منہ بے پردہ ہے اور میں اسی حالت میں بازار میں چلی آئی لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ کو عشق الٰہی کا دعویٰ ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے ہوش و حواس پر قائم ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اس عورت کی یہ بات سن کر بہت ندامت محسوس کی۔

III حضرت حبیب عجمی کے پاس ایک کنیز بیس سال تک رہی مگر آپ نے کبھی اس کا چہرہ نہ دیکھا اور ایک دن اسی کنیز سے فرمایا۔ ذرا میری کنیز کو آواز دینا۔ اس نے عرض کیا۔ حضور میں ہی آپ کی کنیز ہوں۔ فرمایا کہ ۲۰ سال میں میرا خیال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور طرف نہیں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم کو شناخت نہیں کر سکا۔

IV روایت ہے کہ حضرت عبد بن غلام رحمتہ اللہ علیہ کسی حسین عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اس سے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار بھی کرا دیا۔ اس عورت نے اپنی کنیز کے ذریعے معلوم کرایا کہ آپ نے میرے جسم کا کون سا حصہ دیکھا تھا۔ آپ نے کہا تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں۔ اس نے عورت نے کہا جو آنکھ غیر محرم مرد دیکھ لے اس کی عصمت ہی باقی کہاں رہ جاتی ہے۔ یہ کہا اور اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے وقت کنیز سے کہلوایا کہ جس چیز پر تم عاشق تھے، وہ حاضر ہے۔ یہ دیکھ کر آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی پھر حضرت حسن بصریؒ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے اور فیوض باطنی سے مالا مال ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

مرزا قتیل کی ایک حکایت ہے۔ یہ دہلی کے رہنے والے تھے اور بہت اعلیٰ شاعر تھے لیکن آزاد منش تھے اور صوفی بھی تھے۔ کلام بھی صوفیانہ لکھتے تھے۔ کسی ایرانی کو ان کا کلام پڑھ کر یہ خیال ہوا کہ یہ شخص بڑا صاحب حال ہے۔ وہ مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے دہلی آیا اور دیکھا کہ مرزا داڑھی منڈوا رہے ہیں۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔ "آغا ریش مے تراشی" (جناب آپ داڑھی منڈواتے ہیں؟) مرزا قتیل نے جواب دیا "بلے ریش مے تراشم دل کسے نمے تراشم" (ہاں داڑھی منڈواتا ہوں لیکن کسی کے دل کو رنجیدہ نہیں کرتا)

Marfat.com

اس پر ایرانی نے فوراً کہا "آرے دل رسول اللہ ﷺ مے خراشی" (ہاں، رسول اللہ ﷺ کے دل کو رنجیدہ کرتا ہے) یہ سن کر مرزا قتیل کی باطنی آنکھیں کھل گئیں۔ ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور بے اختیار کہا:

جزاک اللہ چشمم باز کر دی
مرا با جان جاں ہمراز کر دی

("حق تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر عطا کریں تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھ کو محبوب حقیقی سے ہمراز کر دیا۔")

یہ اندرونی آنکھیں ان بیرونی آنکھوں کی راہ سے دیکھتی ہیں مگر عقل سے کام لیتی ہیں یعنی ظاہری آنکھ تو ہر چیز کا عکس عقل تک پہنچاتی ہیں مگر عقل جب کچھ اخذ کرنے کے موڈ (Absorbing Mood) میں ہوتی ہے تو پھر کئی ایسے گل بھی کھلتے ہیں جن کی خوشبو سے فرد، ماحول اور معاشرہ سب مہک اٹھتے ہیں۔

شاید آپ کو نیوٹن کا واقعہ یاد ہو۔ اس کا سیبوں کا ایک باغ تھا۔ جہاں وہ اکثر گھنٹوں بیٹھا سائنس کی گتھیاں سلجھایا کرتا تھا۔ ایک روز اسی سوچ بچار کے عالم میں کھویا ہوا بیٹھا تھا کہ ایک سیب درخت سے گرا۔ پہلے بھی ہر روز اکثر سیب گرا کرتے تھے۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی لیکن اس وقت عقل سوچ بچار میں کھوئی ہوئی تھی اس لئے سیب کو گرتے دیکھ کر یکایک بجلی کی طرح اس کے دماغ میں یہ خیال چمک اٹھا کہ سیب زمین پر گرنے کی بجائے آسمان کی طرف کیوں نہ چلا گیا۔ بظاہر یہ دیوانے کی بات تھی لیکن وہ سائنس دان تھا کئی روز کی تگ و دو اور غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ زمین کے اندر ایک اپنی قوت ہے جو ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس کا نام اس نے کشش ثقل (Gravity) رکھا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ راکٹ کو زمین کا مدار چھوڑتے وقت زمین کی رفتار سے اپنی رفتار زیادہ تیز کرنی پڑتی ہے تب وہ کشش ثقل سے آزاد ہو کر فضاؤں میں جا سکتا ہے ورنہ اگر رفتار کم ہے تو اس کی یہ پرواز ممکن نہ ہو گی۔

نظریں بچانے کا حکم

قرآن مجید سورہ النور آیات ۳۰-۳۱ میں ارشاد ہے:

Marfat.com

"اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے اور نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔"

برائی اور بدکاری سے بچانے کے لئے اللہ پاک نے کس قدر پیارا، آسان اور مجرب نسخہ بتا دیا ہے کہ جب آنکھ غیر عورت یا غیر مرد کی طرف اٹھے گی نہیں تو آزمائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ سارا فساد تو اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب آنکھ دوسرے کے چہرے کو گھورتی ہے اور دل کہتا ہے ؎

اور عشرت کی تمنا کیا کریں
سامنے تو ہو تجھے دیکھا کریں

اللہ پاک نے برائی کی جڑ ہی کاٹ دی ہے لیکن اگر مرد یا عورت نظربازی بلکہ "دیدار بازی اور رب راضی" کے پانی سے اس برائی کی آبیاری کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اس کی بدقسمتی کی کوئی حد باقی نہیں رہتی۔ جوانمردی یہ ہے کہ اگر گناہ کا تقاضا پیدا ہو تو اس تقاضے کا مقابلہ کیا جائے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اگر کسی کو گھورنے کا شوق ہو تو اس نگاہ بد کو روکا جائے۔ پھر دیکھو قلب میں کیسا نور اور انشراح پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نگاہ کو روکنے سے ایمان کی مٹھاس نصیب ہوتی ہے اور کمال تقویٰ بھی یہی ہے کہ اس قسم کے بدنظری کے تقاضوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔

قوت باصرہ کا غلط استعمال

(بدنظری کی عادت)

غیبت کی طرح بری نظر سے دیکھنے کا مرض بھی آج کل زوروں پر ہے۔ یہ ایسا کم بخت گناہ ہے کہ اس سے جی نہیں بھرتا حالانکہ ہر گناہ کرنے کے بعد انسان کا دل اس سے فارغ ہو جاتا ہے بلکہ اکثر گناہ کرنے کے بعد آدمی خود اپنے آپ پر نفرین (لعنت) کرتا رہتا ہے لیکن

Marfat.com

بری نظر کا ایسا مرض ہے کہ اس کا بار بار تقاضا ہوتا ہے اور سیری ہی نہیں ہوتی اور ایک کانٹا سا کھٹکتا رہتا ہے۔ لوگ اس گناہ کو بہت ہلکا سمجھتے ہیں مگر درحقیقت یہ بہت سنگین جرم ہے اس کی ایک خرابی تو یہ ہے کہ اس سے سیری نہیں ہوتی اور دوسری خرابی یہ ہے کہ یہ زنا کا مقدمہ (آغاز) ہے اگر کوئی شخص کسی نامحرم کو نہ دیکھے تو وہ زنا نہیں کر سکتا کیونکہ زنا کی خواہش بھی نظر سے ہی پیدا ہوتی ہے اس لئے حدیث میں ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نظربد ہے اور بری نظر کو زنا اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ گناہ کی دعوت دیتی ہے۔ اس لئے زانی کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی ظلمت ہوتی ہے جبکہ متقی کی آنکھوں میں خاص رونق اور چمک ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے نظربد سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ "آپ ﷺ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

اس طرح زنا سے بچنے کی کس قدر عجیب اور سہل ترکیب بتائی ہے۔ گویا زنا کی جڑ کاٹ دینے کا پہلے حکم دیا ہے یعنی نگاہیں نیچی رکھو کیونکہ ایسا کرنے سے نامحرم پر نگاہ ہی نہ پڑے گی۔ اس لئے اس سے اختلاط (میل جول) کا خیال بھی نہ آئے گا۔ نگاہیں نیچی رکھنے میں مصلحت یہ بھی ہے کہ کسی نامحرم کے چہرے پر نظر ہی نہ پڑے گی۔ آج کل اس میں بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے بعض گھروں میں دیور اور جیٹھ سے اور ان کے جوان لڑکوں سے پردہ نہیں کیا جاتا۔ بعض عورتیں خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد اور پھوپھی زاد بھائیوں سے پردہ نہیں کرتیں حالانکہ اس میں سخت فتنہ کا خطرہ ہے اور ہر روز نامحرموں کے سامنے ہونے کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پڑے تو سر سے پاؤں تک بدن کو ڈھانک کر نکلیں اور بھڑکیلا لباس پہن کر باہر نہ جائیں۔ اس ضمن میں ہم ایک واقعہ درج کرتے ہیں:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت فضل ؓ اور ربیعہ ؓ بن حارث بن عبدالمطلب (نبی اکرم ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی) اپنے بیٹے عبدالمطلب کو نبی اکرم ﷺ کے ہاں یہ کہہ کر بھیجتے ہیں کہ اب تم لوگ جوان ہو گئے ہو۔ تمہیں جب تک روزگار نہ ملے، تمہاری شادیاں نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا تم رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جاکر نوکری کی درخواست کرو۔ یہ دونوں حضرات ام المومنین حضرت زینبؓ کے مکان پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فضلؓ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں اور عبدالمطلب بن ربیعہ کے والد سے بھی ان کا وہی رشتہ ہے جو فضلؓ سے ہے لیکن وہ ان دونوں کے سامنے نہیں ہوئیں اور حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ان کے ساتھ پردے کے پیچھے سے بات کرتی رہیں۔ (ابوداؤد)

بری نگاہ سے نامحرموں کی طرف دیکھنے میں یہ سہولت ہے کہ دوسروں کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی حالانکہ ارشاد الٰہی ہے کہ وہ (اللہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے۔

بعض اہل نظر (اللہ کے بہت نیک بندے) دوسروں کی آنکھ کی پتلی دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ آدمی بدنظری میں مبتلا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک بار خطبہ دے رہے تھے۔ چند آدمی آئے اور وہ کسی کو بری نظر سے دیکھ کر آئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ مسجد میں آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ مومن تو اب بھی اطاعت کا نور اور گناہ کی ظلمت دوسرے کے چہرے کو دیکھ کر ہی پہچان لیتا ہے۔ عبادت کی وجہ سے ان کی قوت باصرہ بڑھ تو نہیں جاتی مگر اس کی راہ سے دیکھنے اور سمجھنے والا دماغ فوراً ساری صورت حال کا اندازہ کرلیتا ہے۔ یہ نور اور تاریکی گورے چٹے یا کالے کلوٹے ہونے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ یہ چیز ہی دوسری ہے بعض لوگ رنگ کے کالے ہوتے ہیں لیکن ان کے چہرہ پر ایسا نور اطاعت ہوتا ہے کہ بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں مگر پہچاننے والی نگاہ ہونی چاہئے۔ جو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے پیدا ہوتی ہے۔

بدنظری ایک ایسا بھاری گناہ ہے جسے لوگ بہت ہلکا سمجھتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی گھڑی کے اندر بال کمانی --- جو دیکھنے میں چھوٹی سی چیز ہے لیکن گھڑی چلنے کا سارا دارومدار اسی پر ہے اسی طرح آنکھوں سے جو شعاعیں نکلتی ہیں۔ وہ بال کمانی سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن قلب (دل) جو سارے بدن کا سلطان ہے اور اس جسم کے کارخانے کو چلاتا ہے۔ اس پر یہ بال کمانی گہرا اثر کرتی ہے۔ یہ آنکھیں اخلاقی امراض کی جڑ ہیں مگر لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے یہ ایک عام عادت سی ہوگئی ہے کہ بدنظری سے

Marfat.com

پرہیز نہیں کیا جاتا بلکہ جس کو چاہتے ہیں گھورتے ہیں، تاکتے ہیں، دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں حالانکہ اصل گناہ (زنا اور لواطت) اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ عموماً خوبصورت کی طرف نگاہیں جلد اٹھتی ہیں جبکہ بدصورت کو دیکھنے پر کوئی راضی نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اللہ پاک نے شرمگاہوں کی حفاظت سے پہلے نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا ہے۔

عورتوں سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن بات لڑکوں کی طرف نظرِبد سے دیکھنا ہے اس لئے کہ عورتوں سے بچاؤ کے بہت سے اسباب ہیں: ① عورتیں خود مردوں سے بچتی ہیں، ② بدنامی کا اندیشہ دونوں (عورت اور مرد) کو لگا رہتا ہے، ③ عورتیں پردہ میں رہتی ہیں۔

اس طرح ان (عورتوں) سے میل ملاقات میں بہت سی رکاوٹیں ہیں لیکن لڑکوں سے میل ملاقات میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے لیکن امرد (چھوٹی عمر کا لڑکا) کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں یعنی عورت کو حاصل کرنے کا ایک موقع (Chance) ہوتا ہے کہ لڑکے کو حاصل کرلینے کے اٹھارہ مواقع ہوتے ہیں کیونکہ نہ وہ پردہ میں رہتے ہیں۔ نہ ان سے ملنے میں بدنامی کا خوف ہے غرض لڑکوں میں خرابی کے تمام اسباب موجود ہیں اسی لئے لڑکوں سے میل ملاقات رکھنے میں فتنہ کا امکان زیادہ ہے۔ ان کی طرف دیکھنے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ میں اس کا شکار تو نہ ہو جاؤں گا۔

مدینہ منورہ میں ایک مخنث (ہیجڑہ) تھا جسے ازواج مطہرات اور دوسری عورتیں غیر اولی الاربہ میں شمار کرکے اپنے ہاں آنے دیتی تھیں۔ ایک روز جب نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے اس کو حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن امیہ سے باتیں کرتے سن لیا وہ کہہ رہا تھا کہ کل اگر طائف فتح ہو جائے تو غیلاں ثقفی کی بیٹی بادیہ کو حاصل کئے بغیر نہ رہنا۔ پھر اس نے بادیہ کے حسن اور اس کے جسم کی تعریف کرنی شروع کردی اور اس کے پوشیدہ اعضا تک کی صفت بیان کر ڈالی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا "اللہ کے دشمن تو نے تو اس میں نظریں گاڑ دیں۔"

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "اس سے پردہ کرو آئندہ یہ گھروں میں نہ آنے پائے۔"

Marfat.com

اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے مدینہ سے باہر نکال دیا اور دوسرے مخنثوں کو بھی گھروں میں گھسنے سے منع فرمایا کیونکہ "مخنث سمجھ کر عورتیں ان سے احتیاط نہ کرتی تھیں اور وہ ایک گھر کی عورتوں کا حال دوسرے مردوں سے بیان کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیراولی الاربہ ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی نہیں ہیں کہ ایک شخص جسمانی طور پر بدکاری کے لائق نہیں ہے اگر اس میں دبی ہوئی صنفی خواہشات موجود ہیں اور وہ عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے تو بہرحال وہ بہت سے فتنوں کا موجب بن سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اس بات کو بھی برداشت نہیں کرتا کہ کسی عورت کے حسن کی کسی صورت میں بھی غیر مردوں یا عورتوں کے سامنے تعریف کی جائے چہ جائیکہ آج کل کی شاعری اور مجلسیں اور محفلیں جن میں موضوع سخن صرف "عورت" ہی ہوتی ہے۔

نظربازی سے عشق بازی تک

آج کل لوگ کوئی حسین صورت دیکھ لیتے ہیں کیونکہ اب تو قدم قدم پر فیشن ایبل، آزاد خیال اور حسین عورتیں خود دعوت نظارہ دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر لوگ خلوت میں بیٹھے ہوئے کسی ایک کا نقشہ ذہن میں جما کر تصور ہی تصور میں بہت کچھ کرتے رہتے ہیں اور محبوب سے ملنے، بولنے اور اسے دیکھنے کی تمنائیں کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ بلائیں خود اپنے سر پر مسلط کر لیتے ہیں اور آہیں بھر کر کہتے ہیں

نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب ایسے حسین کا خیال ذہن میں آئے تو فوراً کسی دوسرے خیال کو اس پر غالب کر دیں۔ نفسیات کی اصطلاح میں اسے انتقال توجہ Diversion of Attention کہتے ہیں۔ اس طرح توجہ بٹ جائے گی یا کسی دوسرے کام میں مصروف ہو جائیں یا جگہ اور ماحول تبدیل کر دیں غرض کوئی نہ کوئی تبدیلی کرنے سے اس حسین کے خیال کی شدت لحظہ بہ لحظہ کم ہوتی جائے گی اور آخر کچھ دیر کے بعد معدوم ہو جائے گی اگر اس پریکٹس کو جاری رکھا جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس مصیبت اور اسی خیال سے نجات ہو جاتی ہے اور حتی الامکان اسے دیکھنے یا اس سے بولنے کی

Marfat.com

نہ کوشش کریں نہ تمنا۔

یہاں اس نوعیت کے ایک دلچسپ واقعہ کا ذکر کرنا یقیناً مفید ہو گا۔

"دو سال ہوئے کراچی سے ایک حافظ صاحب کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ میں بی۔ کام بھی ہوں اور ایک جگہ ملازمت کرتا ہوں۔ ہمارے محلے میں ایک صاحب رہتے ہیں جنہوں نے اپنی لڑکی کو میرے پاس قرآن مجید پڑھنے کے لئے بھیجنا شروع کر دیا۔ وہ میرے ملنے والے بھی ہیں۔ میں نے وقت کی کمی کا بہانہ بھی لگایا مگر انہیں مجھ پر کچھ ایسا اندھا اعتماد تھا کہ انہوں نے لڑکی کو مجھ سے ہی تعلیم دلوانا ضروری سمجھا۔ لڑکی میٹرک کی طالبہ اور بالغ تھی، ویسے بھی قبول صورت تھی۔ کچھ دنوں تک تو سلسلہ تعلیم نارمل طریقے پر چلتا رہا لیکن ایک دن اس نے یکایک کتاب بند کر کے بڑی بے باکی سے کہا "چھوڑو حافظ صاحب پڑھائی تو ہوتی ہی رہے گی کوئی اور باتیں کرو۔" میں چونک گیا اور میں نے پوچھا "کیسی باتیں؟" تو اس نے کہا "جیسی باتیں آج کل لڑکے اور لڑکیاں کرتے ہیں۔" اس کی یہ بات میرے اندر بجلی کے کرنٹ کی طرح گھوم گئی اور میں نے بات کو بڑھانے کی بجائے کہا "اچھا پڑھائی بند کر دیتے ہیں کل سہی اب تم جاؤ، وقت ہو گیا۔" اس نے مجھے بڑے عجیب انداز سے دیکھا اور چلی گئی --- مگر میرے من میں اپنی محبت کی جوت جگا گئی۔

یہ سلسلہ دراز ہوتا رہا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کسی وقت بھی شیطانی حرکت ہو سکتی ہے اور میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میری کوئی مدد کیجئے۔"

مجھے یہ خط پڑھ کر بہت دکھ ہوا کہ ایک حافظ قرآن اس شیطانی جال میں پھنس گیا ہے --- لڑکے مجھے "نوجوانوں کے مسائل اور ان کے حل" کے مصنف کی حیثیت سے خطوط لکھتے رہتے ہیں اور اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں --- میں نے حافظ صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ یہ ٹیوشن فوراً چھوڑ دیں اور عاقبت کی فکر کریں لیکن یہ ساری باتیں میں نے انہیں نفسیات کی روشنی میں سمجھائیں۔ چند روز بعد ان کا خط ملا کہ لڑکی اپنے باپ سے کہہ رہی ہے کہ یہی حافظ صاحب اچھا پڑھاتے ہیں، میں انہی کے پاس پڑھوں گی۔ اس لئے باپ پھر اسے چھوڑ گیا ہے۔ میں نے جواباً لکھا کہ آپ مقررہ وقت پر گھر سے باہر رہا کریں۔ یہ اسکیم کسی حد تک کامیاب ہو گئی لیکن حافظ صاحب خود اتنے بے تاب ہو گئے کہ اس لڑکی کو دیکھنے کے لئے اس کی گلی کے چکر کاٹنے لگے۔ جب

Marfat.com

انہوں نے یہ کیفیت لکھی تو میں نے انہیں کہا کہ آیت الکرسی زیادہ پڑھا کریں اور قسم کھالیں کہ اس کی گلی کا چکر نہیں کاٹیں گے۔ کچھ دنوں تک طبیعت پر جبر کریں انشاء اللہ پھر یہ خواہش جاتی رہے گی اور جنون چھوڑ جائے گا۔ میں نے انہیں قرآن مجید کی ان آیات کا حوالہ دیا جن میں بتایا گیا ہے کہ شیطان آدمی کو اعمال بد کی دعوت دیتا ہے۔ پھر انہیں آراستہ کرکے دکھاتا ہے اور آدمی پورے جوش و جذب سے ان اعمال بد کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ اس وقت شیطان نے اپنا جال پھیلایا اور آپ پکے ہوئے سیب کی مانند اس میں آگرے ہیں۔ آپ کے سینے میں قرآن مجید کی نعمت موجود ہے اس سینے کو ناجائز کسی سے مس (Touch) نہ کرنا اور اس گلی کا پھیرا لگانے سے باز رہنا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے حافظ صاحب کے لئے راہ ہدایت پر چلنا آسان کر دیا اور شیطان اپنا جال لپیٹ کر، ان کا ساتھ چھوڑ گیا۔ حافظ صاحب کو اللہ پاک نے استقلال کی قوت عطا کی اور انہوں نے جنسی جبلت کا مستقل مزاجی سے مقابلہ کیا اور اپنی توجہ کو اس نظربازی سے یکسر بدل کر دوسری طرف کر دیا۔ یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ دل ایک سلیٹ کی مانند ہے اس پر لکھا ہوا چند روز بعد خود بخود مٹ جاتا ہے لیکن اگر چاقو سے اس پر کچھ کریدا جائے تو وہ نہیں مٹتا۔ اسی طرح لوگ محبوب کو بار بار دیکھنے اور پھر تصور میں اس کی تصویر کو دل پر نقش کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے یہ نقش مدتوں تک نہیں مٹتا۔ اس صورت حال سے خود کو بچانا ہر حال میں لازمی ہے۔ ورنہ پچھتاتے ہوئے کہنا پڑے گا ؎

سزائیں تو ہر حال میں لازمی تھیں
خطائیں نہ کرکے پشیمانیاں ہیں

بابرکت دیکھنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ (خدا سے اعراض کرکے) ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو وہ بھی بندے سے اعراض کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر غفلت کے متعلق کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

یکم چشم زدن غافل ازاں شاہ بناشی
شاید کہ نگاہے کندو آگاہ بناشی

اگر دل میں اخلاص ہو اور محبت کی تڑپ ہو تو انعام دینے والا مالک و مہربان خالق کمی نہیں کرتا ہے

کو زخم عاشقانہ کہ تیار نگاہے صد چاک جگر رفو کنند

انسان کی توجہ ایک جگہ قائم رکھنے کے لئے اللہ پاک نے دنیا میں ایک مقام کو اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے اور اس گھر (خانہ کعبہ) کو اپنا گھر کہا ہے اور اسی میں وہ انوار و برکات رکھے ہیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت صحیح ہو گئی۔ ورنہ خدا تعالیٰ مکان سے منزہ و پاک ہے۔ اگر آپ محبوب کے گھر پہنچتے تو جب تک صاحب خانہ سے نہ ملتے۔ اس وقت تک گھر کے گرد گھومتے پھرتے اور دیواروں کو چومتے۔ مجنوں کہا کرتا تھا:

میں جب لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اس دیوار کو۔ میرے قلب کو اس گھر کی محبت نے نہیں بلکہ اس گھر کے رہنے والے کی محبت نے پھاڑا ہے یا عاشق محبوب کے مکان پر پہنچ کر جب تک محبوب سے ملاقات نہ کرے۔ اس کے گھر کی طرف ٹکٹکی باندھے کھڑا رہتا ہے۔ اگر آپ کسی کے گھر پر روزانہ ایک دو گھنٹے بیٹھ کر چلے آیا کریں تو چند روز میں اس گھر سے اور اس کے مالک سے محبت ہو جائے گی۔

دنیا کا عجیب ترین مقام

دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے سے اس قدر حیرت نہیں ہوتی جتنی خانہ کعبہ کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ یہ عجیب دربار ہے کہ وہاں اچھے اچھے عقل مند بھی بے عقل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جاکر ایک حیرت اور ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور عقل ایک طرف رہ جاتی ہے۔ یہ کیفیت ہر مسلمان پر وارد ہوتی ہے۔ اگر کعبہ شریف دیکھنے کے بعد بھی یہ کیفیت طاری نہ ہو تو اس کا سبب انتہائی غفلت اور قساوت قلبی ہے جو بد نصیبی کی بات ہے۔ لوگ محبت بھری نظروں سے کعبہ شریف کو پہروں دیکھا کرتے ہیں اور یوں روحانی کیفیت سے مسرور ہوتے ہیں۔

اللہ کی نظر

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دیوانے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ

Marfat.com

میری جانب نظر کر۔ آپ نے پوچھا تو نے ایسے کون سے اعمال کئے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اٹھے۔ اس نے جواب دیا کہ جب اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو سچا ہے۔

آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیز کی طرف نہ دیکھے۔

آنکھ اور چہرہ

اللہ پاک کس قدر قدرت والے ہیں کہ چھوٹی سی آنکھ میں آسمان تک پہنچ جانے والی بینائی رکھ دی ہے۔ اسے بیک وقت خوردبین اور دوربین بنا دیا ہے۔ یہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی دیکھ لیتی ہے اور آسمان، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ وغیرہ بڑی سے بڑی چیز بھی اسی آسانی سے دیکھ سکتی ہے لیکن آج کل آنکھ سے زیادہ تر عورتوں کے چہرے دیکھنے کا کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے عورتوں نے ننگے منہ پھرنا شروع کر دیا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس مکان میں عورت ننگے سر ہو وہاں نیکی کے فرشتے نہیں آتے اور چہروں کو زیادہ دلکش بنانے کے لئے مختلف قسم کا میک اپ کا سامان تیار ہونے لگا ہے۔ پلاسٹک سرجری بھی عام ہو گئی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے چہرے کی طرف دیکھا جائے۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ مرد عورت کا چہرہ دیکھنے کے لئے بے تاب ہے اور عورت اپنا چہرہ دکھانے کے لئے بے قرار ہے۔ پہلے یہ باتیں یورپ اور امریکہ میں زوروں پر تھیں۔ اب وطن عزیز میں بھی مرد کے اعصاب پر عورت سوار ہے چنانچہ حجام کی دکان سے لے کر ادویہ کی شیشیوں اور پیکٹوں تک اور ملبوسات سے لے کر اخبار و رسائل تک ہر جگہ عورت کی عریاں تصویر خود عورت کی ذلت و رسوائی اور مرد کی جنسی بھوک کا اشتہار ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی راہ میں حائل ہونے والی ہر چیز اب قدامت پسندی، جہالت اور بربریت کہلاتی ہے۔ اس کی بیخ کنی کے لئے جدیدیت ہر قسم کے اسلحہ سے لیس میدان عمل میں موجود ہے اور ہم اس پر فخر کرتے ہیں۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جنس مخالف کو دیکھ کر لطف اٹھاتے ہیں، آنے جانے والوں کو تاڑتے اور تاکتے ہیں۔ پھر آنکھیں ناچتی ہوئی سی معلوم ہوتی ہیں۔ اب تو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہے کہ کبھی ان پر قدغن لگ جائے گی، یہ جھک جائیں گی بلکہ فخر سے کہتے ہیں کون ہے جو ہماری آنکھوں میں آنکھیں

Marfat.com

ڈال کر بات کر سکے۔ ہماری آنکھوں میں جادو ہی اس قسم کا ہے کہ جس نے ایک بار ان میں جھانک کر دیکھا وہ ہمارا اسیر ہو کر رہ جائے گا۔

لیکن ایک وقت آئے گا جب یہ حالت ہو گی کہ:

"کچھ دل ہوں گے جو اس روز خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔ نگاہیں ان کی سہمی ہوئی ہوں گی۔" (النزعات ۸-۹)

اب وضع قطع، تراش خراش اور رنگ ڈھنگ میں اس قدر تنوع پیدا ہو گیا ہے کہ اس کا شمار ہی ممکن نہیں۔ اب آنکھ کو تماشا دیکھنے سے فرصت نہیں اور اسے یہ بات یاد تک نہیں رہ گئی کہ اس میں بدی کا عنصر غالب ہو تا جارہا ہے چنانچہ بری نظر سے دیکھنے کی خاطر ہی تو فیشن کو ترقی دی جارہی ہے۔ اس لئے اب ننگوں کے کلب Naked Clubs کثرت سے وجود میں آ گئے ہیں تا کہ ملبوسات کی بھرمار میں عریانی کا لطف بھی اٹھایا جاسکے۔ نظر کو گرم رکھنے کے لئے فیشن پرستی کے بے شمار اڈے قائم ہو گئے ہیں جن میں پب (Pub)، الفلمنگو (Al-Filmingo)، کی کلب (Key Club)، سنگلز کلب (Singles Club)، گیز کلب (Gays Club)، پنٹ ہاؤسز (Pint Houses) اور مینزز (Menziz) وغیرہ زیادہ مصروف اور معروف ہیں۔ ہم ان کی تفصیل نہیں لکھنا چاہتے اسی میں بہتری ہے۔ اللہ پاک کا حکم ہے کہ آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی بیوی یا اپنی محرم خواتین کے علاوہ کسی دوسری عورت کو نگاہ بھر کر دیکھے اگر ایک دفعہ اتفاقی نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن یہ معاف نہیں ہے کہ آدمی نے پہلی نظر میں جہاں کوئی کشش محسوس کی ہو وہاں پھر نظر دوڑائے جب تک کہ توبہ نہ کرے اور توبہ میں یہ وعدہ شامل ہے کہ دوبارہ ایسا کبھی نہ کرے گا۔ اگر ہم ان کی تفصیل بیان کرتے ہیں تو قاری تصور میں ہی سب کچھ دیکھ لے گا جو گناہ کا مقدمہ ہے۔

عورت کا غیر مرد کو دیکھنا

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ "مرد غیر عورت کو نہ دیکھیں" بس یہی قانون اور حکم ہے حالانکہ عورتوں کے لئے بھی یہی قانون اور حکم ہے کہ وہ بھی غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی

اکرم ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ اتنے میں ایک مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے۔۔۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں ازواج مطہرات نے ان سے پردہ نہ کیا ان کا خیال تھا کہ یہ نابینا ہیں اس لئے ہمیں نہیں دیکھ سکتے مگر جب آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان سے پردہ کریں تو انہوں نے پردہ کرنے کے بعد آپ ﷺ سے پوچھا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو نابینا ہیں۔ نہ ہمیں دیکھ سکیں گے نہ پہچان سکیں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تم دونوں بھی اندھی ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟"

اب فرمایئے جو لوگ کہتے ہیں کہ بس پردہ تو دل کا ہے جی، نظر صاف ہونی چاہئے پھر پردے کی کیا ضرورت؟۔۔۔ وہ اس واقعہ کی کیا تاویل کریں گے۔

نظربازی

ذیل میں ہم "نوائے وقت" کراچی مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۹۴ء میں جناب کرامت علی خان کے شائع ہونے والے ایک مضمون "امریکہ میں مسلمان بچوں کی تعلیم کا مسئلہ" سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

"ایک بات جسے دیکھ کر ایک مشرقی اور خاص طور پر مسلمان کا ذہن چکرا جاتا ہے، وہ ہے سرراہ لڑکے لڑکیوں کا بوس وکنار!۔۔۔ اگر کوئی منہ موڑ کر اور آنکھیں موند کر وہاں سے گزر بھی جائے تو گھر کے اندر یا جہاں کوئی اقامت گزیں ہے، وہاں بھی یہ مناظر بلکہ اس سے بڑھ کر جنسی اختلاط کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں وہ یوں کہ "الیکٹرانک میڈیا" یعنی ٹیلی ویژن گھر کے اندر موجود ہے۔ وہاں ایک نہیں سینکڑوں قومی اور مقامی یا علاقائی سطح کے ٹیلی ویژن اپنے پروگراموں سے یلغار کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر چینل پر ان میں کسی نہ کسی وقت جنس کی تمام حدود و قیود کو پار کرنے والا پروگرام موجود ہوتا ہے۔ بوس وکنار اور عریاں مناظر تو بہت ہلکی قسم کی چیز ہے جو ہر چینل پر دن بھر کسی نہ کسی رنگ میں موجود رہتا ہے۔ عریانی، فحاشی اور ہوسناکی کے یہ مناظر ذہن اور خاص طور پر نوجوان ذہن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سارے کا سارا امریکی معاشرہ اسی کام پر لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

باقی پروگرام ازدواجی معاملات (جنہیں جنسی کہنا زیادہ بہتر ہوگا) مثلاً بوڑھی عورتوں کی جوان لڑکوں سے شادی کے تجربات! ماں کا سولہ سترہ سالہ بیٹی یا بیٹے کے ہم عمر دوست کے عشق میں مبتلا ہونا۔ ایک بہن کا دوسری بہن کو طلاق دلوا کر خود اس مرد سے شادی کرنا یا دونوں بہنوں کا ایک ہی مرد کے ساتھ رہنا یا ماں اور بیٹی کا بیک وقت ایک ہی آدمی سے تعلقات استوار کرنا وغیرہ۔ ان پروگراموں میں پانچ چھ جوڑوں کو بلا کر حاضرین کی موجودگی میں سوال جواب کئے جاتے ہیں اور حاضرین کو بھی سوالات اور تبصرے کا حق ہوتا ہے۔ ان سوالات کے درمیان بعض انتہائی قابل اعتراض اخلاقی باتیں بھی عورتیں اور مرد برملا کہتے ہیں اور تو اور گیارہ بارہ سالہ لڑکیاں اپنی بدکاری کے قصے بڑے مزے لے کر اور بڑی دیدہ دلیری سے اپنے ماں باپ کی موجودگی میں بیان کرتی ہیں بلکہ والدین کے ٹوکنے پر احتجاج کرتی ہیں حالانکہ امریکی قانون کے مطابق پندرہ یا سولہ سال سے کم عمر لڑکی کی شادی یا جنسی اختلاط قابل مواخذہ جرم ہے۔

اس ساری خرافات کے بیان کرنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ہمارے قارئین کو علم ہو جائے کہ امریکی معاشرہ میں خاص طور پر شوبزنس میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور اس میں رہ کر کسی مسلمان لڑکے اور لڑکی کا دائرہ حیا میں رہنا یا عزت و عصمت محفوظ رکھنا کس قدر دشوار ہے۔ جہاں قدم قدم پر عصیاں پر مائل کرنے کے لئے نت نئ ترغیبات موجود ہیں۔

سب سے زیادہ لعنتی قوم

اس دنیا میں سب سے زیادہ لعنتی قوم کی یادگار اس وقت تک بحیرۂ مردار کی شکل میں موجود ہے جو اسرائیل میں ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ یہ قوم مرد سے بدکاری (لواطت) میں ملوث تھی۔ آپ نے انہیں ہر ممکن طریقے سے سمجھایا لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا حتیٰ کہ جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کو آنے والے عذاب کی خبر دینے اور آپ کو وہاں سے نکل جانے کے متعلق بتانے کے لئے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے پاس مہمان بن کر آئے تو بستی کے لوگ ان پر چڑھ دوڑے اور حضرت لوط علیہ السلام کے مکان کا گھیراؤ کر لیا۔ آپ نے انہیں باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر وہ تو اپنی حرکات سے باز نہ آئے تاہم فرشتوں کی غیر مرئی ہیبت سے آگے نہ بڑھ سکے

اور رات کو اللہ پاک نے ان پر (حضرت لوط علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد) پتھروں کی بارش برسائی اور ساری بستیاں (سدوم و عمورہ کے شہر جو بہت بڑے بڑے شہر تھے) زمین میں دھنس گئیں۔ اس قوم کے متعلق قرآن مجید نے دو باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے ایک تو لڑکوں سے بدفعلی اور دوسرے ایک دوسرے کے سامنے آنکھوں دیکھتے ہوئے بدفعلی کرنا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"یاد کرو وہ وقت جب اس (لوط علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا۔۔۔ کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو۔" (النمل ۵۴)

(یعنی دیکھنے والی آنکھیں تمہیں دیکھ رہی ہوتی ہیں اور تم بدکاری کر رہے ہوتے ہو۔)

آج کل یورپ میں بھی ایسے مراکز موجود ہیں جہاں آنکھوں دیکھی بدکاری کی جاتی ہے۔ یہ بلیو پرنٹ وغیرہ تو سب کو دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اپنی آنکھوں سے دیکھو بدکاریاں کس طرح کی جاتی ہیں۔۔۔ ہائے افسوس ان آنکھوں پر جو اللہ کی نشانیاں، اس کی قدرتیں اور اس کی شانیں دیکھنے کے لئے دی گئی ہیں۔ ان سب سے ہٹ کر شیطان کے آراستہ و پیراستہ جال کی رنگینی دیکھنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ ایسی ہی آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ میں تپائی جائیں گی۔ اللہ پاک ہمیں اس سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

گائے بھینس کی آنکھ

"کیا ہم نے اسے (انسان کو) دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور دونوں نمایاں راستے اسے نہیں دکھا دیئے۔" (البلد ۹-۱۰)

مطلب یہ ہے کیا ہم نے اسے علم و عقل کے ذریعے نہیں دیئے یہ حواس خمسہ علم و عقل کے ذرائع و وسائل ہی تو ہیں۔ دو آنکھوں سے مراد گائے، بھینس کی آنکھیں نہیں ہیں بلکہ وہ انسان کی آنکھیں ہیں جنہیں کھول کر (عقل و سمجھ کے ساتھ) آدمی دیکھے تو اسے ہر طرف وہ نشانات نظر آئیں گے جو حقیقت کا پتہ دیتے ہیں اور صحیح و غلط کا فرق سمجھاتے ہیں۔ زبان اور ہونٹوں سے مراد محض بولنے کے آلات ہی نہیں ہیں بلکہ نفس ناطقہ ہے جو ان آلات کی پشت پر سوچنے سمجھنے کا کام کرتا ہے اور پھر ان سے اظہار مافی الضمیر کا کام لیتا ہے۔

Marfat.com

پس آنکھیں صرف دیکھنے کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ اس دیکھنے کے ساتھ ساتھ عقل و فکر سے کام لینے، سبق سیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

شاعر کی نگاہیں کہاں پہنچیں

جب نگاہیں اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتی ہیں تو اکثر ایسے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں جو آنکھ کی راہ سے دماغ میں مستقل طور پر اتر جاتے ہیں ذیل میں ہم اپنے دوست جناب برکت علی نسیم گورداسپوری حال مغل پورہ، لاہور کا ایک قطعہ درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بھارتی شہر دھاریوال ضلع گورداسپور کا ایک منظر پیش کیا ہے:

صفت کریئے دھاریوال والی جتھے رہندیاں بہت کھترانیاں نے
صبح اٹھ کے نہرے نوہن جاندیاں نے وچ ویاہیاں وچ کواریاں نے
کوئی سونے جڑی کوئی چاندی جڑی کئی پھلاں نال شنگاریاں نے
نسیم شاعر نے شعر تیار کیتے جنوں لگیاں بہت پیاریاں نے

قرآن مجید کا ارشاد

"پھر ان سے پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟--- کیا تم غور نہیں کرتے۔" (الانعام ۵۰)

جیسے آنکھوں والا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ برابر سہولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جو آدمی آنکھوں سے دیکھ کر عقل اور سمجھ سے کام لے کر زندگی گزارتا ہے وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دیکھتا تو سب کچھ ہے مگر نہ سبق حاصل کرتا ہے، نہ عبرت پکڑتا ہے نہ اچھے اور برے لوگوں کے انجام پر غور کرتا ہے نہ ماحول کی غلاظت سے پناہ حاصل کرتا ہے نہ اسے قبر نظر آتی ہے نہ مرنے کا خیال اسے خوفزدہ کرتا ہے۔

کہتے ہیں کسی آدمی نے بہت دعائیں کیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے ایک دفعہ وہ آدمی کی صورت میں اس سے ملے اور پوچھا کہ تم مجھے کیوں یاد کرتے رہتے تھے۔ اس نے کہا آپ مجھے یہ بتا دیں کہ میں مروں گا کب؟--- انہوں نے کہا میں تمہیں تمہاری موت سے پہلے پیغام بھیج دوں گا۔ کچھ عرصہ گزرا کہ ایک دن حضرت

عزرائیل آگئے اور جان نکالنے کی بات کہی۔ اس آدمی نے کہا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری جان نکالنے سے پہلے تمہیں اس کی اطلاع کردوں گا لیکن آج آپ بلااطلاع ہی آگئے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا تمہارے محلے کا فلاں آدمی مرا تھا؟ اس نے کہا۔ جی ہاں، مرا تھا۔ پھر پوچھا، تمہارا فلاں رشتہ دار فوت ہوا تھا؟ اس نے کہا۔ جی ہاں! پھر پوچھا، فلاں آدمی بھی مرگیا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں، وہ بھی مرگیا ہے۔۔۔ تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ سب تمہارے لئے پیغام تھے کہ آج اس کی باری ہے تو کل تمہاری باری ہوگی لیکن نہ تم نے اس کی پرواہ کی نہ جانے کی تیاری کی۔ اب تو تمہیں ایک منٹ کی دیر سویر کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا۔ یہ کہا اور اس کی روح قبض کرلی۔

قرآن مجید نے اسی واسطے بتایا ہے کہ جو آدمی ان حقیقتوں کو روز دیکھتا ہے لیکن ان سے اثر اور سبق نہیں لیتا تو وہ آنکھوں والا نہیں ہے بلکہ اندھا ہے۔ اگر آنکھوں والا ہوتا تو ہر واقعہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اللہ پاک ہمیں بھی عبرت کی نگاہ عطا فرمائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں۔ اب جو بینائی سے کام لے گا۔ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا، خود نقصان اٹھائے گا۔ میں تم پر کوئی پاسبان نہیں ہوں۔" (الانعام ۱۰۴)

قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا یعنی جس نے ان آنکھوں سے دیکھ کر دنیا سے سبق حاصل نہ کیا اور آخرت کی تیاری نہ کی وہ آخرت میں بھی ناکام رہے گا اور جنت نہ دیکھے گا بلکہ جہنم میں جائے گا۔ جیسے وہ لوگ جو دنیا میں اندھے بن کر رہے نہ حق دیکھتے تھے نہ حق سنتے تھے، نہ حق بولتے تھے نہ حق کام ہی کرتے تھے۔ ویسے ہی وہ قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔

پھر فرمایا:

"ان لوگوں کو ہم قیامت کے دن اوندھے منہ کھینچ لائیں گے۔ اندھے، گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" (بنی اسرائیل ۹۷)

جس نے اپنے اندھے پن سے دنیا میں راہ ہدایت نہ پائی وہ آخرت میں جہنم میں جائے گا۔ اسے جنت کی طرف جانے والی راہ پر چلنے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ وہ اسے دیکھ بھی نہ سکے

Marfat.com

گا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔“ (الواقعہ ۸۵-۸۶)

اس وقت تو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا ہی جاسکتا ہے یا آنکھوں سے آنسو بہائے جاسکتے ہیں۔

بت پرست

سب سے بڑا اندھا بت پرست ہے جو اپنے ہاتھوں سے بت تراشتا ہے اور اپنی چہرے والی دو آنکھوں سے بت کی آنکھیں بناتے ہوئے ان کو دیکھتا رہتا ہے کہ کوئی کمی باقی نہ رہ جائے اور پھر اسی بت کے سامنے سر جھکاتا اور اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے۔ اگر اس کے دل کی آنکھیں اندھی نہ ہوتیں تو دیکھ لیتا کہ جس پتھر کو میں خود اپنے ہاتھوں سے تراشتا ہوں وہ حاجت روا کیسے بن سکتا ہے۔۔۔ جس کی آنکھیں میں خود بناتا ہوں اور وہ مجھے دیکھ نہیں سکتا ہے تو اس سے زیادہ بے بس اور ناکارہ اور کونسی چیز ہوگی مگر چہرے کی آنکھوں والا اندھا ان سب باتوں سے بے نیاز ساری زندگی ان بتوں پر قربان کر دیتا ہے۔ یہی حال ہر اس آنکھوں والے اندھے کا ہے جو اللہ پاک کی آیات کو نہیں دیکھتا یعنی ان پر غور نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ اپنی سرکش میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔“ (البقرہ ۱۵)

یعنی جو لوگ خود راستی و سچائی کا راستہ نہیں دیکھنا چاہتے اللہ تعالیٰ ان کی قوت باصرہ تو سلامت رکھتا ہے لیکن بصیرت ختم کر دیتا ہے۔

آنکھیں کھولو

اور اپنے والدین کے چہروں کو دیکھو جن کو احترام اور محبت سے دیکھنے پر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

شعب الایمان میں بیہقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو لڑکا اپنے والدین کا مطیع اور فرمانبردار ہو جب وہ اپنے والدین کو عزت اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو ہر نظر میں اس کو حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔"

اپنے مرشد، نیک استاد، بزرگ آدمی اور دیندار کو دیکھنے کا ثواب کماؤ۔ کسی زخمی، بیمار اور دکھیارے کو دیکھو، اس کی مدد کرو اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرو۔ پرندوں کی قطاریں، پھولوں کی کیاریاں، گھاس کے تختے، پانی کی رواں موجیں، پہاڑوں کی چوٹیاں، جنگل کی وسعتیں، ریگستان کا حسن، سمندر کی پہنائیاں، بادل کے ٹکڑے، ستاروں کی چمک، چاند کی چاندنی، بچوں کی معصومیت، چوپایوں کا جمال اور ایسے ہی دوسرے مناظر قدرت کو دیکھو۔ ان کی طرف کچھ دیر تک دیکھتے رہو پھر اللہ کی قدرت کا جلوہ ظاہر ہو گا، اس کی عظمت کے سامنے سر جھکے گا، برائی کی طرف سے آنکھ بند ہو جائے گی اور صحیح معنی میں آنکھ کا حق ادا ہو گا۔

یہ تمام حسین نظارے بلکہ کرۂ ارض کا چپہ چپہ اور اس کا ذرہ ذرہ مومن کے دل کی سیرگاہ ہے جس کی دلفریبیوں کے صدقے میں مومن کے سینے سے حمدوثنا اور توحید و وحدانیت کے نغمے پھوٹ کر عرش الٰہی تک جا پہنچتے ہیں۔ اس وقت جی چاہتا ہے کہ دنیا کی کوئی شے اس کی راہ میں رکاوٹ اور اس کے شغل میں مخل نہ ہو تا کہ وہ پورے زور سے نغمے الاپتا رہے اور اللہ کی محبت میں سوز و گداز اور جذب و جنوں کا لطف اٹھاتا رہے مگر ہماری یہ حالت ہے کہ ظاہری اعتبار سے گو آنکھیں کھلی رہتی ہیں لیکن بصارت مفقود ہوتی ہے۔ آنکھوں سے دیکھنے کا حق تو یہ ہے کہ آفاق اور نفس کی نشانیاں دیکھیں اور ان پر غور کریں۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے:

> "زمین اور آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا۔ تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔" (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

Marfat.com

تندرست آنکھ

ہجرت کے بعد جب حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پہنچے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے چند صحابہؓ کے ساتھ کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ حضرت صہیبؓ کو بھوک نے بے حال کر رکھا تھا وہ بیٹھتے ہی کھجوریں کھانے لگے۔ کھجوریں گدرائی ہوئی تھیں اور حضرت صہیبؓ کی ایک آنکھ دکھتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "صہیب! تمہاری ایک آنکھ دکھتی ہے کھجوریں نقصان پہنچائیں گی۔" انہوں نے بے ساختہ کہا۔ "یا رسول اللہ! میں تندرست آنکھ سے کھا رہا ہوں۔" اس پر سب مسکرا دیئے۔

نظر کے کرشمے

ذیل میں ہم ایک فارسی غزل درج کرتے ہیں جس میں نظر کے کرشموں کا نہایت دلفریب ذکر ہے۔ آپ بھی لطف اٹھایئے اس کا اردو ترجمہ ہم نہیں دے رہے کیونکہ اس کا اصلی لطف فارسی میں ہی ہے۔

مارا بغمزہ کشت و قضارا بہانہ ساخت　　خود سوئے ماندید و حیارا بہانہ ساخت
دست بدوش غیر نہاد از راہ کرم　　مارا چو دید لغزش پارا بہانہ ساخت
رفتم بہ مسجدے پئے نظارہ رخش　　دستش برخ کشید و دعا را بہانہ ساخت
آمد برون خانہ چوں آواز شنید　　بخشیدن نوالہ گدا را بہانہ ساخت
زاہد نداشت تاب جمال پری رخاں　　کنجے گرفت و خوف خدارا بہانہ ساخت
خون قتیل بے سروپا را بپائے خویش　　مالید آں نگار و خنا را بہانہ ساخت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

1. تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا۔
2. بدن کا چراغ آنکھ ہے پس اگر تیری آنکھ درست ہو تو سارا بدن روشن ہو گا اور اگر

Marfat.com

تیری آنکھ خراب ہو تو تیرا سارا بدن تاریک ہوگا۔

3 جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈالی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرچکا۔

4 پس اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنی پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جو کافی عرصہ سے ان کے ہاتھ میں تھی اور آپ ہر روز اسے دیکھا کرتے تھے لیکن کوہ طور پر جب اللہ پاک نے فرمایا کہ موسیٰ اسے پھینک دو اور آپ نے اس حکم کی تعمیل میں اسے پھینک دیا تو موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر ہیبت زدہ سا ہو گئے کہ لاٹھی اژدھا بن گئی ہے۔ آپ نے وہاں سے پیٹھ پھیری اور بھاگنا چاہا تو اللہ پاک نے فرمایا، موسیٰ ڈرو نہیں اسے پکڑلو۔ آپ نے اس اژدھا کو پکڑ لیا تو وہ پھر لاٹھی بن گئی یعنی آپ کی آنکھوں نے اللہ کے حکم سے چیزوں کی ماہیت کو بدلتے ہوئے دیکھا اور حیران رہ گئے اور ایک ایسا ہی موقع پھر آپ پر آیا جب آپ فرعون کو ہدایت کی تبلیغ کرنے کے لئے مصر گئے تو اس نے جادوگروں کو بلا کر آپ سے مقابلہ کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے اپنے جادو کا کمال دکھایا تو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا۔ یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اور موسیٰ اپنے دل میں ڈر گیا۔" (قرآن مجید سورہ طٰہٰ آیات ۶۶-۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ جادو کا اثر قوت باصرہ پر ہو جاتا ہے اور چیزوں کی ماہیت بدلتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جو سب سے زیادہ حسین منظر دیکھا جس کی آپ تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے وہ اللہ پاک کی تجلی کا وہ نظارہ تھا جو کوہ طور پر ایک چشم زدن کے لئے وارد ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آرزو کی تھی کہ یا اللہ پاک میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ پاک نے فرمایا اے موسیٰ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں، میں تمہاری خاطر اس

Marfat.com

پہاڑ پر تجلی کرتا ہوں اگر پہاڑ اسے برداشت کرکے اپنی جگہ قائم رہا تو البتہ تم دیکھ سکو گے۔ پھر جب اللہ پاک نے ایک چشم زدن کے لئے اپنی تجلی اس پہاڑ پر کی تو پہاڑ بھی چشم زدن میں ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ دنیا قائم ہونے کے بعد سے یہ ایک منفرد واقعہ ہے اور ایسا آئندہ بھی کبھی نہ ہو گا کیونکہ اب انبیائے کرام کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ انسانی بصارت کی اس دنیا میں یہ انتہائی خوش نصیبی تھی۔

قرآن مجید نے اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

تو اس (موسیٰ) نے التجا کی کہ اے میرے رب مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا "تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں، ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔"

چنانچہ اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی اور اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا۔ "پاک ہے تیری ذات! میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بصارت

ازل سے ابد تک بس ایک مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک انسان کامل نے اللہ پاک کی رضا سے وہ نظارے دیکھے ہیں جس کا تصور انسانی ذہن نہیں کر سکتا اور نہ کسی انسان کی بصارت اس کا تحمل کر سکتی ہے۔ یہ واقعہ معراج ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے سب آسمان، سب مقرب فرشتے، سب انبیائے کرام، جنت دوزخ، سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے آگے وہ تمام مقامات جن کا تصور یا نام کسی انسان یا فرشتے کے بس میں نہیں دیکھے، یہ بس آپ ﷺ اور آپ کے رب کے درمیان راز تھا جسے آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ پاک سے آپ ﷺ کی ملاقات کے وقت آپ ﷺ نے کیا دیکھا اور کیا کہا یا سنا اس کا احاطہ یا تصور کرنا انسانی حواس اور تمام قوتوں سے وراء الوراء ہے البتہ جن چیزوں کا ذکر آپ ﷺ نے خود اپنی مرضی سے اپنے پیارے صحابہؓ سے کیا تھا وہ ذکر ان کی زبانی ہم تک بھی پہنچ چکا ہے لیکن یہ سید الانبیاء ﷺ کی بصارت کا درجہ کمال ہے کہ آپ ﷺ نے اتنی بڑی بڑی اور پوشیدہ چیزیں دیکھیں۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ حضرت جبریل امین کو زمین اور آسمان کے درمیان تمام فضا میں ایک کرسی پر بیٹھے دیکھا تو آپ دہشت زدہ سا ہو گئے کیونکہ اتنے بڑے جسم کا آپ ﷺ نے اس سے پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس لئے گھبرا کر گھر تشریف اور اپنی رفیقہ حیات سے زملونی زملونی (مجھے اوڑھا دو مجھے اوڑھا دو) فرمایا۔

پھر کافی دیر کے بعد طبیعت بحال ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بہت اونچے درجے کے بہادر اور جوانمرد تھے، ایک بار حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے جبریل امین اصلی صورت میں دکھا دیں۔ (حضرت جبریل امین اکثر حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں آیا کرتے تھے۔ ایک بار وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اس صورت میں باتیں کر رہے تھے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں دیکھا اور جب وہ چلے گئے تو ام المومنین نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ تو بہت دیر تک حضرت دحیہ کلبیؓ سے باتیں کرتے رہے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے دحیہ کلبیؓ کی شکل میں جبریل کو دیکھا ہے۔)

حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ آپ انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ وہ خاموش ہو گئے۔ چند دن گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور کہا دیکھئے یہ جبریل امین کے پاؤں ہیں۔ حضرت حمزہ ان کے پاؤں دیکھ کر مارے دہشت کے بے ہوش ہو گئے اور پھر جبریل امین کو دیکھنے کی کبھی آرزو نہ کی۔

حضرت جبریل امینؑ کا جسد مبارک اتنا بڑا ہے کہ اگر ان کے سر پر دنیا کے سب سمندروں کا پانی ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرے۔ اب بتایئے اتنے بڑے جسم کو انسانی آنکھ کیسے دیکھ سکتی ہے۔

آنکھ اور قبر

انسان کی آنکھ دولت کو دیکھتی ہے تو اس کے انبار اکٹھا کرنے کی خواہش اسے بے چین کر دیتی ہے لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس دو وادیاں سونے کی

Marfat.com

ہوں تو وہ تیسری کی آرزو کرے گا یعنی آنکھ ہوس کو بڑھاتی ہی جائے گی۔ اسی لئے شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

دنیا دار کی تنگ آنکھ (جس کا حدود اربعہ بہت ہی مختصر ہے) اسے دولت پر نہیں کر سکتی۔ اسے تو قناعت پر کرے گی یا پھر قبر کی مٹی ہمیشہ کے لئے پر کردے گی۔

انسان کی آنکھ دنیا کی چیزوں میں آخرت کی جھلک نہیں دیکھتی۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔ کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

(الحج ۴۴-۴۶)

پھر یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ:

"اور جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا--- پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا۔ یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا؟--- اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ "ہاں، اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔"

(طٰہٰ ۱۲۴-۱۲۶)

قرآن مجید میں دوسری آیات کے حوالوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ آخرت کے ہولناک مناظر اور اپنی شامت اعمال کے نتائج کو تو خوب دیکھیں گے لیکن باقی حیثیتوں سے ان کا حال اندھے کا سا ہوگا۔ نہ ان کی رہنمائی کی جائے گی نہ کہیں سے انہیں مدد ملے گی اور اندھوں کی طرح وہ ڈگمگاتے پھریں گے۔

گمراہی کے مندرجہ ذیل چار زینے ہیں:

1 عالم آخرت سے غافل ہونا۔

2 آخرت کی نعمتوں کی طلب کا دل سے جاتے رہنا اور دنیاوی زندگی کی دلچسپیوں میں مگن ہو جانا۔

3 اس دنیاوی زندگی کی رنگینیوں میں ایسا منہمک ہو جانا کہ اپنے انجام اور فنا ہو جانے کی طرف خیال بھی نہ جانا۔

4 روزمرہ کی غفلت و بے حسی اور بے پرواہی کے علاوہ ایسی نشانیوں سے بھی بیدار نہ ہونا اور فکر آخرت سے بدستور بے پرواہ رہنا جیسے قحط، زلزلہ، وبا، جنگ، طوفان وغیرہ۔

چند فقہی مسائل

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط پر نظر ڈالی وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے۔ (یعنی یہ فعل ناجائز ہے اور جہنم تک لے جانے والا ہے۔)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے اور تو لکڑی مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو کچھ گناہ نہیں۔

"آپ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کی اوٹ میں ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاتے اور مختلف وقفوں سے تین بار گھر والوں پر سلام بھیجتے۔ پھر اگر کوئی بلا لیتا یا استقبال کے لئے باہر آ جاتا تو اس کے گھر تشریف لے جاتے یا باہر مل لیتے لیکن اگر تین بار سلام کرنے کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے آتے نہ دروازہ کھٹکھٹاتے نہ وہاں کھڑے رہتے نہ اصرار کرتے۔)

فقہا کہتے ہیں کہ اندھا آدمی اگر بلا اجازت گھر کے اندر آ جائے تو اگرچہ اس کی نگاہ تو کسی پر نہ پڑے گی مگر اس کے کان تو گھر والوں کی باتیں بلا اجازت سنیں گے اور یہ چیز بھی نظر ہی کی طرح تخلیہ کے حق میں بے جا داخلت ہے۔

کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لیتے وقت بھی دروازے سے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے تا کہ کسی پر نگاہ نہ پڑے۔ بزرگوں کی آنکھ میں آنکھ ملا کر بات کرنا بے ادبی اور

Marfat.com

گستاخی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن (خوبصورتی کی جگہیں) پر شہوت کی نظر ڈالے گا قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔"

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ "اور ایسے (متقی) لوگوں پر اگر کبھی شیطان کا حملہ بھی ہو تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں اور معاً ان کی آنکھ سے غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے۔

نظر اور موقع کی نزاکت

مغلیہ عہد کی بات ہے نواب زکریا خان پنجاب کے گورنر تھے۔ انہوں نے ایک نوجوان مومن خان کو لاہور کا کوتوال بنا رکھا تھا۔ یہ نوجوان بہت زیادہ خوبصورت اور بارعب تھا۔ ان ہی دنوں ٹبی بازار لاہور میں رانا پرتاب کے عزیزوں کی نسل میں سے ایک گھرانہ رہا کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنی خاندانی وجاہت اور شرافت کے باعث سارے لاہور میں مشہور تھے۔ ان کی ایک خوبصورت دوشیزہ کا نام غالباً لاجونتی تھا۔ یہ لڑکی مومن خان کی خوبصورتی اور رعب و داب کی باتیں سن سن کر نادیدہ ہی اس پر فریفتہ ہو گئی تھی اور چونکہ محبت رازدار چاہتی ہے اس لئے اس نے اپنی ایک نوکرانی کو اپنا رازدار بنا لیا تھا۔ جس سے دل کی باتیں کہا کرتی تھی اور وہ جواباً مومن خان کی باتیں بتایا کرتی تھی۔ لڑکی نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ جب کبھی مومن خان اس علاقہ کا دورہ کرے تو اسے بتا دے تاکہ وہ جی بھر کر مومن خان کو دیکھ سکے۔

خدا کی قدرت ایک دن لڑکی اس نوکرانی کے ساتھ مومن خان کی باتیں کر رہی تھی اور محبت کی آگ شعلہ جوالہ میں تبدیل ہو رہی تھی، نوکرانی اسی دوران کسی کام سے باہر نکلی تو دور سے ایک جلوس آتا ہوا نظر آیا اس نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے بتایا کہ مومن خان کوتوال کی سواری آ رہی ہے۔ لونڈی الٹے پاؤں گھر آئی اور آ کر نہایت رازداری سے لاجونتی کے کان میں کہا کہ تمہارا محبوب مومن خان آ رہا ہے۔ لڑکی کے سر پر اس وقت دوپٹہ نہیں تھا کیونکہ اپنے ہی گھر میں موجود تھی۔ مومن خان کے خیالات میں تو پہلے ہی مستغرق تھی اس کا نام سنتے ہی ایک بجلی سی تن من میں کوند گئی

Marfat.com

اور بے اختیار بھاگ کر باہر سڑک پر آ گئی۔ حسن اتفاق سے مومن خان بھی اسی وقت عین اس مکان کے سامنے تھا۔ لڑکی نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ مومن خان رُک گیا اس نے سمجھا کوئی فریادی ہے، پوچھا۔ "لڑکی کیا بات ہے؟" لاجونتی نے محبت کے نشہ سے بہکتے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے محبت ہے۔"

مومن خان یہ جواب سن کر سناٹے میں آگیا۔ "اس قدر بے باک لڑکی! جس نے اتنے بڑے ہجوم میں یہ راز فاش کر دیا ہے۔" وہ چند ثانیئے تک کچھ سوچتا رہا اور پھر بولا۔ "پھر تم کیا چاہتی ہو؟" لاجونتی بھی اس عرصے میں سدھ بدھ میں آچکی تھی اور اسے اس بات کا شدت سے احساس ہو گیا تھا کہ وہ ایک فاش غلطی کر چکی ہے۔ اس کا سر بھی ننگا ہے، چہرہ بھی بے پردہ ہے، اس کے عزیز و اقارب بھی دور کھڑے اسے دیکھ رہے ہیں لیکن معاً یہ خیال برقی رو کی طرح اس کے ذہن میں کوند گیا کہ اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا، عزت جاتی رہی ہے، خاندانی شرافت تار تار ہو چکی ہے، پھر اب گھبرانے کی کیا بات ہے۔ اپنے محبوب سے کھل کر بات کر لو چنانچہ اس نے کہا۔ "مجھے تم سے محبت ہے اور میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" مومن خان نے برجستہ کہا۔ "تم مجھ سے کیوں شادی کرنا چاہتی ہو؟" لاجونتی بغور مومن خان کو دیکھ رہی تھی اس کی نظریں اپنے محبوب کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ لوگ حیرت اور دلچسپی کے ملے جلے جذبات سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لاجونتی کا خیال تھا کہ مومن خان اس کے اظہار عشق کے بعد اسے گھوڑے پر بٹھا کر قلعے میں لے جائے گا۔ یہ اس کی دلی آرزو تھی جس کے ہاتھوں وہ گھلتی رہتی تھی مگر یہاں اس کی امیدوں کو ٹھیس لگائی جا رہی تھی۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے کہ تم مجھ سے کیوں شادی کرنا چاہتی ہو؟۔۔۔ مگر اس نے مایوسی کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دیا اور بولی۔ "میں چاہتی ہوں کہ تمہارے جیسا لڑکا میرے ہاں پیدا ہو۔"

مومن خان تھوڑا سا مسکرایا اور بولا۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ میں مسلمان، تم ہندو۔ ہم دونوں کی شادی نہیں ہو سکتی اور اگر کسی طرح شادی ہو بھی جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہمارے ہاں اولاد ہوگی اور اگر اولاد ہوگی، اس کی کیا شرط ہے کہ لڑکا ہی پیدا ہو اور اگر لڑکا پیدا بھی ہو جائے تو میرے جیسا ہی ہو۔" مومن خان یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور لاجونتی نے سر جھکا لیا۔ کچھ دیر تک دونوں طرف مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر مومن خان

Marfat.com

گھوڑے سے اترا، لاجونتی کے قریب گیا اور کہا۔ "تم مجھ سے اس لئے شادی کرنا چاہتی ہو کہ میرے جیسا لڑکا پیدا ہو۔" بجھتے ہوئے چراغ میں تیل پڑ گیا، ساتھ چھوڑتی ہوئی امید پھر سے چٹکیاں لینے لگی۔ اس نے بڑے حوصلے اور نشاط کے عالم میں کہا۔ "ہاں، میں اسی لئے شادی کرنا چاہتی ہوں۔"

مومن خان اور قریب ہوا، سر جھکایا، آنکھیں موند لیں، ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور نہایت لرزتی اور گلوگیر آواز میں کہا۔

"آج سے تم میری ماں اور میں تمہارا بیٹا!"

سننے والے دھک سے رہ گئے۔ انہوں نے عشق بازی کے جو محلات بنائے تھے، سارے دھڑام سے گر گئے۔ ایک سناٹا طاری ہو گیا، سب لوگ ساکت و جامد رہ گئے۔

لاجونتی نے سر جھکا لیا اور آہستہ آہستہ دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنے گھر میں داخل ہو گئی۔ مومن خان نے ایک بار اسے احترام اور عقیدت کی نظر سے دیکھا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور نہایت خاموشی سے واپس قلعے میں چلا گیا۔ وہ جب تک جیتا رہا اسلامی اور ہندووانہ تہواروں پر کچھ تحفے اور کپڑوں کے جوڑے بندھواتا، انہیں سنبھالتا، ننگے پاؤں قلعے سے پیدل چلتا، لاجونتی کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹاتا، اسے اندر آنے کی اجازت مل جاتی۔ وہ یہ تحفے اور کپڑے نہایت عقیدت اور احترام سے منہ بولی ماں (لاجونتی) کے پاؤں میں ڈال دیتا۔ دعا کرتا، عقیدت سے سر جھکا دیتا۔ لاجونتی ہاتھ اٹھاتی، منہ ہی منہ میں کچھ کہتی اور مومن خان آخری سلام کر کے واپس لوٹ آتا۔ لاجونتی نے ساری زندگی شادی نہیں کی، بس اسی عالم میں عمر گزار دی۔

یوں ایک جوان کی پاکیزہ نظر نے دوشیزہ کے جذبات میں عصمت کی کلیاں بکھیر دیں۔ ہو سکتا ہے آج کل کے "نظرباز" ان دونوں کی قدردانی نہ کر سکیں۔

آنکھ کی بعض حالتیں

وہ زمانہ غالباً گزر گیا ہے جب دو آنکھیں رکھنے والے شہنشاہ، امراء اور رؤساسب کو ایک آنکھ سے دیکھا کرتے تھے حالانکہ اس وقت بھی ان کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی ہوتی تھیں۔ اب تو ایسا وقت آ گیا ہے کہ ایک آنکھ رکھنے والے بھی دوسروں کو کئی آنکھوں سے

دیکھتے ہیں جو انہوں نے اپنی ایک آنکھ سے ذرا پیچھے کھوپڑی میں چھپائی ہوئی ہوتی ہیں اور اب تو دو آنکھیں رکھنے والے بھی کچھ نہیں دیکھتے۔ اپنی "حرص" کو انہوں نے آنکھ میں تبدیل کر لیا ہے اور جس چیز کی طرف آنکھ اٹھاتے ہیں، حریصانہ نگاہیں اٹھتی ہیں اور زر، زن اور زمین سب کو نگاہوں سے کھا لینے کے ساتھ ساتھ ہر ممکن طریقے سے ان سب کو ہضم کر لینے کی فکر خود انہیں کھانے لگتی ہے۔

دو آنکھیں جب کبھی چار آنکھوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو (یعنی آنکھیں چار ہوتے ہی) ابلیس کا پھیلایا ہوا جال ان کے درمیان تن جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے کشش، حسن اور جنسیت کی تاریں جھلملانے لگتی ہیں۔ اگرچہ آنکھیں چار ہونے کے لمحات بہت مختصر ہوتے ہیں مگر ان سے محسوس ہونے والے "کیف" کی لہریں دیر تک تموج میں رہتی ہیں۔ جس کے حصول کے لئے آج مرد و زن دونوں ہی بے قرار رہتے ہیں۔

آنکھوں میں رات کو سرمہ لگانا سنت نبوی ہے اور ثواب کا کام ہے۔ سرمہ آنکھوں کو خوبصورت بناتا ہے، ان کا حسن دوبالا کرتا ہے، کشش پیدا کرتا ہے، بصارت کو بڑھاتا ہے، میل کچیل اور گرد و غبار کو نکالتا ہے اور تھوڑے خرچ میں زیادہ فائدے پہنچاتا ہے۔ بعض عینک لگا کر بصارت کی کمی پورا کرتے ہیں بعض اپنے بھینگے پن کو چھپانے کے لئے کالی عینک استعمال کرتے ہیں جو زیادہ سمجھدار ہیں وہ کالی عینک اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اس کے پردے میں عورتوں کو تاکتے رہیں اور کسی کو خبر نہ ہو حالانکہ یہ کام بغیر عینک کے بھی ہو سکتا ہے اور کثرت سے لوگ بیٹھے ہوئے عورتوں کو تاکا کرتے ہیں کیونکہ آس پاس کے لوگ ان کی اس شرارت کو بھانپ نہیں سکتے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ نوجوانوں کی ٹولیاں چوراہوں، چوپالوں، پارکوں اور بس اسٹاپوں پر بیٹھ جاتی ہیں اور آنے جانے والی عورتوں کو گھورتے رہتے ہیں جب کوئی عورت وہاں سے گزرتی ہے تو ادب لطیف کا سہارا لے کر طرح طرح کی خرافات اور فحش بولیاں الاپنے لگتے ہیں جن کا ردیف قافیہ "بانکی رفتار والے" ہوتا ہے اس کے بعد آنکھوں کی زبانی آپس میں ایسی گفتار شروع ہو جاتی ہے جس کی آواز تو نہیں سنی جا سکتی مگر ہاں اس کا مطلب سمجھا جا سکتا ہے اور اس میں پنہاں خباثت محسوس کی جا سکتی ہے۔ کبھی کبھی عورت کے گزر جانے کے بعد یہ بحث شروع ہو جاتی ہے کہ یہ کبک دری تھی یا برق رفتاری۔

Marfat.com

بدکردار عورتوں کی چال میں کئی باتیں ہوتی ہیں یہ خوشبو لگا کر، بھڑکیلا لباس پہن کر خراماں خراماں چلتی ہیں تا کہ لوگ انہیں دیکھیں اپنی قوت باصرہ کا ٹیسٹ (Test) لیں اور اس کا مزہ (ٹیسٹ Taste) اٹھائیں- یہ خود بھی مردوں کو بڑی بے حیائی سے دیکھتی اور انہیں دعوت نظارہ دیتی ہوئی چلتی رہتی ہیں- ان کا خیال ہے اللہ پاک نے مردوں کو اوران جیسی عورتوں کو دو آنکھیں صرف اس لئے دی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو خوب جی بھر کر دیکھا کریں- آہیں بھریں ایک دوسرے کی طرف قدم اٹھائیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو قلم اٹھائیں حالانکہ بعض حالتوں میں آنکھوں کی راہ سے دل کا راز ایک دوسرے کے دل تک پہنچ جاتا ہے اور کسی تیسرے کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ باقی حواس خمسہ بھی بے خبر ہی رہتے ہیں- یہ عجیب چوری ہے جو آنکھوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے-

"اکھاں جا اڑیاں"

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ تھے اور کسی سے آنکھیں نہیں لڑاتے تھے لیکن ایک بار ان کی آنکھیں ایک جگہ "جا اڑیاں" تو انہوں نے اس کیفیت سے متاثر ہو کر ایک پیاری سی ثنا لکھی جس کے چند شعر ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

اج سک متراندی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
ایہنا سکدیاں تے کر لاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
ایہناں بردیاں مفت وکاندیاں تے
شالا وت وی آون اوہ گھڑیاں
سبحان اللہ ما اجملک

Marfat.com

ما احسنک ما المملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

جب پہلی مرتبہ آپ کو سید الانبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے ان فرحت زالحات کی یاد کو اس ثنا کا لفظی جامہ پہنا دیا:

"مبارک ہیں وہ آنکھیں جو محبوب رب العالمین کو دیکھیں اور پھر دنیا کی کوئی دوسری شے نگاہوں میں نہ جچے۔"

دیکھا ہی کیوں تھا؟

"غبارِ خاطر" کے صفحہ ۲۸۸-۲۸۹ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس میں دیکھنے کے جادو کا اثر ملتا ہے:

"ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہم یمین الدولہ کے داماد میر خلیل خان زمان کا تذکرہ کر رہے تھے۔ اس خان زمان کی بیوی اورنگ زیب کی خالہ ہوتی تھی۔ ایک دن اورنگ زیب (شہزادگی کے عالم میں) برہان پور کے باغ آہو خانہ میں چہل قدمی کر رہا تھا اور خان زمان کی بیوی یعنی اس کی خالہ اپنی خواصوں کے ساتھ سیر کے لئے آئی ہوئی تھی۔ خواصوں میں ایک خواص زین آبادی تھی جو نغمہ سنجی اور شیوہ دلربائی و رعنائی میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔ سیرو تفریح کرتے ہوئے یہ پورا مجمع ایک درخت کے سائے میں سے گزرا جس کی شاخوں میں آم لٹک رہے تھے جونہی مجمع درخت کے نیچے پہنچا، زین آبادی نے نہ تو شہزادے کی موجودگی کا کچھ پاس لحاظ کیا نہ اس کی خالہ کا، بڑی بے باکی سے چند قدم اٹھاتے ہوئے اسی طرح بے باکانہ اچھلی اور ایک شاخ بلند سے ایک پھل توڑ لیا۔ خان زمان کی بیوی پر یہ شوخی گراں گزری اور اس نے ملامت کی تو زین آبادی نے ایک غلط انداز نگاہ شہزادے پر ڈالی اور پشواز سنبھالتے ہوئے آگے نکل گئی۔ یہ ایک غلط انداز نظر کچھ ایسی قیامت کی تھی کہ اس نے شہزادے کا کام تمام کر دیا کیونکہ شہزادہ تو پہلے ہی اس کی قیامت خیز چال اور نگاہ غلط انداز سے مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔

رفتہ رفتہ یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ شاہجہان تک خبریں پہنچنے لگیں۔ اس نے اورنگ

زیب کو دہلی واپس بلالیا- اس دوران زین آبادی انتقال کر گئی اور اس کا غم غلط کرنے کے لئے اورنگ زیب نے شکار کا حکم دیا-

آپ نے عاقل خان رازی کے حالات میں یہ واقعہ پڑھا ہو گا کہ زمانہ شہزادگی میں اورنگ زیب کو ایک پرستار خاص کی موت سے صدمہ پہنچا تھا لیکن اسی دن شکار کے اہتمام کا حکم دیا گیا- اس بات پر وابستگان دولت کو تعجب ہوا کہ سوگواری کی حالت میں سیر و تفریح اور شکار کا کیا موقع تھا جب اورنگ زیب شکار کے لئے محل سے نکلا تو عاقل خان نے کہ میر عسکر تھا، تنہائی کا موقع نکال کر عرض کیا- اس غم و اندوہ کی حالت میں شکار کا نکلنا کسی ایسی ہی مصلحت پر مبنی ہو گا جس تک ظاہر بینوں کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی- اورنگ زیب نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

نالہ ہائے خانگی را تسلی بخش نیست
در بیابان مے تواں فریاد خاطر خواہ کرد

اس پر عاقل خان کی زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکل گیا ؎

عشق چہ آساں نمود، آہ چہ دشوار بود
ہجر چہ دشوار بود یار چہ آساں گرفت

حسن کامل کا دیکھنا

مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ "ایک عورت نے قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ میرے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہے-" قاضی نے کہا- "یہ کوئی جرم نہیں ہے-" عورت نے کہا- "قاضی صاحب مجھے حیا مانع ہے ورنہ میں اپنے چہرے سے پردہ ہٹاؤں اور آپ دیکھیں کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی عورت حسین نہ ہو گی، پھر بھی یہ دوسری شادی کرتا ہے-"

وہاں موجود ایک آدمی نے جب عورت کی یہ بات سنی تو بے ہوش ہو گیا- ہوش آنے پر قاضی صاحب نے اس سے پوچھا- "تمہیں کیا ہوا؟" اس عارف نے کہا- "جب عورت نے یہ بات کہی تو ہاتف غیبی نے آواز دی--- سنا تم نے یہ عورت کیا کہتی ہے- قسم ہے ہمیں اپنی عظمت و جلال کی اگر ہم پردہ ہٹالیں تو تم دیکھو کہ ہماری ذات کیسی عظمت و جلال

والی ہے اور پھر بھی تم دوسروں کی طرف متوجہ ہو۔"

دیکھ لوں گا

یہ بڑا دلچسپ جملہ ہے اور اکثر زیادہ "سمجھدار" لوگ اپنے بالمقابل کو کافی دیر تک دیکھنے کے بعد بھی یہ بے ضرر سا جملہ "دیکھ لوں گا" کہہ کر حسرت سے دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں البتہ اس وقت ان کی آنکھ میں قدرے سرخی اور لبوں پر ہلکا سا کف ہوتا ہے۔ پہلے وقتوں میں اس طرح کے سمجھدار لوگ اپنے بالمقابل کو موقع پاکر مکوں اور گھونسوں سے دیکھا کرتے تھے اگرچہ آنکھیں بھی کھلی رکھتے تھے پھر ماضی قریب میں دیکھنے کا کام ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے لیا جانے لگا۔ اس کے بعد جب زمانہ حال کے سنہری دور کی ابتدا ہوئی تو دیکھنے کا کام بارہ بور کی بندوق سے لیا جانے لگا۔ پھر جب ایٹمی دور کا زور شور ہوا تو دیکھنے کا سارا مزہ اور سارا کام کلاشنکوف کی گولی سے لیا جانے لگا اور اب تو شوقیہ بھی اس طرح دیکھنے کا کام کیا جاتا ہے کیونکہ اخباروں میں جب ان کے تذکرے چھپتے ہیں تو سیروں خون بڑھتا اور بار بار دیکھنے کا جذبہ ابھرتا ہے بلکہ اکثر یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ

ہے دیکھنے کی چیز یہ اسے بار بار دیکھ

چنانچہ لوگ اخباروں میں تصویریں دیکھ کر دل بہلایا کرتے ہیں۔

فرمایا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۔ "کہ اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔"

(مسلم، ابن ماجہ)

۲۔ ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
"(جنت میں) اللہ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے پھر جب تک اللہ ان سے پردہ نہ فرمائے گا، اس وقت تک وہ جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ نہ کریں گے اور اسی کی طرف دیکھتے رہیں گے۔"
مسلم اور ترمذی میں حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائے گا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں مزید کچھ دوں۔ وہ عرض کریں گے کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیئے، کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور جہنم سے نہیں بچا لیا؟ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائے گا اور ان لوگوں کو جو کچھ انعامات ملتے تھے، ان میں سے کوئی انعام بھی انہیں اس سے زیادہ محبوب نہ ہو گا کہ وہ اپنے رب کی دید سے مشرف ہوں۔"

جنت میں اللہ کی دید

لیکن جنت میں ہم ان آنکھوں سے اللہ پاک کو نہیں دیکھیں گے جس طرح ہم دنیا کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں بلکہ وہاں دیکھنے کی کوئی ایسی کیفیت ہو گی جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے اور نہ اس کا تصور ہی کر سکتے ہیں۔ مراقبے کی حالت میں سالک ایسی چیزیں دیکھتا ہے جنہیں وہ آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح اللہ پاک کو دیکھنا بھی کسی اور نوعیت اور کیفیت کا ہو گا بہرحال یہ تصور کی آنکھ کا دیکھنا بھی نہیں ہو گا کیونکہ اللہ پاک کا تصور کرنا ناممکنات میں سے ہے اور نہ وہ ذات ایسی ہے کہ کسی کے حیطۂ تصور میں آسکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے وقت اپنی مبارک آنکھوں کو انگلیوں سے ملتے اور دعا کرتے اللهم اغفر ذنبی "یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے۔" اس میں مصلحت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا بھی آنکھوں کو وضو کرتے وقت انگلیوں سے ہلکا سا ملیں اور یہ دعا کریں کہ

"یا اللہ! میری آنکھوں کے سارے گناہ معاف کر دے کیونکہ گناہوں کی کثیر تعداد آنکھوں کے وسیلے سے ہی وجود میں آتی ہے اور بدنظری تو ہر وقت ہوتی ہی رہتی ہے۔"

Marfat.com

فرمایا اللہ پاک نے

۱۔ "اگر تم آنکھوں کو غلط جگہ استعمال نہ کرو گے تو میں تمہیں ان دیکھے انعامات سے نوازوں گا۔"

۲۔ زمین اور آسمان میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔"

۳۔ "کہو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوا کرتا ہے، کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟"

۴۔ "نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔"

۵۔ "ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔" (الدھر ۲)

۶۔ "جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے، نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمہیں نظر آئے گا۔" (الدھر ۲۰)

۷۔ "اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔" (القیمہ ۲۲۔ ۲۳)

۸۔ "مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اپنے گھروں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ آج ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہیں۔ مسندوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہیں۔ مل گیا ناکافروں کو ان حرکتوں کا ثواب جو وہ کیا کرتے تھے۔" (المطففین ۲۹۔ ۳۶)

۹۔ "پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔" (الطارق ۵)

Marfat.com

ان دیکھے انعامات

"اور اے پیغمبر جو لوگ اس کتاب (قرآن مجید) پر ایمان لے آئیں اور اس کے مطابق اپنے عمل درست کرلیں انہیں خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان باغوں کے پھل صورت میں دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جب کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے دنیا میں ہم کو دیئے جاتے تھے۔ ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔"

(البقرہ ۲۵)

قوت لامسہ

(چھونے یا مس کرنے کی قوت)

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشکبو
صبح کو کرکے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا ہے تو
سن کے کرنے لگا دمبدم ذکر ہو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

(عبدالمصطفیٰ اعظمی)

ہاتھی کو چھونا

چھو کر بہت کچھ سمجھا جاسکتا ہے۔ آپ نے اندھوں کی کہانی پڑھی ہوگی۔ جنہوں نے ایک ہاتھی کو چھوا تھا۔ کہتے ہیں کسی گاؤں میں چار اندھے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ہاتھی اس گاؤں سے گزرا۔ لوگوں نے مہاوت کو کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے ہاتھی کو روکے تاکہ بستی کے لوگ اسے جی بھر کر دیکھ سکیں۔ جب یہ خبر اندھوں کو پہنچی تو وہ بھی وہاں آگئے اور

Marfat.com

انہوں نے ہاتھی پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا یعنی اس کے مختلف اعضا پر ہاتھ پھیرتے رہے اور جب ہاتھی چلا گیا تو ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں ہاتھی کے جسم کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

جس نے دم پر ہاتھ پھیرا تھا، اس نے کہا۔ "ہاتھی تو بس ایک رسے کی طرح تھا۔" دوسرا بولا۔ "ابے بے وقوف ہاتھی تو چھاج کی طرح تھا۔" کیونکہ اس کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑا تھا۔ تیسرے نے ہاتھی کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تھا اس لئے بولا۔ "تم دونوں بے وقوف ہو، ہاتھی تو ڈھول کی مانند تھا۔" چوتھے نے ہاتھی کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اس نے ان کی باتیں سن کر ایک آہ بھری اور کہنے لگا۔ "تمہارا قصور نہیں ہے تم اندھے ہو اس لئے دیکھ نہیں سکتے ورنہ ہاتھی تو حقیقت میں ایک تھم (پیلپایہ) تھا اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔" غرض جس نے جو عضو چھوا تھا، اس کے نزدیک وہی ہاتھی تھا۔ اس لئے وہ کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکے اور دیر تک لڑتے جھگڑتے رہے۔

یہی حال آج کل کے آنکھوں والے اندھوں کا ہے جو کسی چیز کا بغور جائزہ تو لیتے نہیں بس اپنی مرضی کا فتویٰ دے دیتے ہیں کہ یہ چیز ایسی اور ایسی ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر کسی معاملے کے نشیب و فراز پر غور کرنے کی بجائے اپنے نظریات اور محسوسات کی بنا پر نہ ختم ہونے والی بحث میں الجھ جاتے ہیں۔

چھونا اور نیت

چھونا مزے کے لئے بھی ہے۔ عاشق چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کے بدن کے کسی حصے کو یا لباس کے کسی ٹکڑے کو چھو لے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ بڑا خوش نصیب ہے جس نے محبوب کو چھو لیا ہے۔ پھر خیالی پلاؤ پکانے لگتا ہے اور طرح طرح کے رنگین تصورات میں کھو جاتا ہے چونکہ اس کا چھونا شہوت کو اپنے دامن میں لئے ہوتا ہے، اس لئے ممکن ہے اسے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو اور اس کے نتیجے میں جہنم کی آگ اس کی کھال کو چھوئے جو رفتہ رفتہ اسے جلا کر کوئلہ بنا دے اور ایسے ہوس پرستوں کے لئے یہ عذاب بس ایک ہی دفعہ ختم نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ لامتناہی صدیوں تک ایسا ہی ہوتا رہے گا کہ آگ اس کی کھال کو چھوتی اور جلاتی رہے گی اور اللہ پاک کے حکم سے نئی کھال بدن پر نمودار ہوتی رہے گی۔ ہم اگلے صفحات میں انشاء اللہ اس پر مزید روشنی ڈالیں گے اور

Marfat.com

متعلقہ قرآنی آیات کا ترجمہ پیش کریں گے۔ فی الحال ہم اس سے بھی خطرناک چھونے کا ذکر کریں گے کیونکہ آج کل یہ جرم خفیہ نہیں رہا ہے۔

سب سے زیادہ خطرناک چھونا

وہ چھونا جس کے نتائج سب سے زیادہ خطرناک ہو سکتے ہیں اور جس کی وجہ بڑھتی ہوئی فیشن پرستی، جنسی آزادی، آزادانہ اختلاط وارتباط، ہر ممکن سہولت اور شدید جنسی بھوک ہے۔ یہ چھونا سسر اور بہو کے ناجائز تعلقات کی ابتدا ہے۔ سسر مختلف حیلوں اور بہانوں سے مختلف اوقات میں بہو کے جسمانی اعضا کو چھوتا اور مسلتا ہے اور پھر بہو کی طرف سے اس کے رد عمل کا انتظار کرتا ہے۔ بہو مسئلہ نہ جاننے، شرعی قوانین سے ناواقف ہونے، رعب میں آجانے، مالی مفاد کے لالچ سے یا کسی خطرناک نتیجہ کے خوف سے بھولپن سے یا شہوت انگیزی کے ہاتھوں خود کو سسر کے سامنے جھکا دیتی ہے اور اسی طرح احتجاج (Protest) یا مزاحمت (Resist) کرنے کی بجائے موم (Surrender) ہو جاتی ہے کہ آواز تک نہیں نکلتی، شکوہ و شکایت نہیں کرتی، خاوند کو اطلاع تک نہیں دیتی۔ اس طرح سسر اگلا قدم بڑھانے سے پہلے اپنی کامیابی کا یقین کر لیتا ہے اور پھر تسلی سے جہنم کی راہ پر خود بھی گامزن ہو جاتا ہے اور بہو کو بھی اپنے ہمراہ چلنے پر رضامند کر لیتا ہے۔

علمائے عظام اور مفتیان کرام میں اس امر میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے باپ کا ناجائز تعلق قائم ہو چکا ہو وہ بیٹے پر بھی حرام ہے یا نہیں؟--- علمائے سلف میں سے بعض اس کی حرمت کے قائل نہیں ہیں جبکہ بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں لیکن جن علمائے کرام کے نزدیک جس عورت کو باپ نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہو یعنی شہوت سے چھوا ہو یا اس سے بغل گیر ہوا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے۔ اس صورت میں بہو تو یقینی طور پر اور فوری طور پر اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ (ایک بزرگ لکھتے ہیں "اصولی بات ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ سسر اور بہو کے درمیان ناجائز تعلقات استوار ہو جائیں یا ہو رہے ہوں تو زنا اور گناہ کبیرہ کے علاوہ اس صورت میں گھر کی چار دیواری میں کبھی امن قائم نہیں رہ سکتا اور نہ خوشی و شادمانی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔" ہمارا موقف یہ ہے کہ لعنت ان لوگوں کو چاروں طرف سے گھیرے گی اور ان کی زندگی میں بے برکتی، فتنہ و فساد، رشک و رقابت اور ایک

دوسرے کو نیچا دکھانے، ذلیل کرنے اور دھوکا دینے کی سازشیں زور پکڑ جائیں گی۔ آج کل کثرت سے گھرانوں میں یہ تعلقات قائم ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ پاک اس سے محفوظ رکھیں۔

اس کے خطرناک نتائج

اب اگر آپ اس جرم کی وسعت پر ایک گہری نظر ڈالیں گے تو اس کے خباثت اور نتائج سے آپ کی روح کانپ جائے گی۔ جہنم میں جانے والی بات کو ہم فی الحال ملتوی کر دیتے ہیں کیونکہ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ زنا گناہ کبیرہ ہے جس کے لئے اگر توبہ نہ کی جائے تو پھر جہنم میں پھینکے جانے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ہم جس بات کی تفصیل میں جانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ بہو سسر سے تعلقات قائم کرنے کے بعد یا اس کے شہوانی لمس کا شکار ہو جانے کے بعد اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور خاوند اس سے کسی قسم کا تعلق قائم نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس کے لئے طلاق شدہ عورت کی مانند ہو جاتی ہے لیکن ان تعلقات کا راز نہ وہ خود اپنے شوہر کو بتاتی ہے نہ باپ اپنے بیٹے کو بتا سکتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے پر حرام ہو جانے کے باوجود بھی نارمل (Normal) زندگی گزارتے ہیں اور اپنے تعلقات کو جائز (Legitimate) ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ پنجابی میں ایک مثال ہے کہ چوری کا گڑ زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ اس لئے سسر اور بہو کے درمیان زناکاری کے تعلقات دونوں کے لئے پرلطف بن جاتے ہیں اور اس طرح بچے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جن میں سے یہ تخصیص نہیں ہو سکتی کہ یہ خاوند کے نطفہ کا بچہ ہے یا سسر کے نطفہ کا۔ پھر یہ شیطانی کام ایک لمبے عرصے تک جاری رہتا ہے اور اگر خاوند کہیں باہر ملازمت پر چلا جاتا ہے تو سسر اور بہو کے لئے میدان صاف ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیٹے کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی بیوی کے ناجائز تعلقات اپنے سسر کے ساتھ قائم ہیں تو وہ خود یا تو دیوث اور خبیث بن کر سب کچھ دیکھتا اور برداشت کرتا رہتا ہے یا بیوی یا باپ کو قتل کر دیتا ہے یا انہیں چھوڑ کر خود کہیں چلا جاتا ہے۔

اس طرح خاندان کی سلامتی، عزت اور ناموس کا جنازہ نکل جاتا ہے جس کا اثر ان کی آئندہ نسلوں پر بھی پڑے گا اور بدنامی کا ٹیکہ ان کی پیشانی پر ہمیشہ نظر آتا رہے گا۔ معاشرتی

Marfat.com

زندگی ذلت و خواری کا نشانہ بن جائے گی، نامہ اعمال سیاہ ہو جائے گا اور ایسی نحوست و نکبت اور ذلت و خواری ان پر مسلط ہو جائے گی کہ اس کے بد اثرات مدتوں تاریکیاں پھیلاتے رہیں گے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اگر سالی یا ساس سے جنسی تعلقات قائم ہو جائیں تو ایسا کرنے والے کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر بیٹا سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے تو وہ سوتیلی ماں اس کے باپ (یعنی اپنے شوہر) پر حرام ہو جائے گی اور اس میں بھی ناجائز لمس یا شہوانی جذبات سے مغلوب ہو کر چھونا اسی قسم کے نتائج کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس لعنت سے محفوظ رکھیں۔

اگر کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے جوانی کی خواہش کے ساتھ لڑکی پر یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا۔ اب اسے طلاق دینا لازم ہے یا کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالا تو وہ اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی۔

(اصلاح انقلاب امت، جلد ۲، صفحہ ۶۰)

ناجائز لمس

آج کل کے ماحول میں ایک دوسرے کو چھونا عام طور پر بے ضرر سمجھا جاتا ہے اور اب تو حالات یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ جنس مخالف کی طرف سے بھی کبھی یہ صدا سننے میں آتی ہے:

ع چوڑے والی بانہہ نوں کدے نہ مروڑیا

اس لئے میں اپنے نوجوان دوستوں سے یہ دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے خوف سے ڈرتے رہیں اور کسی صورت سے، کسی حالت اور کسی وقت بھی کسی غیر لڑکی یا عورت کے جسم کے کسی حصے یا لباس کے کسی ٹکڑے کو ہرگز نہ چھوئیں مبادا جنسی جذبات برقی رو کی طرح سارے بدن میں آگ سی لگا دیں اور پھر شیطان آپ کو آسانی سے اچک لے، اپنے جال میں پھانس لے اور اس کوچے کی جاروب کشی پر مجبور کر دے اور آپ کہا کریں ؎

تصور میں چلے آتے تمہارا کیا بگڑ جاتا

Marfat.com

تمہارا پردہ رہ جاتا ہمیں دیدار ہو جاتا

یاد رکھیں جنس مخالف کا لمس کبھی زہر پھیلائے بغیر نہیں رہتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کسی لڑکی کو چھوئیں اور پھر صوفی بن کر زندگی گزار سکیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ اب اختلاط وارتباط کے مواقع (Chances) کثرت سے میسر آسکتے ہیں۔ ماحول آپ کو دید سے لمس اور لمس سے وصال تک پہنچ جانے کی ہر ممکن سہولت مہیا کرے گا کیونکہ شیطان نے اس منزل تک پہنچنے کے لئے بہت سے آسان راستے تیار کر رکھے ہیں جن پر چلنے سے آپ کو روکنے والا یا سمجھانے والا کوئی نہیں ملے گا اس حمام میں ننگے ہونے والوں کی تعداد اب دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو (یعنی یا تو وہ عورت اس کے نکاح میں ہو یا اس کی محرمات --- جن سے نکاح نہیں ہو سکتا، میں سے ہو) اس کی ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارہ رکھا جائے گا۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی یزیدؓ بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ کی ایک تنگ گلی سے گزر رہا تھا۔ میرے پاس سے ایک عورت گزری۔ میں نے اس کا دامن پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اس کے پہلو میں چٹکی لی۔ اگلے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے اسلام کی بیعت لینے گئے۔ میں بھی بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ جب میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا۔ "کیا تو وہی نہیں ہے جس نے کل چٹکی لی تھی؟" میں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! میری بیعت قبول فرما لیجئے۔ خدا کی قسم آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔" یہ سن کر آپ ﷺ نے مجھے بیعت کا شرف بخشا۔

انوکھا لمس

اگر کسی کو چھونے کے لئے ہاتھوں میں خواہ مخواہ ارتعاش پیدا ہو تو ان چیزوں کو مس کیجئے جو شہوت انگیز نہ ہوں۔ یاد رکھیں عورت اور مرد کے علاوہ ہر چیز شہوت انگیزی کے فتنہ سے محفوظ ہے۔ آپ پھول کی پتیوں کو مس کریں، بڑی نرم و نازک (Soft) ہوں گی۔

Marfat.com

ان میں خوبصورت رنگ ہوں گے، خوشبو ہوگی، پنکھڑیاں اپنی بناوٹ کے لحاظ سے بہت دلکش ہوں گی اور انہیں آہستہ آہستہ مسلنے میں بڑا لطف آئے گا۔ بکری بھیڑیا کتے کا چھوٹا بچہ ہو تو حسین اور جاذب نظر ہوگا۔ یہ سب بہت پیارے اور بھلے معلوم ہوں گے اور اگر ان پر بار بار ہاتھ پھیرتے رہیں گے تو ان میں خاص کشش محسوس ہوگی۔ بے اختیار چومنے کو دل چاہے گا۔ غرض اس قسم کی دلچسپیوں کی بدولت آپ شیطانی خواہشات سے بھی محفوظ رہیں گے اور کسی کو مس کرنے کے لئے بے قرار انگلیوں کو بھی قرار آجائے گا۔ یاد رکھئے عورت یا مرد کو مس کرنے سے جنسی جذبات کا طوفان اٹھ کھڑا ہوگا اسی واسطے شریعت نے یہ حرکت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اس قسم کے ناجائز چھونے والے کے ہاتھ پر قیامت کے دن انگارہ رکھا جائے گا۔"

ایک خط

ذیل میں ہم ایک خط نقل کرتے ہیں جو ایک نوجوان نے اسمٰعیل خیل ضلع پشاور سے یکم نومبر ۱۹۹۴ء کو ہمیں ڈاکٹر کی حیثیت سے لکھا ہے کیونکہ "نوجوانوں کے مسائل اور ان کا حل" کے مصنف ہونے کی حیثیت سے نوجوان اکثر اپنے مسائل کے متعلق اس عاجز کو خط لکھتے رہتے ہیں۔ آپ اس خط کے مندرجات سے اندازہ کرلیں گے کہ جنس مخالف کی دید سے اس کے لمس تک پہنچنے کے لئے کس قسم کے افسانے جنم لیتے رہتے ہیں۔ خواہ عمر کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو بلکہ اس معاملے میں عمر کوئی عنصر (Factor) باقی نہیں رہا ہے۔ اب عمر کے ہر حصے میں ایسی داستانیاں رقم ہوتی رہتی ہیں۔

"جناب ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم! کے بعد عرض ہے کہ آپ کی لکھی ہوئی کتاب "نوجوانوں کے مسائل اور ان کا حل" ایک دوست سے ملی۔ آپ نے نوجوان بھائیوں کے لئے اس کتاب میں بہت مفید باتیں لکھی ہیں لیکن میں ایک الجھن میں مبتلا ہوں۔ میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں اور کلاس کے ذہین طلبہ میں سے ایک ہوں اور ہر سال فسٹ یا سیکنڈ پوزیشن حاصل کرتا ہوں لیکن اب مطالعہ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے گھر کے قریب ایک ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں جو ہمارے رشتے دار بھی ہیں۔ ان کی ایک بیٹی ہے جس کا نام XYZ ہے۔ تقریباً آٹھ سال کی عمر ہے وہ چھوٹی سی لڑکی ہے لیکن میں اسے

Marfat.com

پسند کرتا ہوں۔ وہ ہمارے گھر میرے والد صاحب سے ٹیوشن کے لئے آتی تھی۔ کبھی والد صاحب پڑھاتے اور کبھی میں پڑھاتا ہوں۔ اس دوران میں نے لڑکی میں چند خوبیاں دیکھیں جس کی وجہ سے میں اسے چاہنے لگا۔ اب تو خیر وہ آتی بھی نہیں لیکن میں اسے چھوڑنا نہیں چاہتا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلی بار میرے دل میں کسی کی سچی محبت پیدا کی ہے اور اب تو اسے پتہ بھی ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ پہلے تو استاد اور شاگرد کی حیثیت سے کچھ گپ شپ بھی ہو جاتی تھی لیکن جب سے میں نے اسے بتایا ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور میں اس کا سچا عاشق ہوں تو اس نے وہ گپ شپ بھی چھوڑ دی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور وہ مجھ سے اب بات تک نہیں کرتی اور جب کبھی میں اسے اتفاقاً دیکھ لیتا ہوں تو وہ مجھے غصیلی نظروں سے دیکھتی ہے اور دوسرا کوئی بھی نہیں جسے وہ پیار کرتی ہو۔ کیونکہ ابھی تو وہ بہت معصوم ہے، صرف آٹھ برس کی ہے۔ آپ خود ہی سوچ لیں اور اس کی وجہ سے تو میں صحیح مطالعہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ہر وقت میرے سپنوں میں رہتی ہے۔ اب آپ ڈاکٹر صاحب پلیز مجھے کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس کی بدولت میں اس کے نزدیک پہنچ سکوں یا کوئی ایسا مشورہ دیں جس کی وجہ سے میں اس کے دل میں اپنے لئے محبت پیدا کر سکوں کیونکہ میں نے اسے حاصل کرنے کے لئے قسم کھا رکھی ہے۔ ہماری خاندانی پابندیوں کے سبب میں کچھ بھی نہیں کر سکتا اور کوئی خوبی ایسی بتائیں جو میں اپنے آپ میں پیدا کر کے اس کا دل جیت سکوں اور مطالعہ بھی ٹھیک طرح سے کر سکوں۔ مجھے آپ اسی ایڈریس پر اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کر کے بھجوا دیں۔ آپ کا عمر بھر احسان مند رہوں گا اور ساری عمر دعائیں دیتا رہوں گا۔"

آپ کا مخلص

XYZ

میں نے اسے لکھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تم جیسے لڑکے سے زیادہ سمجھدار اور ایمان والی ہے جس نے تم سے فوراً رابطہ ختم کر دیا ٹیوشن بند کر دی اور تمہاری طرف دیکھنا بند کر کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئی اور تم بڑے اور سمجھدار ہونے کے باوجود شیطانی جال میں پھنس کر اپنا مستقبل تاریک کر رہے ہو اور اپنے اخلاق اور ایمان کی جڑیں کھود رہے ہو۔ ابھی وقت ہے اس کا خیال ذہن سے جھٹک دو ایک بار ہمت اور جرات سے کام لے کر وعدہ کر لو کہ اس

Marfat.com

لڑکی کے متعلق کبھی نہیں سوچو گے۔

لیکن ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے بس یہ کہہ کر خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

احسن القصص اور چھونا

قرآن مجید میں "احسن القصص" کے نام سے ایک بڑا دلچسپ اور سبق آموز قصہ موجود ہے جس میں ایک نے دوسرے کو چھونا اور اس سے آگے بڑھنا چاہا لیکن دوسرے (مطلوب و محبوب) نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ نوبت لمس تک پہنچے۔ اس قصے میں دونوں کا کردار اپنی اپنی سوچ اور خواہش کو نکھار کر پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ میں قصہ یوں ہے کہ عزیز مصر --- جس کے گھر میں یوسف علیہ السلام پرورش پاتے تھے، کی بیوی جو زلیخا کے نام سے مشہور تھی، آپ کی دید سے گزر کر لمس تک پہنچنے کی کوشش میں ایک روز شیطانی جال میں پھنس گئی۔ ہم قرآن مجید میں سے اس واقعہ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:

"جس عورت کے گھر میں وہ تھا، وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی "آجا" یوسف نے کہا، خدا کی پناہ میرے رب نے تو مجھے اچھی منزلت بخشی (اور میں یہ کام کروں) ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے --- وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتا۔

ایسا ہوا تا کہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں --- درحقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ آخرکار یوسف اور وہ آگے پیچھے دروازے کی طرف بھاگے اور اس نے پیچھے سے یوسف کا قمیص (کھینچ کر) پھاڑ دیا۔ دروازے پر دونوں نے اس کے شوہر کو موجود پایا۔ اسے دیکھتے ہی عورت کہنے لگی، کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟--- اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے عذاب سخت دیا جائے --- یوسف نے کہا، یہی مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی --- اس عورت کے اپنے کنبے والوں میں سے ایک شخص نے (قرینے کی) شہادت پیش کی

Marfat.com

کہ اگر یوسف کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا اور اگر اس کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا!--- جب شوہر نے دیکھا کہ یوسف کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہے تو اس نے کہا، یہ تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں واقعی بڑے غضب کی ہوتی ہیں تمہاری چالیں، یوسف اس معاملے سے درگذر کر اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ تو ہی اصل خطاکار تھی۔"

شہر کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کہ:

"عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے، ہمارے نزدیک تو وہ صریح غلطی کر رہی ہے۔"

اس نے جو ان کی یہ مکارانہ باتیں سنیں تو ان کو بلاوا بھیج دیا اور ان کے لئے تکیہ دار مجلس آراستہ کی اور ضیافت میں ہر ایک کے آگے ایک ایک چھری رکھ دی (پھر عین اس وقت جبکہ وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھیں) اس نے یوسف کو اشارہ کیا کہ ان کے سامنے نکل آ--- جب عورتوں کی نگاہ اس پر پڑی تو دنگ رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بے ساختہ پکار اٹھیں۔ "حاشاللہ یہ شخص انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔"

عزیز کی بیوی نے کہا۔ "دیکھ لیا، یہ ہے وہ شخص جس کے معاملے میں تم مجھ پر باتیں بناتی تھیں بے شک میں نے اسے رجھانے کی کوشش کی تھی مگر یہ بچ نکلا اگر یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو قید کیا جائے گا اور بہت ذلیل و خوار ہو گا۔"

یوسف نے کہا۔ "اے میرے رب قید مجھے منظور ہے بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں اور اگر تو نے ان کی چالوں کو مجھ سے رفع نہ کیا تو میں ان کے دام میں پھنس جاؤں گا اور جاہلوں میں شامل ہو رہوں گا۔"

اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کی چالیں اس سے رفع کر دیں۔ بے شک وہی ہے جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو یہ سوجھی کہ ایک مدت کے لئے اسے قید کر دیں حالانکہ وہ (اسی کی پاک دامنی اور خود اپنی عورتوں کے برے اطوار کی) صریح نشانیاں دیکھ چکے تھے۔

Marfat.com

چھونے سے بینائی بحال

وہ لمس جس نے نابینا کو بینا کر دیا، کوڑھی چنگا بھلا ہو گیا، بیمار کو شفایابی ہوئی۔ اس قسم کا لمس انبیائے کرام کے مبارک ہاتھوں کا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی نابینا آنکھوں سے مس ہوا تو ان کی بینائی فوراً عود کر آئی۔ قرآن مجید میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اپنے بھائیوں کو معاف کرنے کے بعد جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنا قمیص دیا اور فرمایا:

"آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ میرا یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے والد کے منہ پر ڈال دو۔ ان کی بینائی پلٹ آئے گی اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔"

جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے باپ نے (کنعان میں) کہا:

"میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔"

گھر کے لوگ بولے۔ "خدا کی قسم! آپ ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں۔"

پھر جب خوشخبری لانے والا آیا تو اس نے یوسف کا قمیص یعقوب کے منہ پر ڈال دیا اور یکایک اس کی بینائی عود کر آئی۔ تب اس نے کہا۔ "میں تم سے کہتا نہ تھا، میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار اور نزع کی تکلیف

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قصہ کے متعلق کسی بزرگ نے ایک حکایت لکھی ہے جسے ہم قارئین کی معلومات کے لئے یہاں درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک آدمی نے درود شریف پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دید کا شوق ذہن میں رکھا

Marfat.com

اور درود شریف پڑھتے پڑھتے ہی سو گیا۔ رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ نے فرمایا ہے کہ مومن کو نزع کی تکلیف محسوس نہ ہوگی لیکن قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ نزع کی تکلیف تو ہوگی، ان میں کیونکر تطبیق دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سورہ یوسف کی تلاوت کیا کرو۔ اس شخص نے اس کے بعد کئی روز تک سورۂ یوسف کی تلاوت کی مگر اس کا مقصد حل نہ ہوا آخر وہ کسی صاحب دل کے پاس حاضر ہوا اور یہ سارا ماجرا ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا جواب تو تمہارے سوال کا اس سورت میں موجود ہے مگر تم نے اس پر غور نہیں کیا۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ زنان مصر نے حسن یوسف دیکھ کر پھلوں کی بجائے انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ اس نے کہا، ہاں! مجھے یہ بات خوب یاد ہے۔ بزرگ نے کہا انہیں انگلیاں زخمی کر لینے کی تکلیف کا احساس اس لئے نہ ہوا کہ وہ حسن یوسف میں کھو گئی تھیں۔ اسی طرح مومن جب نزع کی حالت میں ہوگا تو اسے آخرت کے حسین نظارے، حسین فرشتے، حسین رشتے دار، دوست احباب اور حسین لوگ دکھائی دیں گے تو وہ ان میں کھو جائے گا اور اسے نزع کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوگا حالانکہ جان نکلنے کی تکلیف بہرحال ہوگی مگر حسین نظاروں میں محو ہو جانے کی وجہ سے اس تکلیف کی شدت کا احساس نہ ہوگا۔ اسے تو فرشتوں کا لمس اور بھی بھلا معلوم ہوگا۔ آج موقع ہے ہم اس نظارے کے مستحق بننے کی کوشش کریں۔

چھونا اور برکت

نبی کے قمیص کا نابینا کی آنکھوں سے چھو جانا ان کے لئے بینائی کا باعث بن گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کے لمس سے نابینا بینائی کی دولت سے مالا مال ہو گئے، کوڑھی اور بیمار شفا پا گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں کے لمس سے پانی کا ایک کٹورہ پانی کا منبع بن گیا جس سے سینکڑوں مجاہدوں نے پیاس بجھائی اور اپنی چھاگلوں میں پانی جمع کر لیا۔ آپ ﷺ کی انگشتان مبارک سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔ نبی کے جسم کے کسی حصے یا لباس کے کسی پارچہ کا چھو جانا بھی برکت اور سعادت کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے وارثین، علمائے کرام، صوفیائے عظام، محدثین، مفسرین اور محققین

Marfat.com

حضرات بھی ایسی بابرکت اور باسعادت ہستیاں ہیں کہ ان کے چھونے یا ان کے مبارک ہاتھوں کے مس کرنے سے بھی حیرت انگیز واقعات پیش آجاتے ہیں۔ ان سے مصافحہ کرنا قوت لامسہ کا بہترین مصرف ہے۔ سمجھدار لوگ ان بزرگوں کو اپنے گھروں، دکانوں، کھیتوں اور باغوں میں اس لئے لے جاتے ہیں کہ ان کے مبارک قدموں کے لمس سے یہ جگہیں بابرکت ہو جائیں۔ ہم اس چیز کو موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے کیونکہ یہ واردات ہے اور اس کا تجربہ کرکے دیکھا جاسکتا ہے۔

چھونے کی آرزو اور نیت

اس دنیا میں ان سعادت مند ہستیوں کے ساتھ ساتھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا ہر لمس شیطانی پنجہ ہے کہ جس پر پڑے گا اسے مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے لے گا۔ ان کا ہاتھ رکھنا یا جسم کا کوئی حصہ چھونا جنسی تحریک کو بھڑکائے گا--- یا کسی کا گلا دبائے گا--- یا جیب سے نقدی نکالے یا گھونسوں کی بھرمار کرے گا۔ جنسی آزادی کی وجہ سے نوجوان جوڑے لمس کا لطف اٹھاتے ہیں--- اور اسی آرزو میں سرگرداں رہتے ہیں۔

ڈاکٹر اگر خوف خدا کی دولت سے مالا مال ہے تو مریضہ کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے جسم یا جذبات میں ارتعاش پیدا نہ ہوگا بلکہ بالکل پرسکون رہ کر مریضہ کی خدمت کرے گا لیکن اگر اس پر سفلی جذبات کا غلبہ ہے یا اخلاق فاضلہ سے محروم ہے یا نفس پر قابو پانا اس کے لئے دوبھر ہو رہا ہے تو پھر اس کی انگلیاں مریضہ کی نبض پر رہ کر بھی اس کے نامہ اعمال میں انگارے ہی جمع کریں گی اس کا دماغ شیطان کی کسی اسکیم کو بروئے کار لانے کے لئے زیادہ تیزی سے سوچے گا اور اس کا کلینک اس قسم کے شیطانی رقص کا مرکز بن جائے گا۔

نوجوان ہم جماعت جن کا تعلق دونوں جنسوں سے ہو یا بہ الفاظ دیگر مخلوط تعلیم (Co-Education) کی بدولت جوں جوں کالج کے آخری درجوں کی طرف بڑھیں گے ایک دوسرے کے بازو، ہاتھ اور کلائیاں مروڑنا ان کا مشغلہ بن جائے گا اور اس میں انہیں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ ہوگی۔ قوت لامسہ تو ایک قوت ہے جو خود کسی کو بھی اچھے یا برے کام کی دعوت نہیں دیتی بلکہ یہ تو ہماری سوچ، ہمارے جذبات اور ہماری عقل ہے جو اس کو اپنا آلہ کار بنا کر اسے جہنم یا جنت کی راہ پر گامزن کر دیتی ہے۔

چھونا جو سراسر بھلائی ہے

یتیم ہر قسم کی مدد اور ہمدردی کا مستحق ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے کے عوض اسے اتنا ثواب ملے گا جتنے یتیم کے سر پر بال ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کو پڑھنے، یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب تو بے حد و حساب ہے۔ اسے صرف چھونے کا بھی ثواب بے انداز ہے لیکن یہ چھونا مشروط ہے، بے وضو اس کو نہیں چھوا جاسکتا اور ناپاکی کی حالت میں بھی اسے ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا۔ قرآن مجید کو دیکھنے کا بھی ثواب ہے۔

قرآن مجید جس کاغذ پر لکھا ہوا ہو، اسے بھی بغیر وضو نہیں چھوا جاسکتا حتیٰ کہ جس کاغذ پر اللہ پاک کا اسم ذاتی یعنی اللہ لکھا ہوا ہو اس کو بھی احترام سے چھونا ثواب اور برکت کا باعث ہے۔ صوفیائے کرام کے تذکروں میں حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ شروعات میں انہیں شریعت کی پابندی سے کوئی سروکار نہ تھا۔ بس میکدے میں وقت گزارتے اور نشے میں مدہوش رہتے تھے اور مے فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن گھر سے نکلے اور بازار کی طرف چلے۔ راستے میں ایک جگہ کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا اس پر نگاہ پڑی تو دیکھا تو اس پر اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بڑے احترام س اٹھالیا، اسے صاف کیا اور معطر کرکے اپنی ایک دیوار کے ساتھ اونچی جگہ پر چپکا دیا۔

اسی رات کسی درویش نے خواب میں دیکھا اسے اللہ پاک کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ جاؤ اور بشر حافی کو خوشخبری سناؤ کہ تم نے ہمارے نام کو معطر کیا اور بلند جگہ پر چپکایا تو ہم نے بھی تمہارے نام کو معطر کیا اور تمہیں بلندی درجات عطا فرمائی۔ درویش نے سوچا کہ بشر حافی تو میخوار ہے۔ اس کی یہ شان کہاں، شاید یہ خواب جھوٹا ہے مگر جب دو رات مسلسل یہ خواب دیکھا تو ایک دن بشر حافی کے پاس پہنچا۔ وہ میکدے میں مدہوش پڑے تھے۔ جب درویش نے انہیں ہوش میں لاکر اللہ پاک کا پیغام سنایا تو ان کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو طبیعت میں روحانی انقلاب آچکا تھا۔ آپ نے میکدہ کے تمام برتن توڑ دیئے، سب کچھ تقسیم کر دیا، سچی توبہ کی اور اللہ کے سچے طلب گار بن کر اتنی عبادت کی کہ بشر میخوار سے بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ بن گئے۔

Marfat.com

اسی طرح رحمت تو ہر اس شخص پر ہوتی ہے جو احترام اور عقیدت و محبت سے اللہ کے اسم گرامی کو چھوئے، اللہ کے کلام کو چھوئے اور سینے سے لگائے مگر کسی پر یہ رحمت آشکار ہو جاتی ہے اور کسی پر نہیں ہوتی۔ بہرحال نامہ اعمال میں ان سب کا اندراج ہو جاتا ہے اور رحمت کے اس طرح پوشیدہ رکھنے کی مصلحت خود خالق اکبر ہی کو معلوم ہوتی ہے۔ انسان تو بہت کچھ چاہتا ہے مگر ہر کام اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا۔

اپنے والدین، اساتذہ یا مرشد کا ہاتھ محبت سے اپنے ہاتھوں میں تھامنا، چومنا اور ان سے مصافحہ کرنا بھی کار ثواب ہے۔ اپنے والدین کے چہرے کی طرف محبت سے دیکھنا ایک حج اور ایک عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔

ناجائز چھونا جسے معیوب نہیں سمجھا جاتا

شریعت نے چچا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بہنوں کو اپنے ان بھائیوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ماڈرن سوسائٹی میں جہاں سر پر دوپٹہ رکھنا بھی متروک ہو گیا ہے۔ وہاں ان سے پردہ کرنا مذاق سمجھا جاتا ہے حالانکہ سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے مسلمان پردہ ترک کر دیں تو یہ جواز کی دلیل نہیں بن سکتا اور نہ اس کی مثال دی جا سکتی ہے کیونکہ شریعت کا حکم اپنی جگہ اٹل ہے۔ بے پردگی گناہ ہے اور ہمیشہ گناہ ہی رہے گی۔ خواہ فیشن کوئی بھی صورت اختیار کر لے یا اس کے نمائندے کیا کچھ کہتے رہیں۔

اسلام میں دراصل اس بات کی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی کہ غیر محرم مرد اور عورتیں کسی مجلس میں جمع ہو کر آپس میں ہنسی مذاق کریں۔ اس لئے اس بات کی ایک مسلم معاشرے میں قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ ایک مجلس میں مرد کسی عورت کا مذاق اڑائیں یا عورتیں کسی مرد کا مذاق اڑائیں مرد اور عورت کے روابط کی حدیں مقرر ہیں، ان سے آگے بڑھنا خود کو اللہ پاک کی ناراضی کا موجب بنا لینا ہے۔

بات چھونے کی ہو رہی تھی۔ یہ سب بہن بھائی چونکہ سگے نہیں ہوتے اور ان کے آپس میں نکاح ہو سکتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے کے لئے غیر محرم ہوتے ہیں لہٰذا ان میں جب اختلاط و ارتباط کے مواقع مقرر شدہ حدوں کو عبور کرنے لگتے ہیں تو پھر یہ سب ایک دوسرے کے لئے "ہم زاد" بن جاتے ہیں اور جیسے "ہم زاد" ساتھ نہیں چھوڑتا بلکہ بدن

Marfat.com

میں سرایت کر جاتا ہے اسی طرح یہ بھی ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑتے بلکہ خیالوں اور سپنوں میں سما جاتے ہیں اور پھر دنیا کی دوسری کوئی چیز ان کی جگہ نہیں لے سکتی اور ایک دوسرے کو خوابوں کی رانی یا راجا بنانے کی شدید آرزوئیں مچل مچل کر تمام حواس، جذبات اور خواہشات میں بھی سرایت کر جاتی ہیں۔ پھر لمس کا کھیل عام ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کو چھونے، مسلنے، دبانے اور چومنے کے ناٹک شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سارا ابلیسیانہ رقص، ان کے نزدیک فیشن پرستی، ترقی پسندی، آزادی، ذہنی آسودگی اور جنسی دلچسپی وغیرہ فرد کا حق بن جاتا ہے اس لئے حلال و حرام کی بحث کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس ماحول اور حالت میں ان کے نزدیک کوئی چیز حرام نہیں ہوتی بلکہ ضرورت (Necessity) بن جاتی ہے۔ ایک دوسرے کے بازو مروڑے جاتے ہیں۔ کلائیاں بھینچی جاتی ہیں، جسم کے جس حصہ کو دل چاہے نوچا جاسکتا ہے اور اس شغل میں یہ لوگ اکیلے نہیں ہوتے بلکہ شیطان اور اس کے چیلے بھی ان کے اردگرد رقص کرتے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ وہ (شیطان) اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ (الاعراف ۲۷) اور ان کے رقص سے خارج ہونے والی گناہ کی حدت ان جوڑوں میں (Pairs) گرمی عقل اور گرمی اختلاط پیدا کرتی ہے اور ان کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ یہ لحات ابدیت (Eternity) میں تبدیل ہو جائیں۔

ایسے ہی لحات اور افراد کے متعلق کہا گیا ہے کہ جہنم کی آگ ان کی کھالوں کو چھوئے گی اور کھالوں سے گزر کر دلوں تک پہنچے گی۔ پھر ایک کھال کے گل جانے پر دوسری کھال اسی وقت بدن پر نمودار ہو جائے گی۔ ذیل میں ہم ایک دلچسپ سوال اور اس کا شرعی جواب درج کرتے ہیں جو مفتی شریفی صاحب نے لکھا ہے تا کہ اس سے ہمارے قارئین بہت سی غلط فہمیوں سے نجات حاصل کر لیں۔

سوال: کہتے ہیں کہ چچا، تایا، ماموں، پھوپھی کے بیٹوں سے پردہ کرنا چاہئے۔ اگر ان لوگوں سے پردہ کیا جائے تو رشتہ داروں سے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں جبکہ تعلقات قائم کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے، اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر ایک طرف اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہو اور دوسری طرف رشتے داروں کی باتیں ہوں تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلا جائے۔

Marfat.com

رشتے داروں کو چھوڑ دیا جائے۔ نامحرم جن کے ساتھ شادی ہو سکتی ہے ان سب سے پردے کا حکم خود اللہ رب العزت نے دیا ہے۔ اس لئے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی خواتین سے پردہ کی پابندی کرائے۔

قوت لامسہ اور نوجوانوں کے میلے

دنیا میں جنس مخالف کو چھونے کے سب سے بڑے مراکز نوجوانوں کے میلے (Youth Festivels) ہیں جہاں جوانیاں محض سیرو تفریح اور ایک دوسرے سے حظ اٹھانے کے لئے جمع ہوتی ہیں چنانچہ کئی کئی دن تک جسم کے کسی عضو کو چھونے سے آغاز کر کے جنسی اور جسمانی لذت کی انتہاؤں کو چھوا جاتا ہے اور اس پرواز کے دوران بلکہ اس سے پہلے اور بعد میں کبھی آنکھ جھپکنے (Wink Ofan Eye) تک بھی اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ موت، حیات بعد الممات، حساب کتاب اور جزاو سزا بھی کوئی یقینی چیز ہے۔ اس لئے ان میلوں کی سرمستیاں ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مہینوں تک مخمور رکھتی ہیں اور اس عرصے میں کسی دوسری جگہ میلے کے انعقاد کا اعلان ہو جاتا ہے اس طرح انہیں مقصد حیات کے متعلق کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی سوچنے کا موقع نہیں ملتا اور اگر کبھی حسن اتفاق سے ایسا موقع مل بھی جائے تو وہ اسے درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔

کیونکہ دوسرے میلے کی متوقع دلفریبیاں اور رنگینیاں ہر لحہ انہیں اکساتی اور بھکاتی رہتی ہیں۔

چھونے کی چند دلچسپ حالتیں

اسی دنیا میں ایسے انسان بھی موجود ہیں جنہیں اگر کم تر درجے یا ذات کا آدمی چھولے تو وہ بھرشٹ (پلید) ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان کے اونچی ذات کے ہندو جیسے برہمن اور کشتری وغیرہ کو اگر شودر (ہریجن اچھوت نچلی ذات والے) جیسے بھنگی، بھیل، کوہلی اور میگھواڑ یا سنتھال وغیرہ چھولیں تو انہیں کپڑے بدلنے اور اشنان (غسل) کرنے کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔ اگر ہندو کے کھانے یا کھانے کے برتن کو شودر چھولے تو وہ ناقابل استعمال ہو جاتے ہیں۔ پڑھے لکھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندوؤں میں بھی یہ تصور موجود ہے جبکہ دنیا کی کسی

Marfat.com

دوسری قوم میں ایسا تصور نہیں پایا جاتا۔

جن جس کو چھوتا ہے اسے باؤلا کر دیتا ہے اور تنگ کرتا رہتا ہے ایسے واقعات ہمارے گردوپیش میں روزانہ رونما ہوتے رہتے ہیں۔

وضو کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو چھو لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ بات کس قدر تکلیف دہ ہے کہ انسان بازار سے سودا سلف خریدتے وقت تو ہر چیز کو چھو کر بلکہ مسل کر دیکھتا اور خریدنے سے پہلے تسلی کر لیتا ہے کہ یہ چیز اس کے معیار پر پوری اترتی ہے یا نہیں لیکن اسے یہ توفیق نہیں ہوتی کہ روزانہ صبح صبح قرآن مجید کو --- جو خالق اکبر کا پاک کلام ہے --- محبت و احترام سے چھوتے اور پھر اس کی تلاوت کر کے اپنے دل کے ان تاروں کو چھیڑے جن سے انوار و تجلیات وجود میں آتے ہیں۔ مختلف حیلوں اور بہانوں سے دوسروں کے دل کے تار چھیڑنے کی بجائے ذکر الٰہی کے زخمہ سے اپنے مردہ دل کے تار چھو کر اسے زندہ کرے کیونکہ

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

لبوں کا لمس

لبوں کا لمس بوسہ کہلاتا ہے اور اردو شاعری میں سب سے زیادہ چرچا اسی کا ہے۔ پوری اردو شاعری میں آپ دیکھ لیں شاعر اسی کی آرزو کرتے ہیں اور اسی کے انتظار میں دیوانے بھی ہو جاتے ہیں یا اگلے جہان کا سفر اختیار کر لیتے ہیں البتہ کچھ ہوشیار اور تاجر قسم کے شاعریوں بھی کہہ دیتے ہیں:

بوسہ تو دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

اگر بیوی کا بوسہ لیا جائے تو جہاں دونوں میں محبت پروان چڑھتی ہے وہاں کئی نفلوں کا ثواب بھی ملتا ہے لیکن یہی لمس اگر کسی غیر عورت کے ہاں کیا جائے تو شیطان کے ہاں گھی کے چراغ جل اٹھتے ہیں اور جس چیلے یا شاگرد کی وساطت یا تحریک سے یہ حرکت سرزد ہوتی ہے، شیطان خود اس کی تعریف کرتا اور اسے آفرین نامہ پیش کرتا ہے کہ تم نے واقعی ایک کارنامہ

Marfat.com

سرانجام دیا ہے کیونکہ ناجائز بوسہ زنا کا مقدمہ ہے۔ اس سے زناکاری کا راستہ کھل جاتا ہے جو دنیا میں لذت کے ساتھ ساتھ رسوائی اور آخرت میں جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔

دیکھنے میں بوسہ دونوں عورتوں (بیوی اور غیر محرم عورت) کے لئے ایک جیسا ہے لیکن ایک جگہ حلال اور کار ثواب ہے اور دوسری جگہ حرام اور باعث عذاب ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کے لب ① کسی غیر عورت کو نہیں چھوتے، ② کسی غلط بات کے لئے آپس میں نہیں ملتے، ③ غیروں کو لبھانے اور گرویدہ بنانے کے لئے سرخی کی دھڑی نہیں جماتے، ④ کسی مخالف جنس کو دیکھ کر شدت جذبات سے نہیں لرزتے ہے

قربان ان لبوں کے ہو جن پہ نام تیرا
خوش بخت ہے وہ دل ہو جس میں قیام تیرا

چھوئی موئی

جس طرح عورتوں میں حیادار اور باعصمت عورتوں کا کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی غیر مرد ان کے جسم کو عمداً یا خطاءً چھو لیتا ہے تو وہ سہم جاتی ہیں، سکڑ جاتی ہیں۔ وہاں سے فوراً ہٹ جاتی ہیں۔ غصیلی اور تیز نگاہوں سے اسے دیکھتی ہیں۔ اگر موقع ہو تو جوتے کی نوک یا زبان کی ٹوک سے اس کی حجامت بھی کر دیتی ہیں۔ اس طرح جھاڑیوں میں چھوئی موئی ایک پھولدار اور گھروں میں لگائی جانے والی ایسی جھاڑی ہے کہ اگر آدم زاد اسے چھو لے تو وہ فوراً سکڑ جاتی ہے۔ اس لئے چھوئی موئی کے نام سے پکاری جاتی ہے حالانکہ اس کا اصلی نام لاجونتی ہے۔

کتنی اچھی ہے یہ جھاڑی --- جو غیر کے ہاتھ کے لمس کو بھی برداشت نہیں کر سکتی اور کتنی بدنصیب اور بد قماش ہیں وہ نوجوان لڑکیاں، کنواری ہوں یا شوہر چشیدہ --- جو اس انتظار میں رہتی ہیں کہ کوئی آگے بڑھ کر انہیں چھو لے تاکہ کیف و سرور اور جنسی وفور میں چند لمحوں کے لئے اس عالم رنگ و بو سے بے نیاز ہو جائیں۔ گویا چھونے والا اور اس کا مفعول --- طالب و مطلوب --- دونوں تصور ہی تصور میں ان اتھاہ پہنائیوں میں محو پرواز ہو جائیں جو محسوس تو کی جا سکتی ہیں لیکن نہ چھوئی جا سکتی ہیں نہ محدود کی جا سکتی ہیں۔

Marfat.com

بے جان چیز کا چھونا

اب تک تو عورت کے جسم کو مرد کے ہاتھ سے چھوئے جانے کی بات ہو رہی تھی لیکن ایک بے جان چیز بھی ایسی ہے کہ اگر عورت کے جسم سے چھو جائے تو اس کے بدن میں گدگدی سی پیدا ہوتی ہے۔ کئی موقعوں پر اس گدگدی سے سفلی جذبات بھی برانگیختہ ہو جاتے ہیں اور اگر نوبت یہاں تک نہ پہنچے تو ایک خاص قسم کا کیف محسوس ہوتا ہے، انبساط کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں اور نرم نرم سا گداز اپنا اثر دکھانے لگتا ہے۔ یہ نرم و نازک خوبصورت، خوشبودار اور فیشن ایبل لباس ہے جس کے پہنتے ہی عورت کے جذبات میں ہلچل سی مچ جاتی ہے اور اکثر اوقات اسی قسم کی عورتیں صرف اپنے لباس کی نمائش اور اپنی آرائش و زیبائش کی خاطر بازاروں، پارکوں اور سڑکوں کے چکر کاٹتی رہتی ہیں تاکہ لوگوں کی حریص اور بھوکی نگاہیں ان کی طرف اٹھیں کیونکہ خودنمائی Self-assertion کی جبلت انہیں ایسا کرنے پر ابھارتی ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بلکہ اس کا آلہ کار بن کر چل دیتی ہیں۔ یہ جبلت بہت طاقت ور ہے اور دنیا میں نمود و نمائش کی ساری گہما گہمی اسی جبلت کی بدولت معرض وجود میں آتی ہے اگر یہ جذبہ نہ ہو تو ان رعنائیوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

قوت باصرہ اور بدصورتی

جمیلہ رضی اللہ عنہا جو عبداللہ بن ابی بن سول کی بہن تھیں، اپنی شادی کے بعد سیدالانبیاء ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ میرے اور اس (اپنے شوہر ثابتؓ) کے سر کو کوئی چیز کبھی جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے جب اپنا گھونگھٹ اٹھایا تو سامنے وہ چند آدمیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ کالا، سب سے زیادہ پستہ قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔ اللہ کی قسم میں دین یا اخلاق کی کسی خرابی کے سبب سے اس کو ناپسند نہیں کرتی بلکہ مجھے اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔ اللہ کی قسم اگر مجھے اللہ کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آیا تھا، اس وقت میں اس کے منہ پر تھوک دیتی۔ یا رسول اللہ ﷺ میں جیسی خوبصورت ہوں،

آپ دیکھتے ہیں اور ثابتؓ ایک بدصورت شخص ہے۔ میں اس کے دین اور اخلاق پر کوئی حرف نہیں رکھتی مگر مجھے اسلام میں کفر (یعنی مجھے اندیشہ ہے کہ میں احکام کی پابند نہ رہ سکوں گی جو شوہر کی اطاعت، فرمانبرداری، وفاداری اور عزت و عصمت کے تحفظ کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے دیئے ہیں) کا خوف ہے۔

سید الانبیاء ﷺ نے جمیلہ رضی اللہ عنہا کی شکایت سنی تو فرمایا۔ "جو باغ تجھ کو اس نے دیا ہے وہ تو واپس کردے گی؟"

اس نے عرض کیا۔ "بے شک یا رسول اللہ ﷺ بلکہ اگر وہ زیادہ چاہے تو زیادہ دوں گی۔"

سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ "زیادہ تو نہیں اس کا باغ واپس کردے۔"

پھر ثابتؓ کو حکم دیا کہ باغ قبول کرے اور اس کو طلاق دے دے۔

بیوی خوبصورت تھی شوہر بدصورت تھا اس لئے بیوی کی قوت باصرہ نے گوارا نہ کیا کہ اسے دیکھا کرے بلکہ نفرت بڑھ گئی اور معاملہ طلاق تک پہنچ گیا۔ جس چیز کو آنکھ پسند نہیں کرتی اسے باقی کے حواس بھی پسند نہیں کرتے بلکہ آنکھ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اس لئے کہ دنیا میں حسن کی برتری ہے اور نگاہ بے اختیار حسین شے کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ اگرچہ مختلف چیزوں کو دیکھنے کے لئے مختلف شرائط بھی ہیں جیسے غیر عورت کی طرف نگاہیں اٹھانا منع ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ

ایک دفعہ جبکہ حضور اکرم ﷺ ایک مجلس میں جلوہ فرما تھے اور رمضان کا مہینہ تھا۔ ایک جوان صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں!" تھوڑی دیر گزری تو ایک ادھیڑ عمر کا صحابی حاضر ہوا اور اس نے بھی عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں!" جب وہ شخص چلا گیا تو وہاں موجود صحابہؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک آدمی کو اجازت دے دی جبکہ دوسرے کو منع فرما دیا

حالانکہ دونوں کا معاملہ ایک جیسا تھا، اس کی کیا وجہ ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "پہلا شخص جوان تھا، اس لئے یہ امکان تھا کہ وہ بوسہ لینے کے بعد شدت شہوت سے جماع نہ کر بیٹھے جبکہ دوسرا شخص ادھیڑ عمر تھا۔ اس لئے اس کے متعلق یہ امکان کم تھا۔ لہٰذا میں نے اس کی اجازت دے دی۔" اس سے ثابت ہوا کہ اگر لمس یا بوسہ کسی گناہ یا لغزش کا باعث بن سکتا ہو تو اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے ورنہ اپنی بیوی سے نارمل حالات میں کسی اجتناب کی ضرورت نہیں ہے۔

چھونا اور ظہار

قرآن مجید میں حکم ہے کہ ظہار (بیوی کو ماں کہنا) کرنے والا کفارہ دے قبل اس کے کہ زوجین (میاں بیوی) ایک دوسرے کو مس کریں۔ آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت (سورہ المجادلہ آیت نمبر۳)

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں --- (یعنی کہہ دیں کہ تو میری ماں یا ماں کی طرح ہے) پھر اپنی بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو مس کریں (یعنی ہاتھ لگائیں) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔"

اس میں مس سے مراد چھونا ہے اس لئے کفارہ دینے سے پہلے صرف مباشرت ہی حرام نہیں بلکہ شوہر کسی طرح بھی بیوی کو نہیں چھو سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عورتوں کی بیعت

آپ ﷺ نے اس کو بھی جائز نہیں رکھا کہ مرد کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے جسم کو لگے۔ چنانچہ آپ ﷺ مردوں کو بیعت کرتے تو ہاتھ میں ہاتھ لے کر کرتے تھے لیکن عورتوں سے بیعت کا یہ طریقہ آپ ﷺ نے کبھی اختیار نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "خدا کی قسم بیعت میں حضور ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے چھوا تک نہیں ہے۔ آپ ﷺ عورت سے صرف زبانی عہد لیتے تھے اور جب وہ عہد کر چکتی تھیں تو فرماتے تھے۔ "جاؤ، بس تمہاری بیعت ہو گئی۔"

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسوۂ حسنہ ہمارے لئے ایسی سنہری مثال ہے جس پر اگر ہم عمل شروع کر دیں تو بدی کی راہیں بند ہو جائیں۔ کاش اللہ پاک ہم سب کو اس اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامری کا چھونا

بنی اسرائیل کی تاریخ میں سامری وہ شخص تھا جس نے مصر سے نکلنے کے بعد یہودیوں میں گائے کی پوجا کرنے کا رواج ڈالا۔ ہوا یوں کہ جب یہودی مصر سے نکلنے کے بعد صحرائے سینا میں اقامت گزیں ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس شبانہ روز کے لئے اللہ پاک سے توریت کے احکام لینے کی خاطر تشریف لے گئے تو اس نے اسرائیلیوں سے زیور لے کر اسے پگھلایا اور کہا میں تمہارے لئے معبود تیار کرتا ہوں۔ پھر ایک بچھڑا بنایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکالی۔ (بعض روایات کے مطابق اس نے کاریگری سے یہ کام کیا اور بعض روایات کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاؤں کی مٹی اس بچھڑے کے بت میں ڈالی جس کی وجہ سے اس میں سے آواز نکلنے لگی) پھر اس نے لوگوں سے کہا یہ ہے تمہارا معبود! اب تم اس کی پوجا کرو چنانچہ لوگ اس کے جھانسے میں آگئے اور بچھڑے کی پوجا شروع ہو گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس تشریف لائے تو یہ دیکھ کر اپنے بھائی اور قائم مقام حضرت ہارون علیہ السلام پر سخت ناراض ہوئے کہ ان کی موجودگی میں یہ لوگ گاؤ پرستی میں کیسے مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے کہا بھائی جان میں نے فتنہ وفساد پھیلنے کے خوف سے اس معاملہ میں لوگوں پر سختی نہیں کی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سامری سے اس واقعہ کے متعلق دریافت فرمایا تو اس سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا۔ آپ نے اس کے لئے بددعا کی اور فرمایا اب تو دنیا میں پاگلوں کی طرح مارا مارا پھرتا رہے گا اور ہر انسان کو دیکھنے کے بعد پکارے گا۔ "مجھے نہ چھونا، مجھے نہ چھونا۔" کیونکہ کسی کے چھونے سے تجھے تکلیف پہنچے گی۔ (اسرائیلی روایات کے مطابق شدید قسم کا بخار آئے گا جو تین دن تک رہے گا) یہ تو دنیاوی سزا ہے کہ تو اچھوت بن کر رہے گا اور کوئی تیرے پاس نہ پھٹکے گا اور آخرت کی سزا اس سے کہیں زیادہ شدید ہوگی جو تجھے ملتی رہے گی۔

Marfat.com

دھوبی اور چھونا

دھوبی کپڑے دھوتے وقت چھوا چھو--- کہتا رہتا ہے۔ یہ شاید اس کا وظیفہ بن گیا ہے حالانکہ اس کا مطلب اسے خود معلوم نہیں اور نہ وہ جانتا ہے کہ وہ ایسا کیوں کہتا ہے۔ بہرحال، یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ اس نے کسی کو "چھوا" ہے جو چھوا کہتا ہے اور خود ہی اسے دعوت بھی دیتا ہے کہ اب تو مجھے بھی "چھو"--- دھوبی اس وقت تک چھونے کے کھیل سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے جب تک کہ وہ دھوبی گھاٹ میں رہتا ہے اور اس کھیل ہی کھیل میں وہ کپڑوں کا گٹھڑ دھو کر واپس گھر چلا آتا ہے۔ دھوبی کا یہ چھوا چھو--- والا کھیل صدیوں سے جاری ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ ختم ہونے والا یعنی Non-stop کھیل ہے۔

بیمار کی پیشانی کو چھونا

حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے جاتے تو اس کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے۔ دعا کرتے، اسے تسلی دیتے۔ ہمارے لئے یہ سنت ہے اور اس پر عمل کر کے ثواب کمایا جاسکتا ہے اور مریض کی تسلی کا سامان بھی ہو جاتا ہے۔

پاؤں چھونا

بعض غیر مسلم اقوام اپنے سے بڑے کے پاؤں اس کے احترام کے طور پر چھوتے ہیں۔ پہلے اس کے سامنے جھکتے ہیں پھر ہاتھوں سے اس کے پاؤں چھوتے ہیں اور وہ بڑی شفقت اور محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا اور دعائیں دیتا ہے۔ بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرنے کا رواج دنیا کی تقریباً تمام قوموں میں موجود ہے اگرچہ دور حاضر میں اس کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے اور اس کا رواج بھی رفتہ رفتہ معدوم ہونے والا ہے۔

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو چھونا

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے جب آپ سے معجزے کا مطالبہ کیا تا کہ آپ کی نبوت کا اقرار کیا جائے تو آپ کی دعا پر اللہ پاک کے حکم سے ایک بہت بڑے ڈیل ڈول کی اونٹنی پہاڑ سے نمودار ہوئی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اس کا دودھ دوھ سکتے ہو۔ یہ فصلوں میں جہاں چاہے گی چرے گی تم اسے روک نہیں سکتے۔ ایک دن چشمے سے گاؤں کے سب مویشی پانی پئیں گے اور ایک دن صرف یہ اونٹنی پئے گی لیکن نقصان پہنچانے کے ارادے سے اسے ہرگز نہ چھونا ورنہ پوری قوم عذاب کی لپیٹ میں آجائے گی۔

کچھ عرصہ تک قوم اس اونٹنی کے دودھ سے لطف اندوز ہوتی رہی لیکن جلد ہی شیطان کے بہکاوے میں آگئی اور ایک مفسد نے اس کی کونچیں کاٹ دیں چنانچہ اس جرم کی پاداش میں اس قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور اسے تباہ کر کے رکھ دیا۔

چھونے سے پہلے طلاق

بحوالہ سورہ احزاب آیت نمبر۴۹:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کر سکو۔ لہٰذا انہیں کچھ مال دو اور بھلے طریقے سے رخصت کرو۔"

ہاتھ لگانے یا مس کرنے سے مراد لغت کے اعتبار سے تو محض چھونا ہے لیکن یہاں یہ لفظ کنایتاً مباشرت کے لئے استعمال ہوا ہے۔

توبہ کے لئے کانوں کی لو کو چھونا

اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ توبہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بھولپن سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور

Marfat.com

اس کا احساس ہوتے ہی توبہ کر لیتے ہیں اور یہ وعدہ کر لیتے ہیں کہ دوبارہ یہ گناہ نہیں کریں گے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق توبہ کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے کچھ خیرات کرے پھر نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے، خوشبو لگائے، دو نفل پڑھے پھر عجز و انکساری سے اپنے گناہ کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کرے، پھر اس سے توبہ کرے اور آئندہ اس سے باز رہنے کا وعدہ کرے۔ اللہ پاک کی حمد و ثنا کرے درود شریف کثرت سے پڑھے اور بار بار دعا کرے۔ ایسی توبہ یقینی طور پر قبول ہو جاتی ہے لیکن معاشرے میں صدیوں سے ایک بے روح رسم پیدا ہو چکی ہے جس کا کوئی مطلب یا فائدہ نہیں ہے یعنی جب کسی کے سامنے اپنی خطا، جرم یا گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں توبہ توبہ! بس ان کے خیال میں توبہ ہو گئی ہے حالانکہ یہ عجیب قسم کا مذاق ہے، سندھ میں لوگ انگشت شہادت کو ناک پر پھیرتے ہیں اور توبہ توبہ کرتے ہیں۔ یہ دونوں فضول رسمیں ہیں۔ ضرورت تو اللہ پاک سے التجا کرنے کی ہے کہ وہ توبہ قبول کرے اور گناہ کو معاف فرمادے۔ ناک یا کان کو چھونے سے کیا ہوتا ہے لیکن لوگ رسم و رواج میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ انہیں غلط اور صحیح کی تمیز باقی نہیں رہی ہے۔

منکرین نبوت کی ذہنیت

حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والے لوگ آپ ﷺ پر مختلف قسم کے اعتراضات کیا کرتے تھے۔ جن کا مسکت جواب خود اللہ پاک نے قرآن مجید میں دے دیا ہے چنانچہ ان میں سے کئی اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اللہ پاک نے ایک جگہ "چھونے" کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

> اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔"

(الانعام ۷)

مقصد یہ تھا کہ جنہیں آپ ﷺ کے خلاف ضد ہے وہ کسی دیکھی بھالی چیز کا انکار کرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ اس طرح ان کی قوت لامسہ بھی انہیں قائل کرنے میں

کامیاب نہ ہو سکے گی۔

حواس خمسہ اور کراماً کاتبین

ہر انسان کے دائیں بائیں دو کاتب فرشتے موجود رہتے ہیں جو ہر وقت اس کے اعمال اور ہر حرکت و گفتار کو اس کے اعمال نامہ میں ثبت کرتے رہتے ہیں۔ کوئی لفظ بھی اس کی زبان سے ایسا نہیں نکلتا جسے وہ محفوظ نہ کر لیتے ہوں اور کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ یہ حاضرباش نگران موجود نہ ہوں لیکن انسان ان سے غافل ہے، نہ انہیں دیکھ سکتا ہے، نہ ان کی آواز سن سکتا ہے، نہ ان کی خوشبو سونگھ سکتا ہے، نہ انہیں چھو سکتا ہے یعنی حواس خمسہ اس بارے میں کوئی دسترس نہیں رکھتے۔ اس لئے یہ ان کی طرف سے غافل ہے حالانکہ یہ اٹل حقیقت ہے جس کا ادراک قیامت کے دن ہو گا۔

مبارک چھونا

اواخر ۲ ہجری میں ابو اسائب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور سارے مدینہ میں غم کی لہر دوڑ گئی حضور نبی اکرم ؐ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ حضرت ام العلا انصاریہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے جہاں ان کی میت پڑی تھی۔ آپ ﷺ نے وہاں پہنچ کر میت کی پیشانی کو جھک کر تین بار بوسہ دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو ابو السائب کے چہرہ کو تر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اے ابو سائب میں تم سے جدا ہو تا ہوں۔ تم دنیا سے اسی طرح رخصت ہوئے کہ تمہارا دامن ذرہ برابر اس سے آلودہ نہ ہونے پایا۔“

خیال کا چھو جانا

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں، ان کا خیال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر

Marfat.com

انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لئے صحیح طریق کار کیا ہے۔"

(الاعراف)

اس قسم کے چھونے کا تعلق انسان کی ذہنی قوتوں سے ہے۔ خیال بدن کو نہیں چھوتا لیکن ذہنی قوتوں کو چھو کر مختلف قسم کے خیالات اور مختلف کیفیتیں پیدا کر دیتا ہے جو بعض اوقات انسان کو آپے سے باہر کر دیتی ہیں کیونکہ خیال بہت طاقت ور ہوتا ہے اور اسے کنٹرول کر لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ چھوئی جانے والی چیز

حجر اسود وہ مبارک اور مقدس پتھر ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ چھوئی جانے والی چیز ہے۔ رات اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب کوئی نہ کوئی خوش نصیب اسے چھوتا نہ ہو یا اس کا بوسہ نہ لیتا ہو یا دور سے ہی اس کا استلام نہ کرتا ہو۔ یہ چھونا بوسہ لینا یا استلام کرنا باعث ثواب ہے، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ روایات کے مطابق پہلے یہ سفید براق تھا مگر لوگوں کے صدیوں تک چھوتے رہنے سے اس کا رنگ کالا پڑ گیا۔ قیامت کے دن یہ چھونے والے، بوسہ لینے والے اور استلام کرنے والے کے متعلق گواہی دے گا کہ اس نے ایسا کیا تھا۔ اسے بڑے بڑے نبی، ولی، عالم بھی چھوتے رہے ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر گناہگار اور سیاہ کار بھی اس کو چھوتا رہا ہے، اس کا بوسہ لیتا رہا ہے اور اس کا استلام کرتا رہا ہے۔ پہلی مرتبہ کعبہ کی دیوار میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نصب کیا تھا اور اس کے بعد پھر حضور اکرم ﷺ نے کعبہ کی تعمیر نو کے وقت دوبارہ نصب کیا تھا۔ یہ دنیا کی واحد چیز ہے جسے ان گنت ہاتھوں نے چھوا اور قیامت تک چھوتے رہیں گے۔ اس میں شاہ و گدا کی تخصیص نہیں ہے جو اللہ کے گھر میں آ گیا، وہ اسے چھوئے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسے چھوئے اور اس کا بوسہ لے۔ آمین!

اچھوتا انعام

اللہ پاک اپنے ان بندوں پر بہت مہربان ہیں جو اس کی راہ میں تگ و دو کرتے اور

Marfat.com

اسے خوش کرنے کے لئے سارے اعضا، قوا اور صلاحیتوں سے کام لیتے ہیں۔ انہیں اللہ پاک نے جنت دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور جنت میں بھی ایک ایسے اچھوتے انعام کا ذکر فرمایا ہے جسے اس نے نہ کبھی دیکھا ہو گا، نہ اس کا تصور ہی کیا ہو گا لیکن اس انعام کو حاصل کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی قوت لامسہ سے کوئی گناہ آلود کام نہ کیا ہو۔

اس اچھوتے انعام کا تذکرہ اللہ پاک نے اس طرح فرمایا ہے:

"(جنت کی) ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہو گا اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے پھر اے جن وانس اپنے رب کے کن کن اوصاف حمیدہ کا تم انکار کرو گے۔"

(الرحمٰن)

قوت سامعہ

(سماعت یعنی سننے کی قوت)

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو
کیوں چمن میں چہکتا ہے تو چار سو
دیکھ کر گل کسے یاد کرتا ہے تو
وجد میں بول اٹھا وحدہ وحدہ
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

(عبد المصطفیٰ اعظمی)

عہد الست کی آواز:

انسان نے اپنی تخلیق سے پہلے عالم بالا میں جو آواز سنی تھی، وہ سب سے پہلی آواز تھی۔۔ جو اس کی سماعت کی گرفت میں آئی قرآن مجید نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"اور اے نبی ﷺ لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا---- کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟--- انہوں نے کہا--- ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں--- یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ--- ہم تو اس بات سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہنے لگو کہ--- شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا--- دیکھو، اس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں اور اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔"

(الاعراف ۱۷۲- ۱۷۴)

احادیث کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ معاملہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر پیش آیا تھا۔ اس وقت فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا گیا اور زمین پر انسان کو خلیفہ بنانے کا اعلان کیا گیا۔ اسی طرح پوری نسل آدم جو رہتی دنیا تک پیدا ہونے والی تھی، اللہ تعالیٰ نے وجود اور شعور دونوں بیک وقت بخش کر اپنے سامنے حاضر کیا اور ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت لی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت ابی بن کعب حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے سب کو جمع کیا اور (ایک ایک قسم اور ایک ایک دور کے) لوگوں کو الگ الگ گروہوں کی شکل میں مرتب کر کے انہیں انسانی صورت اور گویائی کی طاقت عطا کی۔ پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور انہیں اپنے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟--- انہوں نے عرض کیا ضرور آپ ہمارے رب ہیں تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم پر زمین و آسمان سب کو اور خود تمہارے باپ آدم کو گواہ ٹھہراتا ہوں تا کہ تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا۔ خوب جان لو کہ میرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے اور میرے سوا کوئی رب نہیں ہے تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا میں تمہارے پاس اپنے پیغمبر بھیجوں گا جو تم کو یہ عہد و میثاق جو تم میرے ساتھ باندھ

Marfat.com

رہے ہو، یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا اس پر سب انسانوں نے کہا کہ ہم گواہ ہوئے آپ ہی ہمارے رب اور آپ ہی ہمارے معبود ہیں۔ آپ کے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے نہ کوئی معبود۔"

یہ اللہ پاک کی قدرت کاملہ کا ایک کرشمہ تھا جس نے یہ سب کچھ کر دکھایا اور اس کی یاد انسان کے لاشعور میں رکھ دی گئی انبیائے کرام صرف انسان کو وہ عہد الست یاد کرانے کے لئے مبعوث ہوتے تھے اور جن کے لاشعور میں اس کا جتنا گہرا نقش موجود ہوتا ہے، اتنا ہی جلد وہ اس عہد کو تازہ کر کے اس پر کاربند ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی تمثیل نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے اب اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کے انکار سے حقیقت بدل نہیں سکتی۔

یہ تھی پہلی آواز جو انسان کی سماعت کی گرفت میں آئی اور جسے شعور اور لاشعور دونوں نے قبول کیا۔ انسان الست بربکم کی آواز سن کر مبہوت رہ گیا لیکن سید الانبیاء ﷺ کے بلیٰ کہہ دینے سے باقی روحوں کو رہنمائی ملی اور انہوں نے بھی بلیٰ اور شہدنا کہا۔

صوفیائے کرام حضرات میں سے بعض فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے وہاں بلیٰ اور شہدنا کہہ کر اقرار کا مثبت جواب دیا تھا انہوں نے دنیا میں آکر بھی انبیائے کرام اور ان کے وارثین کی دعوت اور اقرار کی یاددہانی پر سر تسلیم خم کر دیا مگر جو وہاں خاموش رہے وہ اس دنیا میں آنے کے بعد بھی ان حقیقتوں کے منکر ہی رہے اور انہوں نے ساری زندگی شیطان کے مشن (Mission) کو پورا کرنے میں گزار دی۔ اس عہد و میثاق کے وقت حسین ماحول، خوشبو اور شیریں آواز موجود تھی۔ اس لئے یہ چیزیں انسانی شعور کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور انسان ان سے ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتا ہے۔ اس کیفیت کا مزہ ان صوفیاء کرام سے پوچھئے جو اس عہد و میثاق کو نبھانے کے لئے تن من دھن کی قربانی دیتے اور ایک لمحے کے لئے بھی اس ذمہ داری سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کا لاشعور، اب بھی ایسی آوازیں سنتا ہے جو دوسرے نہیں سن سکتے۔ ان کی روح اب بھی وہ حسین نظارے دیکھتی ہے جن تک دوسروں کی رسائی نہیں ہوتی۔ یہ تھی وہ پہلی آواز جو حضرت انسان نے اپنی تخلیق سے بہت پہلے عالم بالا میں سنی تھی اور جس کی یاد اسے اب بھی مسرور رکھتی ہے۔

Marfat.com

دنیا میں پہلی آواز جو انسان سنتا ہے

یہ شرف و سعادت صرف مسلمان بچے ہی کو حاصل ہے کہ جب وہ اس دنیا میں وارد ہوتا ہے تو اس کا دایاں کان مندرجہ ذیل آواز سنتا ہے:

اللہ سب سے بڑا ہے
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
آؤ نماز کی طرف
آؤ فلاح کی طرف
اللہ سب سے بڑا ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

یہ اذان کی آواز ہے جو اس کا دایاں کان سنتا ہے اور بایاں کان سنتا ہے:

اللہ سب سے بڑا ہے
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
آؤ نماز کی طرف
آؤ فلاح کی طرف
نماز قائم ہو گی
اللہ سب سے بڑا ہے
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

یہ اقامت کی آواز ہے۔

ان کا مقصد اسے یہ بتانا ہے کہ جس خالق اکبر نے تجھے اس دنیا میں بھیجا ہے اس کی عبادت کرنا تیرا فرض ہے اور عہد الست کا جو ذمہ تو نے اٹھایا تھا اس کی تعمیل و تکمیل کے لئے ساری زندگی وقف کرنی ہو گی۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ تیری زندگی دنیا میں اتنی مختصر ہے جتنی اذان اور اقامت کے درمیان کی مدت ہوتی ہے۔ اذان ہو چکی اب تیری میت پر

Marfat.com

اقامت ہی کہی جائے گی۔

دنیا میں سب سے زیادہ سنی جانے والی آواز

دن میں پانچ مرتبہ یہ حقیقت ہر شخص کی سماعت سے ٹکراتی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے، محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور تم نماز اور بھلائی کی طرف آؤ جس کے لاشعور میں روز الست کے اقرار کا عکس موجود ہے۔ اذان کی آواز سنتے ہی اس کے قدم مسجد کی طرف اٹھ جاتے ہیں لیکن جس کے لاشعور کا یہ عکس دھندلا گیا ہے اس پر ان کلمات کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوتا بلکہ اسے یہ کلمات ناگوار گزرتے ہیں۔ یہ اللہ پاک کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اذان اور نماز کا طریقہ جاری کر دیا ہے تا کہ اگر ہم دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اپنی عبودیت کے اقرار کو بھول جائیں تو اس کا پیغامبر خود ہمیں اس کی یاد دلا دے اور ہم اپنے خالق کے اس عہد کی تجدید کر سکیں۔ مبارک ہیں وہ جو دن میں پانچ مرتبہ تجدید عہد کرتے ہیں۔

ایک انگریز محقق کا ایک مقالہ آج سے بہت سال پہلے کسی رسالے میں شائع ہوا تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ میں نے یہ جاننے کے لئے ساری دنیا کا سفر کیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنی جانے والی آواز کون سی ہے وہ مختلف ملکوں میں گیا اس نے موسیقی کی ان گنت سریں اور تانیں سنیں، لیکن اس نے اپنی تحقیق جاری رکھی۔ اس نے ملاقات کے وقت لوگوں کے سلام و کلام کو بھی سنا مگر اس میں یکسانیت نہ پائی اور کوئی بھی آواز اسے اپیل (Appeal) نہ کر سکی۔ جب اس کا سفر ختم ہوا اور اس نے اپنے سفر کے حتمی (Final) نتیجہ کا اعلان کیا تو وہ یہ تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنی جانے والی آواز اذان کی آواز ہے۔ یہی آواز دنیا میں کثرت سے بلند ہوتی اور دل کو کھینچتی ہے اور کوئی دوسری آواز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہمیں اس پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ پاک نے ہمیں ایسے دین کی سعادت بخشی ہے جس کا ایک شعار (اذان) ساری دنیا میں معروف ہے۔

کچھ عرصہ ہوا امریکی خلا باز نیل آرمسٹرانگ نے جس نے سب سے پہلے چاند پر قدم رکھا تھا، کراچی میں اپنے ایک بیان میں یہ انکشاف کیا تھا کہ چاند میں، میں نے اذان کی آواز سنی تھی۔ اس نے یہ الفاظ اس وقت کہے تھے جبکہ اس کے بیان کے دوران اذان کی آواز

Marfat.com

آئی اور وہ سنتا رہا پھر اذان ختم ہونے پر اس نے پوچھا کہ یہ کس قسم کی آواز تھی تو اسے بتایا گیا کہ یہ اذان کی آواز ہے جو مسلمان نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لئے دیتے ہیں اور جو اسلام کا ایک شعار ہے۔ اس وقت نیل آرمسٹرانگ نے بتایا کہ چاند میں قدم رکھنے کے بعد اس نے سب سے پہلے یہ آواز سنی تھی۔ اللہ پاک اس اسرار کی حقیقت جانتے ہیں۔

تباہ کن آوازیں جنہیں قوت سامعہ برداشت نہ کر سکی

آپ نے ہمیشہ ایٹمی آوازوں کا ذکر ہی سنا ہے اور اسی میں دلچسپی لی ہے مگر قرآن مجید میں ان آوازوں کا بھی ذکر ہے جن کی وجہ سے قومیں ہلاک ہوئیں اور جو عذاب الٰہی کا سبب بنیں۔ اس سلسلہ میں سورہ الشعراء کی آیات نمبر ۱۲۳ تا ۱۵۸ کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے ان آوازوں کے پس منظر اور ان کی حقیقت پر روشنی پڑے گی۔

عاد نے رسولوں کو جھٹلایا یاد کرو جبکہ ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا تھا۔ "کیا تم ڈرتے نہیں؟--- میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا ہے جو تم جانتے ہو تمہیں جانور دیئے، اولادیں دیں، باغ دیئے اور چشمے دیئے مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب یکساں ہے یہ باتیں تو یونہی ہوتی چلی آئی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں ہیں۔"

آخر کار انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

(اس قوم کے ہلاک ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ بڑے زور کی آندھی اٹھی جس میں ہوا

Marfat.com

کی تیز آوازیں شامل تھیں اور یہ طوفانی ہوا آٹھ دن اور سات راتوں تک مسلسل چلتی رہی جس نے ہر چیز کو تباہ کر دیا اور یہ طوفان اس وقت تھما جب اس ظالم قوم کا ایک ایک آدمی ختم ہو گیا اور ان کی بستیاں کھنڈر میں تبدیل ہو گئیں۔)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ یاد کرو جبکہ ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟۔۔۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ان سب چیزوں کے درمیان جو یہاں ہیں، بس یوں ہی اطمینان سے رہنے دیئے جاؤ گے۔ ان باغوں اور چشموں میں؟ ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے گوشے رس بھرے ہیں؟ تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ ان میں عمارتیں بناتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔

انہوں نے جواب دیا۔ "تو محض ایک سحرزدہ آدمی ہے تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے لا کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔"

صالح نے کہا۔ "یہ اونٹنی ہے ایک دن اس کے پانی پینے کا ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کا اس کو کبھی نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آلے گا۔"

مگر انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں اور آخر کار پچھتاتے رہ گئے۔ عذاب نے انہیں آلیا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ترا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔"

(اس قوم کی تباہی اس طرح ہوئی کہ جب انہوں نے اونٹنی کو مار دیا تو حضرت صالح نے فرمایا۔ اب تم تین دن تک اپنے گھروں میں مزے کر لو چنانچہ اس وقت کے بعد رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ایسا سخت زلزلہ آیا جس نے چشم زدن میں پوری قوم کو تباہ کر دیا۔ صبح کے وقت کچلی ہوئی لاشیں وہاں پڑی تھیں۔)

انسانی سماعت جو آوازیں سنتی ہے وہ اس قدر شدید نہیں ہوتیں کہ ان سے جگر پھٹ جائیں ہاں بعض آوازیں البتہ جو چیخ و چنگھاڑ کی صورت میں ہوتی ہیں وہ ڈراؤنی اور تکلیف دہ ضرور ہوتی ہیں مگر ان سے بھی انسان کا زہرہ گداز نہیں ہوتا۔ البتہ جن قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا یا ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر قوموں پر کڑک، دھماکے اور خوفناک آوازوں کا عذاب بھی آتا ہے جو اس قدر تیز و تند ہوتی ہیں کہ انسانی سماعت انہیں برداشت نہیں کر سکتی اور کانوں کے پردے اور جگر پھٹ جاتے ہیں۔ قیامت کے دن بھی صور اسرافیل سے اس قدر خوفناک اور تیز و تند آواز بلند ہو گی کہ بڑے بڑے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں پھیل جائیں گے اور اس کے بعد خوفناک دھماکے ہوں گے جن سے لوگوں کے قلب و جگر پھٹ جائیں گے۔ قیامت دنیا کے بدترین لوگوں پر آئے گی اس لئے وہ ایسے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ حضرت اسرافیل مختلف اوقات میں تین بار صور پھونکیں گے اور ہر بار نئے واقعات جنم لیں گے۔ ہم رعد کی آواز سنتے ہیں تو سہم کر رہ جاتے ہیں اور جب یہ خدائی دھماکے ہوں گے تو کیا عالم ہو گا۔

اللہ کی آواز

انسان نے اللہ پاک کی آواز یوم الست میں سنی تھی یا پھر قیامت کے روز حساب و کتاب کے وقت سنے گا لیکن آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک نے بلاواسطہ خطاب فرمایا اور حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاں معراج کی رات بلا کر خود گفتگو فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس دنیا میں گفتگو فرمائی جس کی کچھ تفصیل ہم ذیل میں قرآن مجید کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔ انسان کو اس بات کا مقدور حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ پاک سے گفتگو کر سکے۔ نہ ہی اس کی سماعت کا یہ حوصلہ اور مقدور ہے کہ اس دنیا میں کسی فرشتے یا خود اللہ پاک کی آواز سن سکے یا اسے برداشت کر سکے۔ انبیاء کرام سے بھی اللہ پاک نے فرشتے کے ذریعے گفتگو فرمائی تھی بالمشافہ گفتگو نہیں تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آپ کوہ طور کے دامن میں تھے۔)

(انہیں اس وقت کا قصہ سناؤ) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ

"مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے میں ابھی یا تو وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا

کوئی انگارہ چن لاتا ہوں تا کہ تم لوگ گرم ہو سکو۔"

وہاں جو پہنچا تو ندا آئی کہ "مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ماحول میں ہے پاک ہے اللہ سب جہان والوں کا پروردگار! اے موسیٰ یہ میں ہوں۔ اللہ زبردست اور دانا اور پھینک تو ذرا اپنی لاٹھی۔"

جونہی کہ موسیٰ نے دیکھا لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

"اے موسیٰ! ڈرو نہیں، میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے الا یہ کہ کسی نے قصور کیا ہو۔ پھر اگر برائی کے بعد اس نے بھلائی سے (اپنے فعل کو) بدل لیا تو میں معاف کرنے والا مہربان ہوں اور ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو ڈالو۔ چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے یہ (دو نشانیاں) نو نشانیوں میں سے ہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف (لے جانے کے لئے) وہ بڑے بدکردار لوگ ہیں۔"

(النمل ۷-۱۲)

پھر سورہ طٰہٰ کی آیات ۹ تا ۳۶ تک ارشاد ہے:

"اور تمہیں کچھ موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟--- جبکہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید کہ تمہارے لئے ایک آدھ انگارہ لے آؤں یا اس آگ پر مجھے (راستے کے متعلق) کوئی رہنمائی مل جائے۔

وہاں پہنچا تو پکارا گیا--- اے موسیٰ، میں ہی تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے تو وادی مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے، میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے۔ میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر متنفس اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے پس کوئی ایسا شخص جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے۔ تجھ کو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے ورنہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا اور اے موسیٰ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟--- موسیٰ نے جواب دیا، یہ میری لاٹھی ہے اس پر

Marfat.com

ٹیک لگا کر چلتا ہوں۔ اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی بہت سے کام ہیں جو اس سے لیتا ہوں--- فرمایا، پھینک دے اس کو موسیٰ!--- اس نے پھینک دیا اور یکایک وہ ایک سانپ تھی جو دوڑ رہا تھا۔ فرمایا، پکڑ لے اس کو اور ڈر نہیں ہم اسے ویسا ہی کر دیں گے جیسی یہ تھی اور ذرا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا۔ چمکتا ہوا نکلے گا۔ بغیر کسی تکلیف کے یہ دوسری نشانی ہے اس لئے کہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیاں دکھانے والے ہیں۔ اب تو فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہو گیا ہے--- موسیٰ نے عرض کیا، پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے۔ ہارون جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے تا کہ ہم خوب تیری پاکی بیان کریں اور خوب تیرا چرچا کریں تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگران رہا ہے--- فرمایا، "دیا گیا جو کچھ تو نے مانگا۔"

مفسر لکھتے ہیں کہ ندا ایک درخت سے آ رہی تھی اس سے جو صورت معاملہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ وادی کے کنارے ایک خطے میں آگ سی لگی ہوئی تھی مگر نہ کچھ جل رہا تھا نہ کوئی دھواں اٹھ رہا تھا اور اس آگ کے اندر ایک ہرا بھرا درخت کھڑا تھا جس پر سے یکایک یہ ندا آنی شروع ہوئی۔ یہ ایک عجیب معاملہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آتا رہا ہے۔ نبی ﷺ جب پہلی مرتبہ نبوت سے سرفراز کئے گئے تو غار حرا کی تنہائی میں یکایک ایک فرشتہ آیا اور اس نے اللہ کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی کہ ایک شخص سفر کرتا ہوا ایک جگہ ٹھہرا ہے دور سے آگ دیکھ کر پوچھنے یا انگارہ چننے کی غرض سے آتا ہے اور یکلخت اللہ رب العالمین کی ہر قیاس و گمان سے بالا ذات اس سے مخاطب ہو جاتی ہے۔ ان مواقع پر ضرور کوئی ایسی غیر معمولی کیفیت خارج میں بھی انبیاء علیہم السلام کے نفس میں بھی ہوتی ہو گی جس کی بنا پر انہیں اس امر کا یقین حاصل ہو جاتا ہو گا کہ یہ کسی جن یا شیطان یا خود ان کے اپنے ذہن کا کوئی کرشمہ نہیں ہے نہ ان کے حواس کوئی دھوکا کھا رہے ہیں بلکہ فی الواقع یہ خداوند عالم یا اس کا فرشتہ ہی ہے جو ان

Marfat.com

سے ہم کلام ہے۔

پہلی بار فرشتے کی آواز حضور اکرم ﷺ کی سماعت مبارک سے

کسی انسان کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ فرشتے کی آواز سن سکے کیونکہ جب وہ اسے دیکھ ہی نہیں سکتا تو اس کی آواز کیسے سنے گا۔ یہ شرف صرف انبیاء کرام کو حاصل ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھتے اور ان سے باتیں کرتے ہیں قرآن مجید میں جہاں انبیائے کرام اور فرشتوں کی ملاقات کا ذکر آتا ہے تو بتایا گیا ہے کہ فرشتے انسانی شکل میں انبیائے کرام کے پاس آتے تھے اور ان کی زبان میں گفتگو کرتے تھے یعنی انسانی زبان میں گفتگو ہوتی تھی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں سب سے پہلے جب اور جہاں فرشتے سے ملاقات ہوئی وہ غار حرا تھا جہاں آپ عبادت میں محو تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی--- ذیل میں ہم اپنی کتاب "حضرت محمد ﷺ ولادت سے نزول وحی تک" کے چند اقتباسات اس سلسلے میں وضاحت کے لئے درج کرتے ہیں کہ فرشتے کی زبانی آپ ﷺ نے کیا سنا۔

آج نو ربیع الاول دوشنبہ (۱۲ فروری ۶۱۰ء) ہے۔ محمد ﷺ اپنی عمر کے انتالیس سال تین ماہ اور سولہ دن گزار چکے ہیں اور رات کی تاریکی میں اس وقت غار حرا میں محو تحنث ہیں۔ جذب کی سی کیفیت طاری ہے یکایک غار تیز روشنی اور سرسراہٹ سے منور و معمور ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ چونک اٹھتے ہیں۔ سامنے فرشتہ موجود ہے۔ آپ ﷺ اسے اپنے سامنے یوں یکایک دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور فرشتہ کہتا ہے:

"محمد ﷺ بشارت قبول فرمایئے۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔"

اللہ جل شانہ کا مقرب ترین فرشتہ اس کے محبوب ترین بندے کو بشارت دے کر غائب ہو گیا۔ یہی وہ مژدۂ جانفزا تھا جس کے انتظار میں ارض و سما کا ذرہ ذرہ ازل سے اب تک بے تاب تھا۔

فرشتے کی اس غیر متوقع آمد اور ذمہ داری کے احساس نے آپ ﷺ کو اضطراب میں ڈال دیا اور آپ ﷺ نے گھر آتے ہی اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

سے فرمایا:

"زملونی زملونی" (مجھے اوڑھادو، مجھے اوڑھادو)

انہوں نے کمبل آپ ﷺ کو اوڑھادیا اور جب آپ ﷺ کی طبیعت سنبھلی تو یہ سارا واقعہ اپنی زوجہ مطہرہ کو بتایا۔ انہوںؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا:

"ہرگز نہیں، خدا کی قسم! خدا آپ ﷺ کو اندوہ گیں نہ کرے گا۔ آپ ﷺ عزیزوں اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ ناتوانوں، بیکسوں اور غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا انہیں دیتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں، مصائب میں حق کے معاون و مددگار ہیں، آپ صادق القول ہیں۔"

اس کے بعد آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو انجیل، زبور اور توریت کے عالم تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی واردات سن کر کہا:

"یہ وہی ناموس اکبر ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں قوی جوان ہوتا۔"

دوسری بار فرشتے کی آواز

آج ۱۸ رمضان (۱۷ اگست ۶۱۰ء) جمعہ کی شب ہے۔ اللہ جل شانہ کے محبوب ترین بندے اور انسانیت کے عظیم ترین محسن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حرا میں سربسجود ہیں۔ اتنے میں سرسراہٹ سی ہوئی۔ آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے جبریل امین کو موجود پایا۔ وہی جبریل امین جو خالق اکبر کے فرستادہ ہیں جن کا انتظار کرتے کرتے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ آج انہیں اپنے سامنے یوں دفعتاً دیکھ کر آپ ﷺ نے کیا محسوس کیا ہوگا، اس کا ادراک کسی بشر کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں اتنا تو معلوم ہے کہ ادھر نامہ بر کہہ رہا تھا، اقراء اور ادھر آپ ﷺ اس کے جواب میں فرما رہے تھے۔ ما انا بقاری (یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) اس لئے جبریل امین نے آپ ﷺ کو تین بار اپنی آغوش میں لے کر زور سے بھینچا اور پھر اقراء (پڑھ) کہہ کر اللہ جل شانہ کا پیغام پڑھا دیا۔ فرشتےؑ کی زبانی آپ ﷺ کی سماعت تک پہنچنے والے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:

Marfat.com

(ترجمہ) "''پڑھو، (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

(العلق ۱-۵)

یہ فرشتے کی دوسری آواز تھی جو آپ ﷺ نے سنی اور پھر اس کے بعد تو یہ سلسلہ تقریباً ۲۳ سال تک چلتا رہا۔ آپ ﷺ اس فرشتے (جبریل امین) کے علاوہ دوسرے فرشتوں کی آوازیں بھی سنتے تھے۔ جبریل امین اکثر حضور اکرم ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت جبریل امین کو ان کی اپنی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا تھا۔ پہلی بار تو آپ ﷺ مکہ میں تھے جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ جبریل امین زمین اور آسمان کے درمیان کی ساری فضا میں کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے اتنے بڑے جسم کو دیکھ کر آپ ﷺ پر گھبراہٹ سی طاری ہو گئی اور گھر واپس آکر آپ لحاف یا کمبل اوڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے لیٹ رہے اور دوسری بار آپ ﷺ نے انہیں معراج کی رات میں دیکھا تھا۔ باقی مواقع پر وہ انسانی صورت میں ہی آتے رہے تھے۔

کعبہ مکرمہ میں پہلی بار اذان کی آواز

حضرت ابراہیم علیہ السلام --- معمار کعبہ --- کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بہت عرصے بعد کعبہ توحید کا مرکز رہنے کی بجائے شرک کی آماجگاہ بن گیا تھا کیونکہ مشرکوں کا اس پر غلبہ تھا اور وہی متولی اور خادم تھے حتیٰ کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کے وقت کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے اور ہر قسم کی بت پرستی اور شرک کا دور دورہ تھا۔

۲۵ رمضان ۸ ہجری (۱۱ فروری ۶۳۰ء) جمعہ کے مبارک دن حضور اکرم ﷺ فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جہاں سے آپ ﷺ ۸ سال پہلے کفار کے ہاتھوں تنگ آکر ہجرت کر گئے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے غلام عامرؓ

بن فہیرہ اور راستہ دکھانے والا عبداللہ بن اریقط (کافر) تھا، لیکن آج مکہ میں آپ ﷺ اس شان سے داخل ہوئے کہ دس ہزار قدوسیوں کا لشکر آپ ﷺ کے جلو میں تھے۔

آپ ﷺ نے حرم کعبہ میں داخل ہو کر فرمایا:

"عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ کو بلاؤ۔"

عثمان حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔ (کعبہ کی چابی لاؤ۔"

عثمان نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کعبہ مکرمہ کا دروازہ کھول دیا حالانکہ انہوں نے آج سے کئی سال پہلے (جبکہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) چابی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے چابی انہیں واپس کرتے ہوئے فرمایا۔ "عثمان یہ چابی اب قیامت تک تمہارے خاندان میں رہے گی اور سوائے ظالم کے کوئی شخص اسے تم سے نہیں چھین سکے گا۔"

(آج بھی خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمانؓ بن طلحہ کے خاندان کے پاس ہی ہے اور ان کا یہ منصب نسل در نسل چلتا آ رہا ہے۔)

حضور ﷺ نے خانہ کعبہ کے بت گرا دیئے۔ دیواروں کو تصویروں سے صاف کر دیا۔ پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت بلالؓ بن رباح اور عثمانؓ بن طلحہ بھی موجود تھے۔ جب خانہ کعبہ کی تطہیر ہو چکی تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔

جس وقت حضرت بلالؓ کی آواز بطحائے مکہ میں گونجی اور اشہد ان لا الہ الا اللہ کے الفاظ ان کے منہ سے نکل کر کفار کی سماعت سے ٹکرائے تو ان کے دل رنج والم سے بھر گئے اور ان میں سے بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شکر ہے میرا باپ پہلے ہی مر گیا تھا ورنہ یہ الفاظ سننے کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اذان کے بعد آپ ﷺ نے وہاں نفل پڑھے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا کے بعد دعا کی۔

مکہ مکرمہ میں دی جانے والی یہ پہلی اذان تھی اور حضرت بلالؓ خانہ کعبہ کے پہلے موذن تھے۔ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت بلالؓ اذان دینے کے لئے خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوئے تو اس وقت بہت سے مشرکین کے سردار بھی صحن کعبہ میں موجود تھے۔ ان میں سے بعض نے حارث بن ہشام کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم دیکھتے ہو کہ یہ غلام کہاں کھڑا ہے؟" مگر اس نے حکمت عملی سے کام لیا اور یہ کہہ کر اپنا پیچھا چھڑایا کہ ان باتوں

Marfat.com

کو چھوڑ دو۔ اگر کعبہ کے مالک کو یہ بات ناپسند ہوگی تو وہ خود ہی اس کا سدباب کرے گا۔

سماعت کو مسحور کر دیا

ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے جبکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کسی کام سے باہر تشریف لے جاچکی تھیں۔ جب ان کی واپسی میں غیر معمولی تاخیر ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کو پریشانی سی لاحق ہوئی اور آپ ﷺ نے چاہا کہ باہر جاکر معلومات حاصل کریں لیکن اسی اثنا میں ام المومنین تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا۔ "عائشہ! تم نے بہت دیر کر دی۔"

ام المومنین نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ میں واپس آرہی تھی کہ راستے میں ایک قاری کی تلاوت قرآن کی آواز میرے کانوں میں پڑی، اس آواز میں کچھ ایسا سوز اور ایسی تاثیر تھی کہ میں اس میں کھو گئی اور وہاں کھڑے ہو کر سننے پر مجبور ہو گئی۔"

اس پر رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ "تم نے اس قاری کو کس حال میں چھوڑا؟"

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ وہ میرے آنے تک تلاوت میں مشغول تھے۔"

حضور ﷺ فرط اشتیاق سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی طرف تشریف لے گئے جہاں قاری تلاوت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا لوگ فی الواقع اس قاری کے حسن قرات سے ٹھٹھک کر رہ گئے تھے اور ان پر محویت کا عالم طاری تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کا رخ انور فرط مسرت سے جگمگا اٹھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعل فی امتی مثلک

"ساری تعریف اس اللہ پاک کے لئے ہے جس نے میری امت میں تمہارے جیسے شخص کو پیدا کیا۔"

یہ قاری حضرت ابو حذیفہؓ کے غلام حضرت ابو عبداللہ بن سالمؓ تھے۔

سچا کان

شعبان ۶ ہجری میں حضور اکرم ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ بنو مصطلق کے چشمے مرسیع کے پاس پہنچے کیونکہ ان کا سردار حارث بن ضرار مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا چونکہ اسلامی لشکر کی یہ آمد غیر متوقع، خفیہ اور فوری تھی اس لئے یہ مفسدین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور دس آدمی کٹوا کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اس فتح کے بعد آپ ﷺ نے اس چشمے کے متصل ایک بستی میں چند روز قیام فرمایا۔

اسی قیام کے دوران ایک روز ایک مہاجر جہجاہؓ بن سعود غفاری اور ایک انصاری حضرت سنانؓ بن وبراء الجہنی آپس میں پانی کے حصول پر لڑ پڑے اور دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو مدد کے لئے پکارا۔ اس طرح انصار اور مہاجر کے درمیان لڑائی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس شور شرابے کی آواز جب آپ ﷺ کے سمع مبارک تک پہنچی تو آپ ﷺ خیمے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ "یہ جاہلیت کی دہائی کیسی، تم لوگ کہاں اور جاہلیت کی دہائی کیسی؟۔۔۔ اسے چھوڑو یہ بری چیز ہے۔"

آپ ﷺ کے ارشاد پر معاملہ دب گیا اور ان میں صلح ہو گئی لیکن عبداللہ بن ابی نے جو منافقوں کا سردار تھا اور غنیمت کے لالچ میں اس لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ اپنے ساتھیوں کو بلایا اور علیحدگی میں کہا:

"یہ ہمارے علاقے میں آکر اب ہمارے ہی حریف اور مدمقابل ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم ہماری اور ان کی حالت پر تو وہی مثل صادق آتی ہے جو پہلوں نے کہی ہے کہ اپنے کتے کو پال پوس کر موٹا تازہ کرو تاکہ وہ تمہیں کو پھاڑ کھائے۔ سنو، خدا کی قسم اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہم میں کا معزز ترین آدمی ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا۔"

پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر بولا:

"یہ مصیبت تم نے خود مول لی ہے تم نے انہیں اپنے شہر میں اتارا اور اپنے اموال بانٹ دیئے۔ دیکھو تمہارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اگر اسے دینا بند کر دو تو یہ تمہارا شہر چھوڑ کر کہیں اور چلتے بنیں گے۔"

اس وقت مجلس میں ایک نوجوان صحابی حضرت زیدؓ بن ارقم بھی موجود تھے۔ انہوں

Marfat.com

نے آکر اپنے چچا کو پوری بات بتادی۔ ان کے چچا نے اس بات کی اطلاع حضور اکرم ﷺ کو دی۔ اس وقت حضرت عمرؓ بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عباد بن بشر سے کہئے کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "عمر یہ کیسے مناسب رہے گا لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے، نہیں بلکہ تم کوچ کا اعلان کر دو۔" یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ ﷺ کوچ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ لوگ چل پڑے تو حضرت اسید بن حضیرؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے عرض کیا کہ "آج آپ ﷺ نے بے وقت کوچ فرمایا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تمہارے صاحب (یعنی عبداللہ بن ابی) نے جو کچھ کہا ہے تمہیں اس کی خبر نہیں ہوئی؟" انہوں نے دریافت کیا کہ "اس نے کیا کہا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس کا خیال ہے کہ اگر وہ مدینہ واپس ہوا تو معزز ترین آدمی ذلیل ترین آدمی کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔" انہوں نے کہا۔ "یا رسول اللہ ﷺ آپ اگر چاہیں تو اسے ہی مدینے سے نکال باہر کریں۔ خدا کی قسم وہ ذلیل ہے اور آپ ﷺ باعزت ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول اس کے ساتھ نرمی برتئے کیونکہ بخدا، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہمارے پاس اس وقت لے آیا جب اس کی قوم اس کی تاجپوشی کے لئے مونگوں کا تاج تیار کر رہی تھی۔ اس لئے اب وہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے اس کی بادشاہت چھین لی ہے۔"

پھر آپ ﷺ شام تک پورا دن اور صبح تک پوری رات چلتے رہے بلکہ اگلے دن کے ابتدائی اوقات میں اتنی دیر تک سفر جاری رکھا کہ دھوپ سے تکلیف ہونے لگی۔ اس کے بعد اتر کر پڑاؤ کیا تو لوگ زمین پر جسم رکھتے ہی گہری نیند میں سو گئے۔ آپ ﷺ کا مقصد بھی یہی تھا کہ لوگوں کو سکون سے بیٹھ کر گپ لڑانے کا موقع نہ ملے۔

ادھر عبداللہ کو جب پتہ چلا کہ زیدؓ بن ارقم نے اس کا راز کھول دیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس نے جو بات آپ ﷺ کو بتائی ہے وہ بات میں نے نہیں کہی ہے اور نہ اسے زبان پر لایا ہوں۔ اس وقت وہاں انصار کے جو لوگ موجود تھے، انہوں نے بھی کہا یا رسول اللہ ابھی وہ (زیدؓ بن ارقم) لڑکا ہے، ممکن ہے اسے وہم ہو گیا ہو اور اس شخص نے جو کچھ کہا تھا اسے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رکھ سکا ہو۔ اس لئے آپ ﷺ نے ابن ابی کی بات سچ مان لی۔

حضرت زیدؓ بن ارقم کا بیان ہے کہ اس پر مجھے ایسا غم لاحق ہوا کہ اس سے پہلے میں کبھی ویسے غم سے دوچار نہیں ہوا تھا۔ میں اس صدمے سے اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین نازل فرمائی جس میں دونوں باتیں مذکور تھیں:

۱۔ "یہ منافقین وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ چلتے بنیں۔" (۲۸-۷)

۲۔ "یہ منافقین کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو اس سے عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔" (۲۸-۸)

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ آئتیں پڑھ کر فرمایا۔ "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی۔" (بخاری)

بعض مستند روایات میں آتا ہے کہ جب سورہ منافقین نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس نوجوان کو بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورہ منافقون کی آئتیں پڑھیں اور پڑھتے ہوئے ان کا کان پکڑ کر فرمایا:

"لڑکے کا کان سچا تھا، اللہ نے خود اس کی تصدیق فرما دی۔"

سماعت اور آخرت

قرآن مجید میں سورۂ ق کی آیات ۴۱ تا ۴۲ میں ارشاد ہے:

(ترجمہ) "اور سنو، جس دن منادی کرنے والا (ہر شخص کے) قریب ہی سے پکارے گا جس دن سب لوگ آوازۂ حشر کو ٹھیک ٹھیک سن رہے ہوں گے وہ زمین سے مردوں کے نکلنے کا دن ہو گا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جہاں مرا پڑا ہو گا وہیں خدا کے منادی کی آواز اس کو پہنچے گی کہ اٹھو اب وقت آگیا ہے اور اپنے رب کی طرف چلو، اب حساب کا وقت آگیا ہے۔ یہ آواز اس طرح سنائی دے گی کہ روئے زمین کے چپے چپے پر جو شخص بھی زندہ ہو کر اٹھے گا وہ یہی محسوس کرے گا کہ پکارنے والا یہاں کہیں قریب سے اسے پکار رہا ہے۔ اس طرح ایک ہی وقت میں سارے کرۂ ارض پر یہ آواز ہر جگہ یکساں طور پر سنی جائے گی اور ہر انسان کی سماعت بحال ہو گی یعنی اس دن کوئی بہرہ نہ ہو گا بلکہ یہ آواز سنے گا۔

سماعت اور حیا

حضرت حاتم اصم ایک بزرگ گزرے ہیں- ایک دفعہ کوئی عورت ان کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی اتفاق سے عورت کی ریح زوردار آواز سے نکل گئی- جس سے وہ شرمندہ ہوگئی- عورت کی شرمندگی کو دیکھ کر آپ نے اس مخاطب ہوکر فرمایا- "تم نے جو کچھ پوچھا ہے اونچی آواز سے کہو کیونکہ میں بہرہ ہوں (حالانکہ آپ بہرہ نہیں تھے) اور میں نے تمہاری بات نہیں سنی- یہ سن کر عورت کی شرمندگی جاتی رہی لیکن اس کی خاطر آپ اس وقت تک بہرے بنے رہے جب تک اس کا انتقال نہ ہوگیا تاکہ وہ نادم نہ ہو-

سماع اور قریشی صاحب

حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ ضلع مظفرگڑھ کے قصبہ مسکین پور کے رہنے والے تھے اور نقشبندی سلسلے کے بزرگ تھے- ایک بار اپنی مجلس میں ایک بے ریش لڑکے سے نعت سن رہے تھے- حاضرین بہت متاثر تھے بعض پر رقت طاری ہو چکی تھی- یکایک آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اس لڑکے سے فرمایا- "تم نعت پڑھنا بند کر دو اور ابھی میری مجلس سے چلے جاؤ-" جب وہ چلا گیا تو مریدوں نے عرض کیا- "حضرت اس میں کیا مصلحت تھی-" فرمایا- "ابھی ابھی نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تھے اور فرمایا تھا فضل علی تم بے ریش سے نعت سن رہے ہو-" اس کے بعد آپ نے کبھی کسی بے ریش سے نعت نہیں سنی اور نہ کسی بے ریش کو اجازت تھی کہ آپ کی مجلس میں نعت پڑھنے کی جسارت کرے-

سماع

سماع کی آواز سماعت کی دعوت دیتی ہے کیونکہ اس میں شیرینی ہوتی ہے- ہم یہاں سماع سے مراد گانا لیتے ہیں اور شرعی نکتہ نظر سے اس کے حرام و حلال ہونے پر بحث کرتے ہیں کیونکہ قوت سامعہ کا غلط خرچ کرنا (Mis-use) دنیا اور آخرت کی رسوائی کا باعث

Marfat.com

ہے۔ دنیا میں عشق بازی کا فتنہ پھیلتا ہے اور آخرت میں فواحشات کی سزا ملتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علم کا سب سے وسیع اور مؤثر ذریعہ "سماع" (سننا) ہی ہے یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کان کو آنکھ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی سن کر ہی ایمان لاتا ہے اور اصولوں کی اطاعت بھی اس پر ان کی دعوت سے روشناس ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے اور روشناسی کا ذریعہ بھی سماعت ہی ہے۔

ایسا گانا جس میں کسی عورت یا نو عمر لڑکے کے خدوخال، بالوں، آنکھوں اور پوشیدہ اعضائے جسم کی تعریف و توصیف کی گئی ہو، ممنوع ہے۔ اسی طرح ایسے گانوں کی بھی ممانعت ہے جس میں شراب نوشی کی رغبت دلائی گئی ہو یا ضیاع اوقات کا سبب ہو اور امور واجب کی ادائیگی میں حارج ہو لیکن اگر گانے میں کوئی ایسی برائی نہ ہو تو روا ہے۔ مناظر قدرت ہوں، جنگوں کی روداد ہو، حمد و ثنا ہو، نعت و ذکر ہو تو ان کے گانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات ثواب کا باعث ہو جاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ مزامیر (آلات موسیقی) نہ ہوں۔

اسی طرح ایسا کھیل تماشا جس میں گندی اور جھوٹی باتیں ہوں یا عورت کے اعضائے بدن کی نمائش ہو جنہیں دکھانا شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے یا لوگوں کے ساتھ تمسخر ہو اور نامحرم مردوں کے سامنے عورت کا رقص ہو، یہ سب باتیں حرام ہیں۔ اگر ولیمے میں یہ باتیں موجود ہوں تو ایسے ولیمے کا قبول کرنا یا اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ حنفی مسلک میں ناجائز گانا وہ ہے جس میں ناجائز اور حیا سوز مضامین ہوں اور شراب پینے کی ترغیب ہو یا میکدوں کی تعریف ہو یا کسی مسلم یا غیر مسلم شہری کی برائی بیان کی گئی ہو، لیکن اگر ایسے گانے سے مراد کسی کلام کی سند پیش کرنا یا اظہار فصاحت و بلاغت مقصود ہو تو حرام نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر گانا جمالیات کے موضوع پر ہو، خیابانوں، مرغزاروں، چشموں، پہاڑوں اور بادلوں کی منظر کشی ہو تو ایسے گانوں کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ناجائز آوازیں

عورتوں کے لئے قرآن مجید میں حکم ہے:

"وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا

رکھی ہو، اس کا علم لوگوں کو ہو جائے۔"

علمائے کرام سید الانبیاء ﷺ کے اس حکم کو نہ صرف زیوروں کی جھنکار تک محدود رکھتے ہیں (یعنی زیوروں کی آواز بھی نہ سنی جائے) بلکہ انہوں نے اس سے یہ اصول اخذ فرمایا ہے کہ نگاہ کے سوا مشتعل کرنے والی دوسری چیزوں سے بھی عورتوں کو اظہار زینت سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے اس بات کو بھی ناپسند فرمایا ہے کہ عورتیں بلاضرورت اپنی آواز مردوں کو سنائیں۔ ضرورت پڑنے پر بات کرنے کی اجازت تو خود قرآن پاک میں دی گئی ہے اور لوگوں کو دینی مسائل خود نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات بتایا کرتی تھیں، لیکن جہاں اس کی نہ ضرورت ہو اور نہ کوئی دینی یا اخلاقی فائدہ ہو وہاں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا کہ عورتیں اپنی آواز غیر مردوں کو سنائیں چنانچہ نماز میں اگر امام بھول جائے تو مردوں کو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہیں مگر عورتوں کو ہدایت ہے کہ اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کریں۔

آواز کا جادو

کسی فارسی شاعر نے یہ شعر لکھ کر کتنی بڑی حقیقت کا اعتراف کیا ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

(عشق تنہا دیدار سے ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات یہ گفتار (آواز) سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔)

آواز میں جادو ہے یہ سماعت کی راہ سے دماغ تک پہنچتی ہے اور دماغ اس کا تجزیہ (Analysis) کرتا اور عمل کی راہ متعین کرتا ہے۔ اسی واسطے کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے:

جوگی اتر پہاڑوں آیا چرخے دی گھوک سن کے

(جوگی پہاڑ سے اتر آیا جب اس نے چرخے کی آواز سنی)

گھوک کے معنی تو صرف پنجابی حضرات ہی جانتے ہیں اسی لئے وہی اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ دوسرے حضرات کے لئے اس کے معنی آواز کے ہیں۔ اس کے پس پردہ واقعہ یہ ہے کہ ایک جوگی کسی پہاڑ پر رہتا تھا اور تپسیا (عبادت) کیا کرتا تھا۔ اسے دنیا کے دھندوں سے

کوئی سروکار نہ تھا۔ پہاڑ کے دامن میں کسی کا گھر تھا۔ ایک روز ان کے ہاں کوئی مہمان عورت آئی اور اس نے دوسرے دن چرخا کاتنا شروع کر دیا۔ جب چرخا کاتنے کی آواز جوگی کے کان میں پڑی تو اس نے اندازہ کر لیا کہ چرخا کاتنے والی صحت مند اور مضبوط عورت ہے تب ہی اتنے زور سے چرخا چلا رہی ہے۔ مضبوطی اور صحت مندی کے ساتھ ساتھ اس کے حسین و جمیل ہونے کا تصور بھی جوگی کے دماغ میں ابھر آیا اور وہ اس عورت کو دیکھنے اور اس سے رابطہ قائم کرنے کے لئے بے تاب ہو کر پہاڑ سے نیچے اتر آیا اور اس دروازے پر دستک دی۔ پھر کیا ہوا یہ قاری کی اپنی سوچ سمجھ پر ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آواز بے شک دل کو کھینچتی اور حواس پر جادو کر دیتی ہے اور اس کے زیر اثر جنسی جذبات کروٹیں لینے لگتے ہیں۔

سب سے زیادہ آوازیں سننے والے

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا، وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے، اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔

اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو حضور ﷺ تک امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہی ہے کہ حضور ﷺ تک امت کا سلام پہنچاتا رہے اور یہ فرشتے جو سیاحین (گھومنے پھرنے والے) ہیں، ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود ملتا ہے، اس کو حضور اقدس ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔

چیونٹی کی آواز سننے والا

آج تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ چیونٹی کی آواز بھی سن سکتا ہے لیکن قرآن مجید میں اللہ پاک نے اپنے ایک پیارے بندے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ چیونٹی کی

Marfat.com

آوازیں سنا کرتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ تمام پرندوں کی آوازیں بھی سنتا اور سمجھتا تھا اور ان سے باتیں کرتا تھا۔ ان کا اسم گرامی حضرت سلیمان علیہ السلام تھا اور وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے۔ ہم ذیل میں قرآن مجید کی ان آیات کا ترجمہ درج کرتے ہیں جن میں ان باتوں کا ذکر ہے:

اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا اور اس نے کہا۔ "لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔ بے شک یہ (اللہ کا) نمایاں فضل ہے۔"

سلیمان کے لئے جن اور انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے اور پورے ضبط میں رکھے جاتے تھے۔

(ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ کوچ کر رہا تھا) یہاں تک کہ جب یہ سب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا۔ "اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔"

سلیمان اس کی بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور بولا۔ "اے میرے رب مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔"

(ایک اور موقع پر) سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا۔ "کیا بات ہے کہ میں فلاں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟--- میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنی ہو گی۔"

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس (ہدہد) نے آکر کہا۔ "میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سروسامان بخشا گیا ہے اور اس عورت کا تخت بڑا عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔"

(النمل ۱۶-۲۴)

Marfat.com

کان کھینچنے والے

یوں تو ہر بڑا اپنے سے چھوٹے کے کان ہی کھینچتا ہے مگر والدین اور اساتذہ تو اپنا غصہ صرف کانوں پر نکالتے ہیں۔ اساتذہ کا اپنے طلبا کے کان کھینچنا تو سمجھ میں آتا ہے یعنی ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کان کھینچنے سے کان کا سوراخ بڑا ہو جائے گا اور آواز آسانی اور جلدی سے دماغ تک پہنچ جائے گی۔ اس طرح رفتہ رفتہ طالب علم اپنی جماعت میں "ہوشیار" ہو جائے گا لیکن والدین کے کان کھینچنے کی تک ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔

پرانے زمانے کی کہانیوں میں سے ایک مشہور کہانی ہے کہ ایک بچہ ایک دن اسکول سے سلیٹی پنسل چرا کر گھر لے آیا لیکن اس کی ماں نے اس کا کان نہ کھینچا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آہستہ آہستہ چیزیں چرا کر گھر لاتا اور ماں انہیں سنبھالتی رہتی۔ پھر بچے نے پڑھنا چھوڑ دیا اور چوریاں کرنے لگا۔ آخر "ترقی" کرتے کرتے ڈاکو بن گیا۔ اغواء، ڈاکہ، قتل و غارت گری اور دہشت پسندی میں نام پیدا کیا۔ پھر ایک دن گرفتار ہو گیا۔ پولیس نے چالان کر دیا اور عدالت نے پھانسی کی سزا دے دی۔ جب اسے پھانسی کے تختے پر چڑھایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ اپنی آخری خواہش بتائے تو اس نے کہا میں اپنی ماں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی ماں کو اس کے پاس جانے کی اجازت دی گئی تو اس نے کہا اماں اپنا کان میرے منہ کے بالکل قریب کرو۔ ماں نے اپنا کان اس کے منہ کے قریب کر دیا شاید کوئی بہت خفیہ بات کہنا چاہتا ہے لیکن اس نے اپنی ماں کے کان کو اپنے دانتوں سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا۔ ماں چیختی چلاتی بد دعائیں دیتی پیچھے ہٹ گئی۔ لوگوں نے بھی اسے لعنت ملامت کی کہ کم بخت مرتے وقت یہ ظلم۔ اس نے کہا جب میں پہلے دن چوری کر کے سلیٹی پنسل لایا تھا۔ اگر ماں میرا کان کھینچتی تو آج نہ میں تختہ دار پر ہوتا نہ یہ اپنا کان کٹواتی۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جہاں موقع ملے کان ضرور کھینچنا چاہئے کیونکہ کان کی راہ سے گزرنے والی وعظ و نصیحت دماغ پر اتنا اثر نہیں ڈالتی جتنا کان کھینچنا بہترین نتیجہ پیدا کر سکتا ہے مگر یہ کام بھی گربہ کشتن روز اول کی طرح کرنا چاہئے۔

سب سے زیادہ مکروہ اور بری آواز

انسانی سماعت سے ہر طرح کی آوازیں ٹکراتی ہیں۔ ان میں بہت میٹھی اور مسحور کن بھی ہیں اور بہت زیادہ کرخت اور ناگوار آوازیں بھی ہیں لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ خود خالق اکبر نے جس آواز کو بری آواز فرمایا ہے وہ یقیناً بری ہوگی اور تجربہ یہ ثابت کرتا ہے کہ واقعی وہ بری آواز ہے۔ ہم ہر روز اس کی آواز سنتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے ناپسندیدگی کا غلبہ ہمیں کچلتا رہتا ہے۔ اللہ پاک نے اس آواز کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا ہے:

واقصد فی مشیک وغضض من صوتک

ان انکر الا صوات لصوت الحمیر

"اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔) (لقمان ۱۹)

بری آواز کے ساتھ ساتھ انسانی سماعت پر ہتھوڑے کی طرح لگنے والی چیز گالیوں اور فحش باتوں کا زہر ہے جس کا آپ کو بھی تجربہ ہو گا۔ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ جاہل، ان پڑھ، دیہاتی، پس ماندہ لوگ اور حسن گفتگو سے محروم انسان ایک دوسرے کو خوب گالیاں دیتے ہیں اور اس قدر فحش گوئی سے کام لیتے ہیں کہ کان اس کے سننے کی تاب نہیں لاتے۔ دل چاہتا ہے اس مجلس سے فوراً چلے جائیں اور ایسی آوازیں دوبارہ نہ سنیں لیکن اس دنیا میں رہتے ہوئے اس قسم کی گفتگو نہ چاہتے ہوئے بھی اکثر راہ چلتے سماعت سے ٹکراتی ہے اور سخت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت کا ذکر کیا ہے جس کا تعلق ہماری سماعت سے ہے اور وہ ہے پاکیزہ گفتگو۔ وہاں کوئی لچر یا فضول اور فحش گفتگو سننے میں نہ آئے گی۔ تیسویں پارے کی پہلی سورۃ (سورہ النبا) کی آیت ہے:

لا یسمعون فیہا لغوو لا کذبا

"وہاں کوئی لغو یا جھوٹ بات نہ سنیں گے۔"

اس کا لطف تو وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ شستہ اور ثقہ گفتگو سنی ہے۔ اسلام نے تو یہ بھی برداشت نہیں کیا ہے کہ عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی چلا کریں جس سے ان کی چھپی ہوئی زینت کا لوگوں کو علم ہو جائے۔

سماعت پر جادو کرنے والا

وہ کون ہے جس نے سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی نہیں سنا۔ وہ برصغیر ہندو پاکستان کے سب سے بڑے مقرر تھے اور بلامبالغہ ان کی تقریر سننے والوں پر سحر طاری کر دیتی تھی۔ لوگ عشاء کی نماز سے فجر کی اذان تک بلامبالغہ بغیر کسی آرام کے ان کی تقریر سنا کرتے تھے۔ وہ انگریز حکومت کے خلاف اور مرزا قادیانی کے خلاف تقریریں کرتے تھے۔ ان کی آواز میں جادو تھا۔ کلکتہ جیل میں ایک بار آپ آدھی رات کو سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے کہ جیل کا ہندو سپرنٹنڈنٹ ان کے پیچھے کھڑا ہو کر آہیں بھر رہا تھا۔ آپ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا کہ آپ کی آواز میرے کان میں پڑی اور میں کوشش کے باوجود سو نہ سکا پھر کوئی غیبی طاقت مجھے وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آئی۔ میں آپ کی اس تلاوت کا مطلب نہیں سمجھتا لیکن خدا کی قسم اس پرسوز آواز نے میرے قلب و جگر پر قبضہ کر لیا ہے۔ خدا کے واسطے آپ اسے بند کر دیں ورنہ میرا قلب پھٹ جائے گا۔ آپ نے اس کی اس درخواست پر تلاوت بند کر دی اور وہ دیر تک بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ آپ کی قرآن خوانی کی آواز سن کر بہت سے سکھ اور ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ کی آواز کی تاثیر کا کیا کہنا ہر کسی کی سماعت کو اس بات کا اشتیاق رہتا تھا کہ آپ تلاوت یا تقریر کرتے رہیں اور ہم سنتے جائیں۔ راقم نے ان کی ایک تقریر اس وقت سنی تھی جبکہ راقم ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ یہ تقریر قادیان سے ڈھائی میل دور ایک گاؤں ٹھیکری والے میں ہوئی تھی۔ راقم کو ان کی زبان سے ادا ہونے والے دو شعر اب تک یاد ہیں۔

اگر غفلت سے باز آیا، جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

OO

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

شاہ صاحب کے بعد دوسرے بڑے مقرر نواب محسن الملک حیدر آبادی تھے۔

Marfat.com

سرگوشی

یہ بھی گفتگو کی ایک قسم ہے لیکن عموماً اس کے پیچھے غیبت یا چغلی کے بول ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"لوگو کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز بدکار پر اترا کرتے ہیں جو سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔"

(الشعراء ۲۲۱۔ ۲۲۳)

لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر و بیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ و خیرات کی تلقین کرے یا کسی نیک کام کے لئے یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کرنے کے لئے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے۔ اگر سماعت میں ایسی باتیں آئیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہو یا شعائر اسلام کی توہین کی جارہی ہو یا بری باتیں پھیلائی جارہی ہوں اور آپ انہیں روک نہ سکتے ہوں تو فوراً وہاں سے اٹھ کر چلے جانا چاہئے کیونکہ اللہ پاک کا حکم ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں اس کتاب میں پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کہا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔ اب اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو۔"

(النساء ۱۴۰)

عام طور پر سرگوشی چغلی یا غیبت کے لئے کی جاتی ہے حالانکہ یہ دونوں اخلاقی برائیاں بہت سخت گناہ ہیں۔ لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ غیبت اور چغلی نہ کرو لیکن چونکہ ان پر اثر نہیں ہوتا اس لئے اس سننے میں اور مویشی کے سننے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی بات کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا ہے:

"یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔"

(الانفال ۲۲)

Marfat.com

ایسا سننا جس کے پیچھے سمجھ نہ ہو

اللہ پاک نے حضور نبی اکرم ﷺ سے ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے جو آپ ﷺ کی طرف دیکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی بات بھی سنا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی باتیں ان کے کانوں کی راہ سے دماغ تک بھی پہنچا کرتی تھیں لیکن دماغ (عقل) انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیتا تھا۔ وہ بس کورے کے کورے ہی رہ جایا کرتے تھے۔

"ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو تیری باتیں سنتے ہیں مگر کیا تو بہروں کو سنائے گا خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں مگر کیا تو اندھوں کو راہ بتائے گا۔ خواہ انہیں کچھ نہ سوجھتا ہو۔"

(یونس ۴۲-۴۳)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ اس کو نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے (کہ سب کچھ سننے پر بھی کچھ نہیں سنتے) وہ خواہ کوئی نشان دیکھ لیں اس پر ایمان لا کر نہ دیں گے۔"

(الانعام)

ایسے لوگ ہر زمانے میں موجود رہے ہیں اور آئندہ وقتوں میں بھی موجود رہیں گے۔ آپ کے گرد و پیش بے شمار آدمی ایسے موجود ہیں جو سارا دن وعظ و نصیحت اور خطبات سنتے ہیں مگر ان پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوتا یہ گویا نہ سننا ہے۔ ہمارے اس علاقے میں ایک بہت نامی گرامی ڈاکو تھا، حاجی بھی تھا، داڑھی بھی تھی۔ تسبیح بھی ہر وقت گھماتا رہتا تھا۔ مصلے پر بیٹھا تھا، ڈاکوؤں کا ایک گروہ بھی پال رکھا تھا۔ یہ دو سال کی بات ہے۔ ایک آدمی کو اس کے ساتھی اغوا کر کے لے گئے اور ان کی مانگی ہوئی رقم ادا کرنے کے بعد جب اسے چھوڑا گیا تو اس نے حوصلہ کر کے پوچھ ہی لیا کہ جناب آپ کی ظاہری زندگی تو ایک بڑے صوفی اور باشرع انسان کی سی ہے پھر آپ ایسے کام کیوں کرتے ہیں؟--- تو اس نے کہا کہ نماز ہمارا

Marfat.com

فرض ہے اور یہ ڈاکہ زنی ہمارا پیشہ ہے۔ یہ کام نہ کریں تو اخراجات کہاں سے پورے کریں۔

اب آپ اندازہ کرلیں کہ یہ لوگ کس قبیل سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جانا چاہئے۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کی تصویر کشی کی ہے کہ یہ باتیں تو نیکی کی سنتے ہیں مگر سماعت جس مرکز حواس تک اس کو پہنچاتی ہے وہ ماؤف ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید ہی کا ارشاد ہے:

"جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔"

(بنی اسرائیل ۷۲)

ایک سننا تو اس طرح کا ہوتا ہے جیسے جانور کا سننا، دوسرا سننا وہ ہوتا ہے جس میں معنی کی طرف توجہ ہو اور یہ آمادگی پائی جاتی ہو کہ بات اگر معقول ہوگی تو اسے مان لیا جائے گا جو لوگ کسی تعصب میں مبتلا ہوتے ہیں اور جنہوں نے پہلے یہ فیصلہ کرلیا ہوتا ہے کہ اپنے موروثی عقیدوں اور طریقوں کے خلاف اور اپنے نفس کی چاہتوں اور دلچسپیوں کے خلاف کوئی بات۔ خواہ وہ کتنی ہی معقول ہو۔۔۔ ہرگز نہیں مانیں گے وہ سب کچھ سن کر بھی کچھ نہیں سمجھتے۔ اس طرح وہ لوگ بھی کچھ نہیں سنتے۔ جو دنیا میں جانوروں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں وہ ساری عمر غفلت میں گزار دیتے ہیں۔ یہ لوگ کانوں کے بہرے تو نہیں ہوتے مگر دل کے بہرے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد ہے:

"ان سے کہو، زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو۔"

(یونس ۱۰۱)

اپنے گردوپیش میں ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ چور، ڈاکہ زنی اغوا کرنے والے اور اسی قماش کے دوسرے بے شمار لوگ ہماری بات بھی سنتے ہیں اور نیک لوگوں، واعظوں، صوفیوں اور بزرگوں کی باتیں بھی سنتے ہیں مگر کام وہی کرتے ہیں جو انہیں پسند ہوتا ہے اور پھر کسی طرح سے بھی ان کاموں سے باز نہیں آتے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں پھر ہم ان کے قلوب اور ان کے کانوں پر بھی مہر لگا دیتے ہیں پھر کسی کی کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور نہ کسی کی نصیحت انہیں اپیل کرتی ہے۔ پس یہ لوگ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہی چلے جاتے ہیں۔ یہی

Marfat.com

باتیں پہلے لوگ بھی کہا کرتے تھے یعنی اس سب مجرموں، فاسقوں اور فاجروں کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں ہمیشہ سے یکساں رہی ہیں اور ہمیشہ ایک جیسی رہیں گی۔ قرآن مجید میں ان کے لئے ارشاد ہے:

"یہ لوگ جنہوں نے خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا، ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔ اس لئے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ قیامت کے روز زمین اپنے اوپر بیتے ہوئے حالات بیان کرے گی۔"

(الزلزلت ۴)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر پوچھا۔ "جانتے ہو اس کے وہ حالات کیا ہیں؟" لوگوں نے عرض کیا۔ "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے۔" فرمایا۔ "وہ حالات یہ ہیں کہ زمین پر بندے اور بندی کے بارے میں اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پیٹھ پر اس نے کیا ہوگا۔ وہ کہے گی اس نے فلاں دن فلاں کام کیا، یہ ہیں وہ حالات جو زمین بیان کرے گی۔" انسانی سماعت سے زمین کی یہ آوازیں ٹکرائیں گی خواہ انسان کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

خدا سب کی سنتا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور اے نبی ﷺ میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور جو مجھ پر ایمان لائیں یہ بات تم انہیں سنا دو شاید کہ وہ راہ راست پالیں۔"

(البقرہ ۱۸۶)

اگر دعا کرتے وقت نیت میں خلوص اور عجز و انکساری ہو روح میں پاکیزگی و بالیدگی ہو

Marfat.com

اور حرام سے بچتا رہا ہو تو وہ اپنی دعا کا جواب اسی وقت دل کی گہرائیوں میں سنے گا۔

سماع کے بارے میں

حضرت شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ارشاد فرماتے ہیں:

”قرآن مجید اور تعلیمات رسول ﷺ کے علاوہ دوسری چیزوں کے سماع کے بارے میں یہ اصولی بات سمجھ لیجئے کہ جس طرح سے سب حلال و مفید، خوبصورت چیزوں کو دیکھنا اور خوشبودار چیزوں کو سونگھنا اور سب حلال و طیب چیزوں کو کھانا اور جسم کے لئے نرم اور آرام دہ سب حلال چیزوں کو استعمال کرنا جائز اور مباح ہے۔ اسی طرح ان آوازوں کو چھوڑ کر جو فحش یا فساد انگیز یا انسانی اخلاق کو بگاڑنے اور اس پر برا اثر ڈالنے والی ہوں، باقی تمام آوازوں کا سماع (یعنی ان کو سننا) بالکل جائز اور مباح ہے۔ خواہ وہ نثر ہوں یا نظم اور شعر اور خواہ وہ پڑھی جائیں یا سر کے ساتھ ہوں کیونکہ خوش آوازی اور خوش بیانی انسان کو متاثر کرنے کے لئے نہایت مؤثر ذرائع میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ خوش آوازی و خوش الحانی اور سر اسے اچھی نہیں لگتی۔ تو یا تو وہ غلط بیانی کر رہا ہے یا نفاق سے کام لے رہا ہے یا پھر وہ انسانوں کے زمرے میں ہی داخل نہیں بلکہ تمام جانداروں سے الگ کوئی اور مخلوق ہے کیونکہ خوش آوازی سے انسان ہی نہیں تمام جاندار انتہائی حد تک متاثر ہوتے ہیں۔“

سماع کے آداب

حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سماع (جو روگ فسق پر ابھارنے والا نہ ہو اس کے سننے) کے آداب و شرائط یہ ہیں کہ:

۱۔ آدمی کی طبیعت سماع کے وقت نہ صرف یہ کہ لہو و لعب کی طرف مائل نہ ہو بلکہ مثبت طور پر اس سے متنفر ہو مطلب یہ ہے کہ اس کی غرض صرف دل میں رقت پیدا کرنے یا

روح میں ارتعاش پیدا کرنے کے لئے سماع کو بیرونی تحریک کے طور پر استعمال کرنا ہو۔

۲۔ مذکورہ بالا قسم کی ضرورت کے بغیر سماع نہ سنے اور نہ اس کو عادت بنائے ہاں کبھی کبھار اس سے مدد لے۔

۳۔ سماع کے وقت لازم ہے کہ اس جگہ پیر موجود ہو۔

۴۔ سماع کی جگہ عوام سے خالی ہو۔

۵۔ قوال ایسے ہوں جن کی اس کے دل میں عزت و احترام ہو۔

۶۔ نوعمر لڑکوں کو بھی مجلس میں نہ شریک کیا جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ جاہل صوفی اس کو نظیر بنا کر ان باتوں کو اپنا مذہب بنالیں۔

۷۔ مبتدیوں کو سماع کی مجلس میں نہ بٹھایا جائے۔

غیبت کرنا اور سننا

غیبت میں تقریباً سب لوگ مبتلا ہیں حتیٰ کہ علماء اور مشائخ بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔ غیبت میں چونکہ دوسرے کی عزت پر حملہ کیا جاتا ہے، اس لئے گناہ ہوتا ہے اور جو جتنا بڑا ہوگا، اتنے ہی بڑے کی غیبت کرے گا۔ اس لئے گناہ بھی زیادہ ہوگا کیونکہ ان لوگوں کی عزت عوام سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ "جو کوئی میرے دل کو تکلیف پہنچائے میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔" حضرت امام بصری رحمتہ اللہ علیہ کی کسی نے غیبت کی تو آپ نے معلوم ہونے پر کھجوروں کا ایک تھال بھر کر اس کے پاس بھیجا اور شکریہ ادا کیا کہ تم نے آج کی اپنی نیکیاں میرے کھاتے میں ڈال دی ہیں اس لئے شکریہ اور انعام دونوں بھیج رہا ہوں۔ وہ شخص معاملے کی نزاکت کو سمجھ گیا اور حاضر خدمت ہو کر اس نے معافی مانگ لی۔

اکثر گناہ کر کے ندامت ہوتی ہے مگر غیبت ایک ایسا گناہ ہے کہ اس سے جی برا نہیں ہوتا نہ شرمساری ہوتی ہے بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور گناہ کو ہلکا سمجھنا کفر کے قریب ہے اور غیبت کو عام طور پر ہلکا ہی سمجھا جاتا ہے اس سے بچنے کی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیے۔ غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں گناہ ہیں۔ کوئی اس خیال میں نہ رہے کہ غیبت سننا کوئی گناہ نہیں ہے، یہ خیال خام ہے۔

Marfat.com

غیبت کا منشا کبر و غرور ہے کیونکہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھے گا تب ہی وہ اس کی برائی کرے گا۔ اس لئے اگر ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھا جائے تو اس کی غیبت اور برائی پر جرات نہیں ہوتی مگر آج کل ہر شخص اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے اس لئے غیبت کی کثرت ہے اور چونکہ غرور سے نفس کو لطف آتا ہے اس لئے غیبت کر کے شرمساری نہیں ہوتی کیونکہ جب فخر سے گناہ کیا جائے گا تو شرمساری کیسے ہوگی حالانکہ گناہ پر فخر کرنا اور زیادہ گناہ ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں غیبت کو زنا سے بدتر گناہ کہا گیا ہے کیونکہ زنا کے بعد آدمی کے دل میں شرمساری ہوتی ہے اس لئے کھلم کھلا زنا بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ پردوں میں چھپ کر کیا جاتا ہے تا کہ دوسروں کو اس کی خبر نہ ہو۔

غیبت خدا کا گناہ بھی ہے اور بندے کا حق بھی ہے جس کو حق تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں فرمائیں گے جب تک کہ خود وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے اور بندہ محتاج ہے۔ نہ معلوم قیامت میں وہ اس شخص کی نیکیاں ملتی ہوئی دیکھ کر معاف نہ کرے۔ اگر غیبت کرنے والے کی ساری ہی نیکیاں اس شخص کو مل گئیں جس کی غیبت کی گئی ہے تو یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ اس لئے غیبت کرنے سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔

بے ہودہ باتیں تو دنیا میں ہر جگہ ہوتی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی لیکن آخرت میں جنت ہی ایسی جگہ ہے جہاں انسان کوئی بے ہودہ بات سننے کا تصور بھی نہ کر سکے گا اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

"کوئی بیہودہ بات وہاں (جنت میں) نہ سنیں گے۔"

(الغاشیہ ۱۱)

قرآن مجید میں کئی دوسرے مقامات پر اس بات کو جنت کی بڑی نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے کہ وہاں آدمی کسی قسم کی بیہودہ، فضول، گندی، جھوٹی، تہمت تراشی اور مکر و فریب سے پر کوئی بات یا غیبت اور چغلی وغیرہ کی بات ہرگز نہ سنے گا اور نہ ہی اس کے ذوق سلیم پر ایسا کوئی بار ہی پڑے گا۔ وہاں فضول باتوں میں بھی وقت ضائع نہ ہوگا۔ ناگوار باتیں بھی سننے میں نہ آئیں گی یعنی سماعت کے لئے کوئی تکلیف دہ بات نہ ہوگی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ پہلے ایک ڈاکو تھے ایک رات ڈاکہ مارنے نکلے

Marfat.com

اور ایک قافلے پر حملہ کیا- عین اس وقت اہل قافلہ میں سے کسی نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی- (ترجمہ) "کیا مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے خوف سے لرز اٹھیں-" یہ آیت سنتے ہی ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو روک دیا- اس کے بعد ڈاکہ زنی سے توبہ کرلی اور اللہ کی راہ پر گامزن ہو کر اہل قلب حضرات میں شامل ہو گئے بعض اوقات سماعت بھی تیر کی طرح کام کرتی ہے اور اس سے تدبیر اور تقدیر دونوں بدل جاتی ہیں-

فارسی میں کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک آدمی کوئی بات نہیں کہتا اور اس کی یہ بات دوسرے آدمی کی سماعت سے نہیں ٹکراتی اس کا عیب اور اس کی خوبی دونوں ہی پوشیدہ ہیں اس لئے کہا گیا ہے کہ بولنے سے پہلے تولو اور کسی دانا نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے دو کان دیئے ہیں اور زبان "صرف ایک ہی دی ہے" اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ تم دو باتیں سنو اور ایک بات کہو یعنی بولو کم اور سنو زیادہ اس طرح علم میں بھی اضافہ ہوگا- عیب و ہنر بھی چھپے رہیں گے اور دوسرے پر یہ ہیبت بیٹھی رہے گی کہ خدا جانے یہ آدمی کس قسم کا ہے لیکن اگر کان سے کم کام لیا اور زبان سے زیادہ تو یہ رسوائی کا باعث ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے-

انداز تخاطب اور گفتگو کا لب لباب کسی آدمی کے باطن کو ظاہر کر دینے کے لئے کافی ہے- اسی لئے کہا جاتا ہے کہ گفتگو میں شیرینی پیدا کرو- الفاظ منتخب استعمال کرو جو جامع ہوں اور دوسرے کو بہترین انداز میں مخاطب کرو- سمجھدار آدمی دوسرے کو کریدنے کے لئے اس سے ایسی باتیں پوچھتے ہیں جن کے جواب طویل ہوتے ہیں تا کہ ان کی گفتگو سے ان کی قابلیت، ان کا رجحان اور ان کا عندیہ سب کچھ آسانی سے معلوم کرلیں اور اس میں وہ کامیاب رہتے ہیں-

راگ، رنگ اور موسیقی

شعر کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے اور مل کر گانے کا نام راگ ہے اور فقہاء اس پر

Marfat.com

متفق ہیں کہ جب راگ کے ساتھ ساز و سامان نہ ہو اور اس کے سننے سے دل میں فسق پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا سننا مباح ہے یعنی اس کے سننے میں حرج نہیں۔ ہمارے اس دور میں راگ اور گانے کا آلات موسیقی کے بغیر تصور ہی نہیں کیا جا سکتا حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میں آلات موسیقی کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" لہٰذا بغیر آلات موسیقی کے پاکیزہ کلام تنہا یا مل کر خوش آوازی اور سر کے ساتھ گایا سن لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ایسے گانے پر حضور ﷺ کے اس ارشاد کا اطلاق ہوتا ہے کہ شعر بھی کلام کی ایک قسم ہے اس میں جو اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو برا ہے وہ برا ہے۔" بے جا اور حد سے زیادہ پابندیاں لگانا بھی مناسب نہیں ہے۔

لوگوں کے کسی گناہ کو گناہ نہ سمجھنے سے شریعت کا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔ شریعت اپنی جگہ اٹل ہے اور اس کے قوانین سدا جاری و ساری ہیں۔ لوگ گانے سنتے ہیں تو انہیں کچھ خوف محسوس نہیں ہوتا۔ گانے اگر رزمیہ ہوں، نعتیہ ہوں، ان گانوں میں حمد و ثناء ہو اور ان کے ساتھ ساز نہ ہوں تو ایسے گانے سننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ ان سے روح کو تسکین ملتی ہے، عشق الٰہی کی آتش تیز ہوتی ہے، رقت طاری ہو جاتی ہے، اپنی محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک اب یہ طریقہ بہت پرانا ہے اور صرف صوفیائے کرام کے لئے ہی مخصوص ہے جو مختلف دینی مجالس میں ایسی نعتیں سنا کرتے ہیں جن سے مریدین میں جوش و جذب پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

"میں مزامیر کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔"

یعنی میں سازوں کو ختم کرنے کے لئے آیا ہوں اور ساز میری شریعت میں جائز نہیں ہیں۔

حضرت عامرؓ بن سعد نے فرمایا کہ میں قرظؓ بن کعب اور حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی خدمت میں ایک شادی کے موقع پر حاضر ہوا۔ میں نے وہاں دیکھا کہ چند لڑکیاں گیت گا رہی ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا۔ "اے حضور اکرم ﷺ کے صحابیو، اے جنگ بدر میں شریک ہونے والو، تمہاری موجودگی میں یہ گانا بجانا اور پھر تم اس مجلس میں موجود ہو۔" اس پر مجھے یہ جواب ملا کہ "ہمارے ساتھ تم بھی سنو یا چلے جاؤ کیونکہ شادی کے موقعوں پر گانے

Marfat.com

بجانے کی ہم کو اجازت ہے۔" (شادی کے موقعہ پر گیت گانے اور دف بجانے کی اجازت ہے۔)

لیکن ان لوگوں کی سرکشی اور بغاوت پر حیرت ہوتی ہے جو صرف سازوں کو موسیقی کی روح سمجھتے ہیں، ساز سنتے ہیں، ساز بجاتے ہیں، ساز بناتے ہیں اور سازوں کی آواز میں زندگی کے بہترین لمحات گزارتے ہیں۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل قرون اولیٰ میں کس طرح ہوتی تھی، اس کے لئے دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

2 حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک روز بازار میں سے گزر رہے تھے کہ کہیں سے ان کے کانوں میں بانسری کی آواز پہنچی۔ آپ نے فوراً کانوں میں انگلیاں دے دیں اور چلتے ہوئے جب کافی دور چلے گئے تو غلام سے پوچھا۔ "کیا بانسری کی آواز بند ہو گئی ہے؟" اس نے کہا، ہاں! تو آپ نے انگلیاں کانوں سے نکال لیں۔ غلام نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟--- تو آپ نے فرمایا ایسے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

2 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بکریوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی آواز سنتی تھیں تو وہ بھی کانوں میں انگلیاں لے لیتی تھیں۔ ان کے نزدیک یہ بھی ساز کی آواز تھی اور ساز کا سننا ممنوع ہے۔

سماع نوجوانوں کے لئے فتنہ اور بوڑھوں کے لئے ایک بے ہودہ کام ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

"اور تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دل دیئے تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔"

(السجدہ ۹)

محفلیں

یہاں ہم ان محفلوں کا ذکر کریں گے جو جوانوں کے میلوں (Yoth Festivels) کی طرز پر منعقد کی جاتی ہیں۔ پہلے وقتوں میں شاعر حضرات اپنی شاعری کے جادو سے ایسی محفلیں سجاتے تھے جہاں خوشبو کا خوب استعمال ہوتا تھا۔ پھر محبوب کو لہراتی ہوئی زلفوں کے ساتھ

Marfat.com

اسٹیج (Stage) پر بٹھاتے، اس کے بعد عاشقوں کو بغیر کارڈ کے اندر آنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ رقیبوں کے لئے بھی کوئی بندش یا قدغن نہ تھی بلکہ بعض اوقات تو غیر متعلقہ اشخاص بھی اندر آجاتے تھے۔ پھر محبوب کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے تھے، غزلیں کہی جاتی تھیں اور وہ ہنگامہ مچتا تھا کہ الامان والحفیظ! اب محبوب کی مرضی ہے جس کی طرف چاہے دیکھے اور تیر نظر سے اسے گھائل کرے یا اس سے اغماض برتے دلچسپ بات یہ ہوتی تھی کہ اس سارے کھڑاگ کا بندوبست کرنے والا شاعر جسے ایک لمحہ کے لئے فرصت نہ ملتی تھی۔ مجلس کے برخواست ہونے سے چند لمحے پہلے یہ پکار اٹھتا تھا ؎

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ کر چلے گئے

میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا

لیجئے لوگوں نے جی بھر کر محبوب کو دیکھا، اپنا پیغام دیا اس سے کچھ سنا لیکن یہ منتظم صاحب بیچارے ان سب لذتوں سے محروم ہی رہ گئے۔

آج کل ترقی کا زمانہ ہے اور محفلوں کے ٹائم ٹیبل کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے اب ان سے کسی کے محروم رہنے کا خدشہ باقی نہیں رہتا بلکہ منتظم زیادہ فائدہ میں رہتے ہیں۔ ان محفلوں میں موسیقی سے سماعت کو لبھایا جاتا ہے۔ دید سے آنکھوں کی چمک میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ باتیں کرکے اپنے قابل قدر ہونے کا دیپ جگایا جاتا ہے۔ یہ محفلیں بڑے بڑے سٹوڈیوز پر، ٹی وی سینٹروں پر اور اس قسم کے دوسرے اہم مقامات پر منعقد کی جاتی ہیں۔ حسن و عشق کی داستانیں موضوع سخن بن جاتی ہیں۔ شاعری میں عورتوں سے خطاب کرکے انہیں آسمانی مخلوق بتایا جاتا ہے جسے حاصل کرنا زندگی کا مقصد بن جاتا ہے بلکہ ان کی ایک جھلک دیکھ لینا یا ان سے ایک بات کر لینا بڑے نصیب کی بات کا درجہ رکھتی ہے۔ حاضرین ان مضامین پڑھنے والوں اور ان شاعر حضرات کی تعریفیں کرکے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور سننے والے خیالی پلاؤ کی بدولت ہر طرح کی لذت سے متمتع ہوتے رہتے ہیں۔

کیا نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں یا حیات صحابہؓ میں ایسی محفلوں کی کوئی جھلک ملتی ہے۔ جواب یقیناً نفی میں ہے پھر ہمیں کون سا اختیار حاصل ہے کہ ہم ان بزرگوں کی زندگیوں کے عین خلاف عمل بھی کرتے رہیں، سچے اور پکے مسلمان بھی بنے رہیں، جنت کا پاسپورٹ

Marfat.com

مل جانے کی امید میں خوش بھی رہیں اور کبھی بھول کر بھی یہ نہ سوچیں کہ جس راستہ پر ہم گامزن ہیں یہ سیدھا جہنم کو جاتا ہے اور شیطان اس راہ کو ہمارے لئے رنگین اور دلکش بنانے میں اپنی پوری کوشش صرف کر رہا ہے جس گاڑی میں ہم سفر کر رہے ہیں، اس کا انجن تو پشاور کی طرف جارہا ہے اور ہم کراچی پہنچ جانے کی امید میں خوش خوش بیٹھے راستے میں آنے والے نظاروں کا مزہ اٹھا رہے ہیں۔ خدارا کسی دن تنہا بیٹھ کر سوچئے تو سہی کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ممکن ہے میری بات اب لغو اور تکلیف دہ محسوس ہو لیکن جنت ایک ایسی جگہ ہے جہاں کوئی شخص بھی تکلیف دہ بات نہ سنے گا۔ لہٰذا اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

"یقیناً متقیوں کے لئے کامرانی کا ایک مقام ہے۔ باغ اور انگور اور نوخیز ہم سن لڑکیاں اور چھلکتے ہوئے جام وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات وہ نہ سنیں گے جزا اور کافی انعام تمہارے رب کی طرف سے اس نہایت مہربان رب کی طرف سے جو زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یارا نہیں جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمان اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے وہ دن برحق ہے اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کرے ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب آلگا ہے جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکار اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا۔"

(النبا)

قوت شامہ

(سونگھنے کی قوت)

جب پپیہے سے پوچھا کہ اے نیم جاں
یاد میں کس کی کہتا ہے تو پی کہاں

کون ہے پی ترا کیا؟ ہے نام و نشاں
بول اٹھا بس وہی جس پہ شیدا ہے تو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

(عبد المصطفیٰ اعظمی)

کسی شاعر نے کس قدر بے ساختہ کہا ہے

اے گل بتو خورسندم کہ تو بوئے کسے داری

"اے پھول میں تجھ سے اس لئے خوش ہوں کہ تو کسی (میرے محبوب) کی خوشبو رکھتا ہے۔"

خوشبو اور پھول کا چولی دامن کا ساتھ ہے خوشبو پھول کی پنکھڑیوں میں رچ بس جاتی ہے اور پھر ہر سونگھنے والے کی قوت شامہ کی وساطت سے اس کے دماغ کو معطر کرتی اور قوت بخشتی ہے۔ خوشبو کی اتنی قسمیں ہیں کہ ان کی تعداد کا شمار ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ پھولوں سے عطر نچوڑتے ہیں تو خوشبو کی سحرانگیزی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کسی عاشق رسول ﷺ نے بھی کیا خوب کہا ہے ؎

نہ تلاش باد نسیم کی نہ ہوس ہے باغ نعیم کی
کہ مہک گئی تری یاد سے میری صبح بھی میری شام بھی

حضور نبی اکرم ﷺ کی یاد واقعی معطر اور معنبر ہوتی ہے۔ اس کا مزہ وہی لوگ جانتے ہیں جنہیں اس کا ذاتی تجربہ ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو ان کا پسینہ بھی خوشبودار تھا۔ جو کپڑے آپ ﷺ زیب تن کر لیتے تھے وہ بھی معطر ہو جاتے تھے جن سے آپ ﷺ مصافحہ فرماتے تھے ان کا ہاتھ بہت دیر تک خوشبودار رہتا تھا۔ آپ ﷺ جس محلے سے گزرتے تھے وہ پورا محلہ مہک اٹھتا تھا اور آپ ﷺ کے وہاں سے گزر جانے کے کافی دیر بعد بھی وہاں سے گزرنے والا فضا میں بکھری ہوئی اس خوشبو سے اندازہ کر لیتا تھا کہ یہاں سے وہ گزر کر گیا ہے جو خود خوشبو تھا، جس کی ہر چیز خوشبودار تھی، جس کا پیغام خوشبودار تھا، جس کا کلام خوشبودار ہے، جس کا نام خوشبودار ہے، جس نے ساری زندگی خوشبو پھیلائی اور جس کی پھیلائی ہوئی خوشبو دنیا کے آخری دن تک قائم رہے گی۔ جن کی یاد میں منعقد ہونے والی محفلیں آج بھی خوشبودار ہیں۔ جہاں پاکیزگی، نیکی اور پاک دامنی کی خوشبودار ہوائیں چلتی

ہیں۔ جہاں شرکت کرنے والے سیرت پاک کے خوشبودار گلدستے لے کر لوٹتے ہیں۔ صوفی سے پوچھئے جو سلوک کی منزلیں طے کرتا ہوا مختلف مقامات پر نبی پاک ﷺ کی خوشبو محسوس کرتا ہے۔ ان کی محبت کے عطر سے مشام جان تروتازہ ہو جاتا ہے۔ جس پر مختلف لطائف میں آپ ﷺ کی خوشبو سے جذب طاری ہو جاتا ہے اور وہ عشق کا مارا ہوا تڑپنے لگتا ہے۔ وہ آپ ﷺ کے قدموں پر لوٹ جانے کی آرزو میں بے اختیار نعرے لگاتا اور لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خوش نصیبوں کے لئے جن کے لطائف و مقامات میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کی خوشبو رچ جاتی ہے۔ صوفی شاہ محمد بخش نے فرمایا ہے ؎

درد منداں دے سخن محمد دین گواہی حالوں
جس پلے پھل بدھے ہوون آوے باس رومالوں

(درد دل رکھنے والوں کی باتیں اے محمد یہ گواہی دیتی ہیں کہ ان کے اندر عشق حبیب ﷺ موجود ہے کیونکہ جس نے پھول باندھ کر رومال کو اپنے پاس رکھا ہو، اس کے رومال سے خوشبو آتی ہے۔)

انہوں نے ایسے اشعار کی بے قدری پر بھی فرمایا ہے ؎

لد گئے او یار پیارے سخن شناس ہمارے
سخن صراف محمد بخشا لعلاں دے ونجارے

(اس زمانے میں ایسے اشعار کی قدر کرنے والے اس دنیا سے جا چکے ہیں ایسے اشعار تو لعل ہیں جن کو صرف صراف ہی پرکھ سکتا ہے۔)

ان کی یہ بات سچی ہے کیونکہ اب زیادہ زور دنیاوی محبوب کی زلفوں سے آنے والی خوشبو کے تذکروں پر صرف کیا جاتا ہے اور عشق حقیقی کی چاٹ ان کے اشغال میں شامل نہیں ہے۔

عورت اور خوشبو

عورت کو خوشبو استعمال کرنے کی اجازت ہے مگر اس کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں جن میں سے دو زیادہ سخت ہیں: ① خوشبو لگا کر غیروں میں نہ جائے، ② خوشبو کا رنگ زیادہ ہو اور خوشبو کم۔

Marfat.com

ذیل میں ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات میں سے چند ایک نقل کرتے ہیں:

۱۔ زیب و زینت کے لئے مردوں کا عطر وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ نمایاں نہ ہو اور عورتوں کے لئے ایسی خوشبو مناسب ہے جس کا رنگ تو ظاہر ہو لیکن خوشبو نہ پھیلے۔

۲۔ وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں (یعنی بہت زیادہ باریک لباس پہنتی ہیں) جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے مونڈھوں کو ہلا ہلا کر ناز و ادا کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور دور تک پھیلی ہو گی۔

۳۔ عورتوں کو اعتدال کے ساتھ بناؤ سنگھار کرنے کی آپ ﷺ نے نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ بسا اوقات خود اس کی ہدایت فرمائی ہے۔

۴۔ عدت کے دوران بیوہ عورت خوشبو نہیں لگا سکتی۔

۵۔ (عورتوں کو ایسے اظہار زینت سے منع کیا گیا ہے جس سے انسان کے حواس خمسہ سارے یا ان میں سے کوئی متاثر ہو اور اس پر برا اثر پڑے) چنانچہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں (کیونکہ کوئی غیر مرد اس کی خوشبو کو سونگھے گا اور جنسی جذبہ ابھر آئے گا۔)

۶۔ عیدین، جمعہ اور دیگر دینی محافل میں جاتے وقت خوشبو کا استعمال سنت اور ثواب کا باعث ہے اس سے اہل محفل کو بھی سرور آتا ہے اور خوشبو کے استعمال کا یہ صحیح اور ضروری موقعہ بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک روز نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو ایک عورت کے پاس سے گزرے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ عورت خوشبو لگائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اسے روک کر پوچھا۔ "اے خدائے جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آرہی ہے؟" اس نے کہا۔ "ہاں!" آپ نے فرمایا۔ "میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ گھر جا کر غسل جنابت نہ کرے۔" (ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی)

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "جو عورت عطر لگا کر

Marfat.com

راستے سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔" آپ ﷺ نے اس کے لئے بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے۔

آپ ﷺ کی ہدایت یہ تھی کہ عورتوں کو وہ خوشبو استعمال کرنی چاہئے جس کا رنگ تیز ہو اور بو ہلکی ہو۔ (ابوداؤد)

عتبہؓ کی خوشبو

حضرت عتبہؓ بن فرقد کی بیوی ام عاصم نے کہا:

"عتبہ کے گھر میں ہم تین بیویاں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک پوری کوشش کرتی کہ عمدہ سے عمدہ خوشبو استعمال کرے اور اپنی سوکنوں سے بازی لے جائے۔ عتبہؓ بن فرقد تیل تو لگا لیا کرتے تھے لیکن خوشبو کا استعمال کبھی نہ کرتے تھے مگر اس کے باوجود ہم میں سے سب سے زیادہ اچھی خوشبو ان کے جسم سے آتی تھی۔

ایک مرتبہ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ میرے جسم میں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں خارش ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف رہتی تھی۔ حضور ﷺ کو پتہ چلا تو مجھے بلایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ مجھے حکم دیا کہ اپنے ستر کے سوا سارا جسم ننگا کر دوں چنانچہ میں نے کپڑے اتار دیئے۔

حضور ﷺ نے کچھ پڑھا اور اپنے ہاتھ پر پھونک ماری پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑا اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ میری پیٹھ، پیٹ اور سارے جسم پر پھیرے۔ میرا مرض ٹھیک ہو گیا اور اس دن سے میرا جسم معطر ہو گیا جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو۔"

خوشبودار قبریں

لوگ قبروں پر اگربتیاں سلگاتے ہیں، گلاب کے پھول بکھیرتے ہیں اور عطر لونڈر وغیرہ کی شیشیاں انڈیلتے ہیں تا کہ قبر سے خوشبو آتی رہے مگر کچھ دیر کے بعد یہ خوشبوئیں دم توڑ جاتی ہیں اور قبر ویسے ہی رہ جاتی ہے۔ قبر سے خوشبو کا آنا محض اللہ کے فضل و کرم پر ہے اور صاحب قبر کے اعمال اس فضل و کرم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند قبروں کا

Marfat.com

ذکر کرتے ہیں جن سے مدتوں خوشبو آتی رہی حالانکہ لوگوں نے ان کی مٹی کا سائنسی تجزیہ بھی کیا مبادا اس کے لواحقین نے خود خوشبو انڈیلی ہو لیکن یہ خوشبو ہی دوسری تھی۔

۱۔ قرونِ اولیٰ میں حضرت عبیدہؓ بن حارث مطلبی کی قبر:

یہ صاحب حضور نبی اکرم ﷺ کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے۔ ۶۳ سال کی عمر میں جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جب قریش کے تین پہلوانوں نے میدان میں آکر اپنا مقابل بھیجنے کے لئے للکارا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ میں سے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور عبیدہؓ ان کے مقابلہ کے لئے میدان میں اترے۔ حمزہؓ کے مقابل عتبہ تھا جسے آپ نے جلد ہی ہلاک کر دیا۔ علیؓ نے ولید کو قتل کر ڈالا۔ عبیدہؓ کے مقابلے میں شیبہ تھا جس نے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ حمزہؓ اور علیؓ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہؓ کو میدان سے اٹھا لائے۔ جنگ بند ہونے کے بعد جب آپ زخمی حالت میں حضور اکرم ﷺ کے پاس لائے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم شہید ہو اور نیکو کاروں کے پیشوا۔

فتح بدر کے بعد تیسرے دن جب لشکر اسلام مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو وادی صفرا میں پہنچ کر آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا جہاں سے مدتوں تک خوشبو آتی رہی جو وہاں سے گزرتا اس خوشبو سے مدہوش ہو جاتا۔

ایک مدت کے بعد جب حضور اکرم ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ وہاں سے گزر رہے تھے تو صحابہؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ﷺ یہاں تو بڑی شدت اور فراوانی سے خوشبو کی لپیٹیں آ رہی ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہاں ابو معاویہؓ (حضرت عبیدہؓ بن حارث مطلبی) کی قبر کے ہوتے ہوئے تمہیں کیوں تعجب ہے؟"

۲۔ حضرت سعدؓ بن معاذ کی قبر:

حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس الاوس جب فوت ہو گئے اور ان کے لئے قبرستان جنت البقیع میں قبر تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس میں خود حضور اکرم ﷺ بھی شامل تھے۔ جنازہ اٹھانے والوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ بہت ہلکا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں جنازہ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ قبر حضرت ابو سعید خدریؓ کھود رہے تھے اور فرما رہے تھے،

واللہ مجھے اس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے۔"

۳۔ قرون وسطیٰ میں حضرت امام بخاریؒ کی قبر:

آپ بخارا کے رہنے والے تھے اور ساری زندگی حدیث شریف لکھتے اور اس کا درس دیتے رہے تھے۔ آپ نے حدیث کو جرح و تعدیل کے اصولوں پر چھان پھٹک کر حدیث بخاری کا مجموعہ تیار کیا جس کا درجہ بہت بلند ہے اور احادیث کے تقریباً تمام حوالے اسی مجموعے سے لئے جاتے ہیں۔ آپ جن قلموں سے لکھا کرتے تھے، ان کے قط (قلم بناتے وقت سرکنڈے کے جو ریزے کاٹے جاتے ہیں) جمع کئے جاتے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو آپ نے وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی ان قطوں سے گرم کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ کے دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر سے بھی مدتوں تک خوشبو آیا کرتی تھی۔

۴۔ موجود دور میں مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی قبر:

آپ کامل بزرگ اور اعلیٰ پایہ کے صوفی تھے، مفسر قرآن بھی تھے۔ چالیس سال تک سنہری مسجد لاہور میں درس حدیث دیا۔ آپ کے دفن کے بعد آپ کی قبر سے بھی خوشبو آنے لگی تو پنجاب یونیورسٹی کی سائنس لیبارٹری نے ان کی قبر کی مٹی کا سائنسی تجزیہ (Chemical Analyses) کیا لیکن یہ جان کر حیران رہ گئے کہ یہ کوئی بیرونی خوشبو نہیں تھی بلکہ اللہ پاک نے اپنے حکم سے اس مٹی کو خوشبودار بنا دیا تھا۔ جب لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ کے ایک صاحبزادے نے فرمایا۔ "اس میں تعجب کی کونسی بات ہے میرے والد بزرگوار نے چالیس سال تک حدیث پاک کی تعلیم دی اور رسول پاک ﷺ کے اسم گرامی کو خوشبودار کیا ہے، اب اگر ان کی قبر سے خوشبو آتی ہے تو یہ اس کا انعام ہے۔"

نیکی کی خوشبو

راقم آثم ۱۹۶۰ء میں شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ کے ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ وہاں کی جامع مسجد کے امام مولانا غلام نبی عبد صاحب نے ایک روز جمعہ کے دن وعظ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میں نوجوانی میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا۔ ہمارے اساتذہ میں سے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ ان دنوں دیوبند کے طلبا کے کھانے کا انتظام گروپوں

Marfat.com

کی صورت میں مختلف گھرانوں میں کیا گیا تھا یعنی لڑکے مقررہ گھر جاکر کھانا لے آتے تھے اور پھر دارالعلوم میں بیٹھ کر کھاتے۔ ایک روز مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں ایک ایسی خوشبو پھیل گئی جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور جس کی مثال بھی نہیں دی جاسکتی تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر جب استاد صاحب نے جو امامت کرا رہے تھے، طلبا سے پوچھا کہ کس نے یہ خوشبو لگائی ہے؟--- تو سب خاموش رہے۔ پھر طلبا نے کونے میں بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کا نام لے کر کہا کہ خوشبو اس کے کپڑوں سے آ رہی ہے۔ استاد صاحب نے غصے سے پوچھا کہ تم نے یہ خوشبو کہاں سے لی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشبو استعمال نہیں کی لیکن جب اس کے کپڑوں کو سونگھا گیا تو وہ بے مثل خوشبو اس کے کپڑوں سے آ رہی تھی۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ میں جب مغرب سے پہلے کھانا لینے مقررہ گھر میں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک جوان لڑکی باہر آئی اور اس نے کہا کھانے میں ابھی کچھ دیر ہے تم اندر آ کر بیٹھ جاؤ چونکہ ہمیں گھروں کے اندر داخل ہونے سے منع کیا گیا تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا تو لڑکی نے کہا کہ اگر اندر آ کر نہیں بیٹھو گے تو کھانا نہیں ملے گا۔ میں مجبوراً اندر داخل ہوا۔ لڑکی نے فوراً دروازے کو اندر سے کنڈی لگا دی اور اپنی خواہش نفس کا ذکر کیا۔ میں اس کی زبانی یہ باتیں سن کر کانپ اٹھا اور بہت سے مسائل بیان کئے۔ خدا رسول کا خوف دلایا مگر شیطان اس لڑکی کے سر پر سوار تھا۔ وہ باز نہ آئی اور اس نے کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں شور مچادوں گی کہ اس لڑکے نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے اور تم پٹو گے بھی اور ذلیل بھی ہو جاؤ گے۔ اس دوران مجھے ایک ترکیب سوجھی اور میں نے کہا ٹھیک ہے میں تمہاری بات مان لیتا ہوں لیکن مجھے بیت الخلا بتاؤ تا کہ میں پیشاب کرلوں۔ اس نے بیت الخلا کی طرف اشارہ کر دیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ اللہ سے دعا کی اور اس کے خوف کے مارے میں بیت الخلا میں موجود گندگی اپنے سارے کپڑوں اور ہاتھوں پر مل لی۔ پھر اس ہیئت کذائی سے باہر آیا تو لڑکی جو بے تابی سے میرا انتظار کر رہی تھی، مجھے غلاظت سے بھرا ہوا دیکھ کر سخت جھلا اٹھی۔ اسے مجھ سے نفرت پیدا ہو گئی اس نے مجھے برا بھلا کہا اور

دروازہ کھول کر مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔ اتنے میں مغرب کی اذان کا وقت ہو گیا میں نے ذرا دور جاکر پانی کے ایک نالے پر اپنے کپڑے دھوئے، ہاتھ پاؤں صاف کئے اور کپڑے نچوڑ کر پہنے اور بھاگم بھاگ مسجد میں نماز کی آخری رکعت میں شامل ہو گیا۔ یہ خوشبو اس وجہ سے آرہی ہے۔ یہ میری حاصل کردہ یا خریدی ہوئی خوشبو نہیں ہے۔

استاد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جسے کوئی امیر اور حسین عورت بدکاری کی دعوت دے اور آدمی یہ کہہ کر اسے رد کردے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سائے میں جگہ دیں گے۔ دیکھو اللہ پاک نے غلاظت کی بدبو کو اس قدر بے مثل خوشبو سے بدل دیا ہے یہ تو دنیا میں اس نیکی کا صلہ ہے اور آخرت کا انعام بھی بے مثل ہوگا۔ تمہیں مبارک ہو تم پر اللہ نے اپنا فضل کیا ہے۔ یہ خوشبو اس کے کپڑوں سے مدت تک آتی رہی تھی۔

یہ نیکی کی خوشبو تھی جو اپنی مثال آپ تھی۔"

خوشبو کی وجہ سے مسلمان ہونے والے

بظاہر یہ عنوان عجیب اور ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے لیکن ذیل میں درج کئے جانے والے دونوں واقعات علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کردہ ہیں۔ اس وقت حوالہ کی کتاب کا نام یاد نہیں رہا۔ ہفت روزہ "ایشیا" لاہور میں بھی یہ دونوں واقعات آج سے تقریباً چالیس سال پہلے شائع ہوئے تھے۔

۱۔ ایک انگریز (جس کا نام بھول گیا ہوں) اسلام کا سخت مخالف تھا اور اسلام کے خلاف کچھ نہ کچھ لکھتا ہی رہتا تھا۔ یہ بات حضرت علامہ رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں تھی۔ ایک بار وہ انگریز بمبئی میں آیا اور وہاں بھی یہ شغل جاری رکھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد علامہ ؒ نے صوت الاسلام (Voice of Islam) رسالے میں اس کا ایک مضمون اسلام کی حمایت میں لکھا ہوا پڑھا تو آپ کو حیرت ہوئی کہ اس میں یہ تبدیلی کیسے آگئی ہے۔ انہوں نے اسے خط لکھا تو اس نے بتایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ علامہ نے اسے دعوت دے دی جسے

اس نے قبول کرلیا اور آخر ایک روز لاہور میں علامہ کا مہمان ہوا۔ علامہؒ نے ان کے اعزاز میں ایک دعوت کی اور اپنے بہت سے دوستوں کو بلایا۔ جب حاضرین جمع ہو گئے تو آپ نے انگریز سے کہا کہ اپنے مسلمان ہونے کی داستان سنائے۔ انگریز نے کہا کہ مجھے مسلمان کسی مولوی یا مولانا نے نہیں کیا بلکہ پلاؤ (بریانی) نے مجھے قبول اسلام پر آمادہ کیا۔ لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اس کی تفصیل چاہی تو انگریز نے کہا:

آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ میں اسلام کے خلاف مضامین لکھا کرتا تھا۔ بمبئی میں آکر بھی میرا یہ شغل جاری رہا حتیٰ کہ ایک روز ایک مسلمان نواب نے کسی تقریب میں مجھے بھی مدعو کیا۔ مجھے اس دعوت کو قبول کرنے میں تھوڑا سا تامل ہوا کیونکہ جن لوگوں کو میں جاہل، اجڈ، ظالم اور نہ جانے کیا کیا سمجھتا ہوں ان کے ہاں دعوت میں جانا کوئی عقل مندی کی بات نہیں ہے کیونکہ اس سے نفرت اور بڑھے گی لیکن تھوڑی سی ردوکد کے بعد میں نے اسے قبول کرلیا اور وقت مقررہ پر ان کی کوٹھی (بنگلہ) پر پہنچ گیا۔ وہاں میں نے آنے والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پہلے ایک جگہ جوتے اتارتے تھے، ایک نل سے ہاتھ دھوتے تھے اور پھر اس کمرے سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ مجھ سے بھی ایسا ہی کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے ان کے کہنے پر ایسا کر تو لیا لیکن میرے ذہن میں خلش سی ہوئی کہ یہ جاہل لوگ ننگے پاؤں رہنا پسند کرتے ہیں۔ میں اس کمرے سے آگے بڑھا تو سامنے ایک وسیع ہال تھا۔ جس میں لوگ قطاروں میں بیٹھ رہے تھے۔ میں بھی ایک قطار میں بیٹھ گیا۔ ہال میں نیلے رنگ کا قالین پڑا ہوا تھا۔ دیواروں پر ہلکے سبز رنگ کا پلاسٹر تھا۔ دو قطاروں کے درمیان ایک سفید چادر بچھی ہوئی تھی۔ کمرے میں سے خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ برتنوں کی قطاریں بھی موجود تھیں جن میں ہر ضرورت کے برتن قرینے سے سجائے گئے تھے۔

ہمیں تھوڑی دیر تک انتظار کرنا پڑتا۔ پھر کھانوں کی قابیں اور ڈشیں آنے لگیں ان قابوں اور ڈشوں سے کھانوں کی خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں جو بہت مسحور کن تھیں مگر میں ان سب خوشبوؤں کو پہچانتا تھا اور ان کی وساطت سے جان لیتا تھا کہ اس قاب میں فلاں کھانا موجود ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ایسی قاب ہمارے سامنے لاکر رکھی گئی جس میں سے بھینی بھینی اور مسحور کن خوشبو اٹھ رہی تھی۔ یہ خوشبو میرے لئے بالکل نئی تھی اور میں نہیں جان سکا تھا کہ اس قاب میں کون سا کھانا ہے۔ اسے جاننے کے لئے میرے اندر زبردست

اشتیاق پیدا ہوا لیکن میں خاموش بیٹھا اس خوشبو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جب کھانا کھانے کا دور شروع ہوا، قابوں پر سے ڈھکن ہٹائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس قاب میں چاول اور گوشت ملے ہوئے ہیں اور ان سے یہ خوشبو اٹھ رہی ہے۔ میں نے اس سے پہلے یہ چیز نہیں کھائی تھی، اس لئے سب سے پہلے اسے ہی اپنی پلیٹ میں ڈالا اور جب کھانا شروع کیا تو اس کا ذائقہ (Taste) بہت ہی پسند آیا۔ میں نے اپنے پاس والے سے پوچھ ہی لیا کہ اس ڈش (Dish) کو کیا کہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ پلاؤ کہلاتی ہے۔ میں کھا رہا تھا لیکن میرا ذہن سوچ رہا تھا کہ جس قدر نفاست، پاکیزگی، خاموشی اور جاذبیت اس پورے ماحول میں ہے کم از کم میں نے اپنی زندگی کی کسی تقریب یا دعوت میں نہیں پائی ہے۔ ہاتھ دھونا، گندے جوتے باہر اتارنا، آلتی پالتی مار کر بیٹھنا اور اس قدر نفیس ذائقہ دار اور خوشبوؤں سے معطر کھانے کھانے والی قوم نہ جاہل ہو سکتی ہے نہ اجڈ، نہ یہ ظالم ہو سکتے ہیں نہ دقیانوسی۔ ان پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں اور جو اعتراضات ان کے مذہب پر کئے جاتے ہیں، وہ سب جھوٹ اور تعصب ہے۔ تہذیبیں، مذہب اور عقائد کی بنیاد پر اٹھتی ہیں اور یہ تہذیب جو اس قدر خوبیوں کی حامل ہے یقیناً اس مذہب کی بنیاد پر اٹھی ہے جو خود بھی اس قدر پاکیزہ، وسیع، پرکشش، سچا اور جامع ہوگا۔ اس لئے میں جب دعوت سے فارغ ہوا تو پلاؤ کی برکت سے میری (Brain Washing) ہو چکی تھی۔

اس کے بعد میں نے اسلام کا مطالعہ کیا اور دوسروں کی لکھی ہوئی کتابوں خاص طور پر مغربی مصنفین کی کتابوں سے اجتناب کیا۔ اس طرح میں بلاواسطہ اسلام کی روح تک پہنچ گیا اور الحمدللہ آج میں مسلمان ہوں، اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور وائس آف اسلام (صوت الاسلام) کے لئے مضامین لکھ رہا ہوں۔ سو ڈاکٹر صاحب مجھے مسلمان کرنے والا کوئی مولوی یا مفتی نہیں بلکہ پلاؤ ہے جس نے مجھے اسلام تک پہنچایا جو واقعی خوشبودار مذہب ہے۔ اس کی خوشبو بہت میٹھی اور مسحور کن ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا مطالعہ کیا جائے اور قرآن مجید کی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کو اپنا رہنما بنایا جائے۔"

۲۔ ڈاکٹر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دوسرا واقعہ سنایا جو مندرجہ ذیل ہے:

کچھ عرصہ ہوا لاہور ہائی کورٹ کے ایک ہندو جسٹس (جن کا نام راقم بھول گیا ہے)

Marfat.com

سروس سے ریٹائر ہو گئے اور اپنے ذاتی بنگلے میں اپنی بیوی سمیت رہنے لگے۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ بس دونوں میاں بیوی تھے۔ چھ ماہ کے بعد میاں انتقال کر گئے اور بیوی اکیلی رہ گئی۔ وہ دولت مند تھی اس لئے نوکر چاکر سب موجود تھے۔ خاوند کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد اس عورت نے اسلام قبول کر لیا۔ جس پر ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی کہ اتنے اونچے درجے کی ایک ہندو عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے چنانچہ اسلام کو چھوڑنے کے لئے اس خاتون پر مختلف حلقوں سے مختلف انداز میں دباؤ ڈالا گیا لیکن اس نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ اس نے رشتے دار اور ہندو معاشرہ کو چھوڑ دینا قبول کر لیا لیکن اسلام کو چھوڑنا قبول نہ کیا۔

کافی عرصہ تک ہندوؤں کی کوششیں جاری رہیں لیکن جب انہیں کامیابی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو ایک دن بڑے بڑے پنڈت اور اس کے رشتے دار اس کی کوٹھی میں جمع ہوئے اور اس سے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ آؤ ہم سے مناظرہ کرو یا تم ہمیں مسلمان کر لو یا ہم تمہیں ہندو بنا لیتے ہیں۔ اس خاتون نے مسکرا کر کہا پہلے میری بات سن لو کہ میں مسلمان کیوں ہوئی ہوں۔ پھر تم اس کا جواب مجھے دینا۔ اگر تم اس کا جواب دینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر البتہ تمہاری بات پر میں غور کر سکتی ہوں۔

پنڈتوں اور رشتہ داروں کے چہروں پر تازگی کی لہریں پھیل گئیں کہ وہ کونسی ایسی بات ہو گی جس کا جواب ہم نہ دے سکیں گے، مسلمان تو ہیں ہی ملیچھ! ان کا کیا دھرم ہے بھلا اسلام بھی کوئی مذہب ہے۔ انہوں نے خاتون سے کہا کہ پہلے تم اپنی بات پوری کر لو۔

اس خاتون نے کہا:

"جب میرے شوہر زندہ تھے اور جسٹس کے عہدے پر فائز تھے اس وقت میرے پاس بہت اونچے گھرانوں کی ہندو، سکھ، پارسی، بدھ عورتیں بڑے میک اپ کے ساتھ میری ملاقات کے لئے آیا کرتی تھیں لیکن میں ایک بات محسوس کرتی تھی کہ ان کے اس قدر میک اپ کرنے اور خوشبودار صابن سے نہانے کے باوجود ان کے بدن سے ایک ناگوار سی بدبو آیا کرتی ہے۔ میں خود بھی جب اپنے کسی عضو کو سونگھتی تو اسی ناگوار بدبو سے واسطہ پڑتا لیکن میرے گھر جو مسلمان عورتیں آتی تھیں، ان میں یہ بدبو نہیں ہوا کرتی ہے حتیٰ کہ مالی کی بیوی، چوکیدار کی بیوی، دودھ والے کی بیوی اور اسی طرح کی غریب مسلمان عورتیں بھی جب آیا کرتی تھیں تو میں ان کے بدن کو سونگھا کرتی تھی اور یہ دیکھ کر حیران سی رہ جاتی تھی

Marfat.com

کہ ان کے بدن سے پسینے کی بو تو آتی تھی یا گندے کپڑوں اور گندے بالوں میں سے بدبو تو آتی تھی مگر ویسی ناگوار بو نہیں آتی تھی جو غیر مسلم اونچے درجے یا غریب عورتوں کے بدن سے آیا کرتی تھی۔ بہت عرصہ تک میں اس کی تحقیق کرتی رہی حتیٰ کہ یہ میرا شغل (Hobby) بن چکا تھا، لیکن میں نے یہ بات کبھی جج صاحب کو نہیں بتائی تھی۔ بہت عرصہ تک یہ شغل جاری رکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ غیر مسلم عورتوں سے آنے والی ناگوار بو شرک کی بو ہے جو مسلمان عورتوں میں ناپید ہے۔ بس میرا یقین مضبوط ہو گیا ہے کہ شرک کی بو ہر اس انسان کو خدا کے قریب ہو جانے سے روک لیتی جو اس کی طرف رغبت تو کرتا ہے مگر شرک کو نہیں چھوڑتا۔ مجھے ایک مسلمان عورت نے بتایا کہ خدا نے کہا ہے میں تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا لیکن شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں کروں گا۔ میں خدا سے ملنا چاہتی تھی اور میرے اندر شرک کی بو موجود تھی اس لئے میں نے موقع پاتے ہی اس بو سے نجات حاصل کر لی ہے، میں نے شرک چھوڑ کر توحید کو اختیار کر لیا ہے۔ اب میں اپنا بدن سونگھتی ہوں تو وہ ناگوار بو نہیں آتی۔ اب میں خود کو جسمانی اور روحانی لحاظ سے بھی پاکیزہ سمجھتی ہوں۔ میرے اعمال بھی اب پاکیزہ ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس نفاست، پاکیزگی اور تقویٰ کو چھوڑ کر پھر اس ناگوار بو، نجاست، نحوست اور گمراہی کے سمندر میں ڈوب جاؤں۔۔۔ ہے کوئی تمہارے پاس اس سوال کا جواب؟"

مجمع پر سناٹا طاری ہو چکا تھا اور سب اس خاتون کی باتیں سن کر دل میں تو اس کی سچائی کا اعتراف کر رہے تھے مگر اس کے برملا اعلان کی جرات بیدار نہیں ہوتی تھی۔۔۔ وہ لوگ اپنا سا منہ لے کر چلے گئے اور خاتون نے اپنی ساری زندگی بہت نیک اور پرہیزگار عورت کی حیثیت سے گزار دی۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر اس قسم کے واقعات جمع کئے جائیں کہ بعض غیر مسلموں نے اسلام کیوں قبول کیا تو انشاء اللہ مسلمانوں کا ایمان تازہ ہو گا اور غیر مسلموں کے لئے دعوت اسلام کا سامان مہیا ہو جائے گا۔

آج کل بہت سے خوش نصیب مصنفین نے ایسے مجموعے شائع کرائے ہیں جن میں "میں مسلمان کیوں ہوا" کے واقعات جمع کئے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے واقعی ایمان تازہ ہوتا ہے اور اسلام کے ان گوشوں پر نگاہ پڑتی ہے جن کی طرف ہم نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں

دیکھا۔ آج کل کے علماء کرام جو فروعی مسائل پر اپنی "جماعتوں" کو دوسروں سے لڑواتے اور کفر کے فتوے داغتے رہتے ہیں اگر ان کتابوں کا مطالعہ کریں اور اس مواد کو مسلمانوں میں پھیلائیں اور جہاں ممکن ہو غیر مسلموں کے گوش گزار کریں تو ایک زبردست اخلاقی اور روحانی انقلاب آسکتا ہے۔ یہ نو مسلم حضرات اسلام کی بہت خدمت کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اپنی تحقیق (Research) سے محبت ہے۔ اس لئے ان کا ایمان بہت مضبوط ہے اور ان کی بات میں اثر ہے۔

خوشبو کا سفر۔۔۔ حیرت انگیز قوت شامہ

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام لڑکپن ہی میں اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا کر دیئے گئے تھے۔ ان کے سوتیلے بھائیوں نے جھوٹ موٹ ہی اپنے والد سے کہہ دیا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی اس بات پر اعتبار نہیں کیا تھا لیکن بیٹے کی جدائی میں اکثر رویا کرتے تھے۔ اس بات پر مدتیں گزر گئیں اور روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی مگر وہ بیٹے کی ملاقات سے ناامید نہ ہوئے تھے وہ کنعان میں رہے تھے اور اللہ کی مرضی سے یوسف علیہ السلام مصر میں صاحب اقتدار ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے اور ہم اس کی کچھ تفصیل قوت لامسہ کے باب میں دے چکے ہیں، اس لئے اب اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔

ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام نے۔۔۔ جبکہ آپ کافی بوڑھے ہو گئے تھے اور کنعان میں اپنے کاشانہ میں موجود تھے، صبح صبح فرمایا کہ میں آج یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ گھر کے افراد نے اس بات کو ناممکن سمجھا اور کہا کہ آپ سٹھیا گئے ہیں۔ یوسف کو تو بھیڑیا کھا گیا تھا اور اتنے سال گزر چکے ہیں۔ اب اس کی خوشبو کہاں سے آئے گی مگر انہوں نے کہا جو میں کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں میرا اللہ سب حالات جانتا ہے۔

یہ اس وقت ہوا جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا قمیص ایک قاصد کو دیتے ہوئے فرمایا۔ "تم کنعان جاؤ یہ قمیص میرے والد کے منہ پر ڈال دو اس سے ان کی بینائی واپس آجائے گی۔" ادھر مصر سے قاصد روانہ ہوا اور ادھر یوسف علیہ السلام کی خوشبو کنعان میں پہنچ گئی۔ سبحان اللہ خوشبو کا سفر بھی کس قدر دور دراز کا تھا مگر منزل مقصود تک

Marfat.com

پہنچنے میں آنکھ جھپکنے جتنی دیر بھی نہ لگی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فوراً کہا کہ میں یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ قرآن مجید میں سورۂ یوسف میں ارشاد ہے:

"جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے باپ نے (کنعان میں) کہا میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔ گھر کے لوگ بولے، خدا کی قسم ابھی تک آپ اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں۔

پھر جب خوشخبری لانے والا آیا

تو اس نے یوسف کا قمیص یعقوب کے منہ پر ڈال دیا

اور یکایک اس کی بینائی عود کر آئی

تب اس نے کہا، میں تم سے نہ کہتا تھا۔

میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

یہ کس قدر حیرت انگیز واقعہ ہے لیکن اللہ پاک اپنے نبیوں کے ذریعے ایسے حیرت انگیز واقعات کو ظہور میں لاتا رہا ہے جن کی تفصیل قرآن مجید میں موجود ہے۔

قوت شامہ کی ناگواریاں

اب تک ہم نے خوشبو ہی کا ذکر کیا ہے حالانکہ بدبو بھی قوت شامہ کو متاثر کرتی ہے اور ایسی ہی آسانی سے اسے مکدر کر کے رکھ دیتی ہے جس آسانی سے خوشبو اسے مسحور کرتی ہے۔ سر سید احمد خان نے اپنے بچپنے میں کسی کو گالی دے دی تو ان کی دانشمند والدہ نے اپنے قریب بلا کے ان سے کہا۔ "منہ کھولئے" جب انہوں نے منہ کھولا تو انہوں نے اسے سونگھا اور پھر اوں ہوں کرتے ہوئے فرمایا، بیٹے تمہارے منہ سے گالی کی اس قدر گندی بدبو آ رہی ہے کہ تمہارا منہ سونگھتے ہی بدبو کے مارے میرا سر پھٹنے لگا ہے۔ اب تم کسی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔۔۔ مسواک کرو اور الائچی چباؤ تاکہ یہ بدبو جاتی رہے اور آئندہ کے لئے توبہ کرو کہ گالی نہیں دو گے۔ وہ دن اور اس کے بعد زندگی کے آخری دن تک سر سید احمد خان نے کسی کو گالی نہیں دی۔ آفرین ہے ان کی والدہ کے انداز پر جس سے انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت کی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بندہ گالی دیتا ہے تو نیکی کا فرشتہ اس سے ایک کوس

Marfat.com

دور چلا جاتا ہے۔ اسی طرح برائیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے بھی انسان کے اندر ایک خاص قسم کی بدبو پیدا ہو جاتی ہے جسے اہل نظر اور قوت شامہ کا اونچا درجہ رکھنے والے بزرگ فوراً سونگھ لیتے ہیں۔

لوگ خطروں کو سونگھ لیتے ہیں۔ خدا جانے ان کی ناک میں کون سا آلہ فٹ (Fit) ہوتا ہے جو انہیں سونگھنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی طرح بعض مجلسوں میں لوگ آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے جذبات کو سونگھتے رہتے ہیں اور بعد میں پھر غیبت، چغلی اور بہتان کی مہم چلاتے ہیں۔

غسل اس لئے لازمی کیا گیا ہے کہ انسان بدبو سے نجات پائے۔ کہتے ہیں مدتوں پہلے پشاور کے ایک چوک میں کسی شخص نے ایک دنبہ باندھ رکھا تھا جس سے سڑاند آتی تھی۔ اس نے پانچ روپے انعام رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص ۵ منٹ تک اس دنبے کے پاس بیٹھ سکے تو یہ انعام حاصل کرے مگر بڑے بڑے ہمت والے بھی دو تین منٹ کے بعد سڑاند کی تاب نہ لاتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلتے تھے۔ اتنے میں ایک سکھ آیا جب اس نے یہ شرط سنی تو دنبے کے پاس گیا اور اپنے کیس (سر کے بال) کھول کر اس کے نتھنوں پر پھیلا دیا۔ دنبے کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے چھری مار دی ہے۔ وہ تڑپا اور اچھلا کودا اور کیلے (کیل) سمیت وہاں سے بھاگ گیا۔ اس طرح سکھ نے انعام بھی جیت لیا اور بدبو کے پروپرائٹر ہونے کی حیثیت سے نام بھی پیدا کر لیا۔

دنیا کا واحد مذہب (دین) اسلام ہی ہے جو اپنے ماننے والوں کو اپنے کپڑوں، بدنوں اور عقیدوں سے بدبو دور کرنے کی تلقین کرتا ہے اور طہارت کی پابندی پر زور دیتا ہے۔ اس لئے مسلمان خواہ کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو، اس سے اتنی زیادہ بدبو نہیں آتی جتنی غیر مسلموں سے آتی ہے۔

اپنے اعمال کو خوشبودار بنانے والوں کیلئے انعام

قرآن مجید کی سورت الدہر آیت ۵-۲۲ میں ارشاد ہے:

نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پیئیں گے جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔

یہ ایک بہتا چشمہ ہوگا

Marfat.com

جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب پئیں گے
اور جہاں چاہیں گے سہولت کے ساتھ اس کی شاخیں نکال لیں گے
یہ وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں
اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی
اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں
(اور ان سے کہتے ہیں)
"ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں
ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ
ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے
جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا۔"
پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا
اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا
اور ان کے صبر کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا
وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے
نہ انہیں دھوپ کی گرمی ستائے گی نہ جاڑے کی ٹھر
جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی
اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے
(کہ جس طرح چاہیں انہیں توڑ لیں)
انکے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جارہے ہونگے
شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے
اور ان کو (منتظمین جنت نے) ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہوگا
ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے
جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی
یہ جنت کا ایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے
ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے
جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے

Marfat.com

تم انہیں دیکھو گے تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے ہیں

وہاں جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمہیں نظر آئے گا

ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے

اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا

یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری کارگزاری قابل قدر ٹھہرتی ہے۔

قوت ذائقہ

(چکھنے کی قوت)

میں نے قمری سے کی جا کے یہ گفتگو
گاتی رہتی ہے کو کو تو کیوں کو بکو
ڈھونڈتی ہے کسے کس کی ہے آرزو
بولی سن میرا نغمہ ہے حق سرہ
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

(عبدالمصطفیٰ اعظمی)

آم چوسنا ایک عام سی بات ہے لیکن اس کے بعد اس کے ذائقے پر تبصرے ہونے لگتے ہیں یہ آم کھٹا تھا، یہ میٹھا تھا، یہ بدذائقہ تھا، یہ بہت لذیذ تھا۔ یہ تبصرہ قوت ذائقہ کی وجہ سے ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ قوت نہ ہو تو کسی چیز کا مزہ نہ آئے۔ اسی قوت کی بدولت انسان نے بڑی نئی نئی چیزیں بنائی ہیں مثلاً اللہ پاک نے تو آم پیدا کیا تھا مگر انسان نے ذائقہ بدلنے کے لئے اس سے اچار، مربہ، چٹنی اور جوس تیار کیا اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذائقہ بنایا تاکہ کھانے والے کو اس میں لذت محسوس ہو۔ اسی لذت کو بڑھانے کے لئے طرح طرح کے مصالحے، ایسینس (Essence) اور اس طرح کی کئی دوسری چیزیں تیار کرلی ہیں جن میں قوت ذائقہ اور قوت شامہ دونوں کے لئے دلکش، مزہ اور راحت ہے اور انہیں استعمال کر کے یہ دونوں قوتیں اکثر پکار اٹھتی ہیں:

ھل من مزید "کیا کچھ اور ہے"

ذائقے بڑھانے اور بدلنے کے لئے چیزیں تیار کرنے کا کاروبار بہت وسیع ہوتا جارہا ہے کیونکہ اس کی مانگ (Demand) روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ پیکنگ، بوتی اور حمل و نقل کے وسائل بھی روز افزوں ترقی پر ہیں۔

زبان کی نوک تو چھوٹی سی ہے لیکن کسی چیز کو دیکھتے ہی اس کا ذائقہ فورا بتا دیتی ہے اور پھر اس کی خواہش پر وہ چیز کھائی یا ہٹائی جاسکتی ہے۔ عورتوں کو گھر میں کھانے پکاتے وقت اس بات کی فکر رہتی ہے کہ کہیں سالن کا ذائقہ خراب نہ ہو جائے چنانچہ سلاد وغیرہ بھی اس لئے کھانے کا جزو بن گیا ہے کہ یہ ذائقے کی کمی کو پورا کر دیتا ہے اور ذائقے کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ایک مزہ جو ہر کسی کو چکھنا پڑتا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

کل نفس ذائقتہ الموت

"ہر کسی کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

اس سے کسی کو فرار نہیں ہے اور ہر شاہ و گدا اور چھوٹا بڑا یہ ذائقہ اپنے اپنے وقت پر ضرور چکھے گا۔

ایک مزہ جو زندگی میں صرف ایک بار ہی چکھا جاتا ہے

موت کا مزہ ایسا ہے جو صرف ایک ہی بار چکھا جاتا ہے اور اس کے چکھتے ہی انسان اس دنیا سے رخصت ہو کر عالم آخرت میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر نہ اس کی زندگی باقی رہتی ہے نہ دوبارہ یہ مزہ چکھنے کی مہلت ہی ملتی ہے۔

ہر انسان اس بات کو جانتا ہے کہ اسے ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن اس کے استقبال کی تیاری کوئی بھی نہیں کرتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب موت کا فرشتہ سامنے آکھڑا ہوتا ہے تو پھر حسرت پیدا ہوتی ہے کہ ہم نے اس دن کے لئے کوئی تیاری نہ کی۔

شدید خواہشیں

دراصل خواہشات بھی حواس خمسہ کی بدولت پیدا ہوتی ہیں اور ان تمام خواہشات کی

Marfat.com

بنیاد مندرجہ ذیل تین چیزوں پر ہوتی ہے:

① عمدہ قسم کے کھانے، ② زیادہ باتیں کرنا، ③ عورتوں کو دیکھنا

ان کا علاج بھی آسان ہے لیکن اگر علاج کی طرف توجہ نہ دی جائے تو یہ رسوا کرانے میں دیر بھی نہیں کرتیں۔ ان کے علاج میں استقلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاج ترتیب وار مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ قوت ذائقہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر عمدہ قسم کے کھانے کی شدید خواہش کا علاج یہ ہے کہ یہ یقین مضبوط کر لیا جائے کہ رزق دینے والا اللہ پاک ہے۔ اس نے جو ہمارے نصیب میں لکھ دیا ہے، اس رزق پر راضی رہنا ہمارے لئے فائدہ مند ہے۔ اسی سے ایک تو اللہ پاک کی ناشکری نہیں ہوگی اور دوسرے صبر و قناعت کی خوبیاں پیدا ہوں گی جن کی وجہ سے لذت طعام والی خواہش دب جائے گی اور اسی طرح بہت سی پریشانیوں سے خود بخود نجات ہو جائے گی ورنہ چورن کی ڈبیہ ہر وقت جیب میں رکھنی پڑے گی۔

۲۔ زیادہ باتیں کرنا اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی زبان کو سچ بولنے کا پابند کر لیا جائے یعنی جو بات کی جائے وہ سچی ہو، اس طرح فضول باتیں خود بخود ختم ہو جائیں گی اور ان کی وجہ سے جن فتنوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ نیز ان فضول باتوں سے پیدا ہونے والی خواہشات اور الجھنیں رفتہ رفتہ غائب ہو جائیں گی۔

۳۔ <u>نظر بازی</u> ۔اس کا علاج یہ ہے کہ قوت ارادی سے کام لے کر عورتوں کی طرف نہ دیکھنے کی قسم کھالیں۔ اس سے ہر قسم کی برائی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، بس ارادہ مضبوط ہونا چاہئے کیونکہ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت کرتا ہے وہ نظر بازی کی لعنت سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "اپنی آنکھ کی حفاظت کر، اگر یہ درست ہے تو تیرا سارا بدن درست ہے۔"

قرآن مجید اور ذائقہ

سورۃ النبأ آیت ۲۴ میں ارشاد ہے:

"اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے۔"

یہ جہنم کے متعلق ارشاد ہے جہاں انسانی ذائقہ کو مطمئن کرنے والی کوئی چیز بھی موجو

Marfat.com

نہ ہو گی۔ دنیا کے ٹھنڈے اور میٹھے ذائقے چکھنے اور کھانے پینے والی چیزوں کے بارے میں اگر یہ اہتمام کر لیا جائے کہ یہ سب حلال ہوں تو انشاء اللہ آخرت میں جنت میں بے انداز ذائقے دار چیزیں نصیب ہوں گی لیکن اگر قوت ذائقہ کو مطمئن اور مسرور کرنے کے لئے حلال کو چھوڑ کر حرام چیزوں سے پرہیز نہ کیا گیا تو پھر جہنم میں بدذائقہ چیزیں جیسے تھوہر کا درخت کھانے کو، زخموں کی دھوون اور گرم پانی پینے کو ملے گا اور ذائقہ نام کی کوئی چیز نہ ہو گی پس ہر چیز بدذائقہ ہی ہو گی۔ ان سے ارشاد ہو گا:

"اور ہماری آیات کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی چکھو مزہ ہم تمہارے لئے عذاب کے سوا کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔"

(النبا۲۸۔ ۳۳)

سورہ الذریت آیت (۱۲۔ ۱۴) میں ارشاد ہے:

"مارے گئے قیاس وگمان سے حکم لگانے والے جو جہالت میں غرق اور غفلت میں مدہوش ہیں
پوچھتے ہیں آخر وہ روز جزا کب آئے گا؟
وہ اس روز آئے گا جب یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے
(ان سے کہا جائے گا) اب چکھو مزہ اپنے فتنے کا یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے۔"

"زقوم کا درخت گناہ گار کا کھاجا ہو گا تیل کی تلچھٹ جیسا پیٹ میں وہ اس طرح جوش کھائے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش کھاتا ہے
پکڑو اسے اور رگیدتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب
چکھ اس کا مزا
بڑا زبردست عزت دار آدمی ہے تو یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم لوگ شک رکھتے تھے۔"

(الدخان ۴۳۔ ۵۰)

Marfat.com

وہ مزہ جسے کبھی نہ چکھیں گے

قرآن مجید میں سورۂ الدخان کی آیات ۵۱-۵۵ میں ارشاد ہے:

"خدا ترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے
باغوں اور چشموں میں حریر و دیبا کے لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے
یہ ہوگی ان کی شان
اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے
وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کی لذیذ چیزیں طلب کریں گے
وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے
بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی
اور اللہ اپنے فضل سے ان کو جہنم کے عذاب سے بچاوے گا
یہی بڑی کامیابی ہے۔"

حواس خمسہ کی زد میں آنے والی ذائقے اور آخرت

ذیل میں سورہ الواقعہ ۱-۵۶ کا ترجمہ درج کیا جارہا ہے تا کہ وہ نقشہ ہر وقت ذہن میں رہے اور ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے:

جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا
تو کوئی اس کے وقوع کو جھٹلانے والا نہ ہوگا
وہ تہ و بالا کر دینے والی آفت ہوگی
زمین اس وقت یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی
اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے
کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے
تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے
دائیں بازو والے
سو دائیں بازو والوں کی (خوش نصیبی کا) کیا کہنا
اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں
وہی تو مقرب لوگ ہیں

Marfat.com

نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے
اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے کم
مرصع تختوں پر تکئے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے
ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شراب چشمہ جاری سے لبریز پیالے اور کنڑ اور ساغر
لئے دوڑتے پھرتے ہوں گے
جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا
نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا
اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے
کہ جسے چاہیں استعمال کریں
اور ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی
ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی
یہ سب کچھ ان اعمال کی جزا کے طور پر انہیں ملے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے
وہاں وہ کوئی بے ہودہ کلام یا گناہ کی بات نہ سنیں گے
جو بات بھی ہو گی ٹھیک ہو گی
اور دائیں بازو والے
دائیں بازو والوں کی (خوش نصیبی کا) کیا کہنا
وہ بے خار بیریوں
اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں
اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں
اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور
اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے
ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے
اور انہیں باکرہ بنا دیں گے (یعنی کنواری بنا دیں)
وہ اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن
یہ سب کچھ دائیں بازو والوں کے لئے ہے

وہ اگلوں میں سے بھی بہت ہوں گے
اور پچھلوں میں سے بھی بہت
اور بائیں بازو والے
بائیں بازو والوں کی (بدنصیبی) کا کیا پوچھنا
وہ لو کی لپٹ
اور کھولتے ہوئے پانی
اور کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے
جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ آرام دہ
یہ وہ لوگ ہوں گے
جو اس انجام کو پہنچنے سے پہلے خوشحال تھے
اور گناہ عظیم پر اصرار کرتے تھے
کہتے تھے
"کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے
اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے
تو پھر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟
اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے؟"
اے نبی ﷺ --- ان لوگوں سے کہو
یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کئے جانے والے ہیں
جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے
پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو
تم زقوم کے درخت کی غذا کھانے والے ہو
اسی سے تم پیٹ بھرو گے
اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے
یہ ہے (ان بائیں بازو والوں کی) ضیافت کا سامان روز جزا میں۔"

Marfat.com

Marfat.com

قرآنِ مجید
اور
پانچ اِنسانی قوتیں

علی اصغر چوہدری

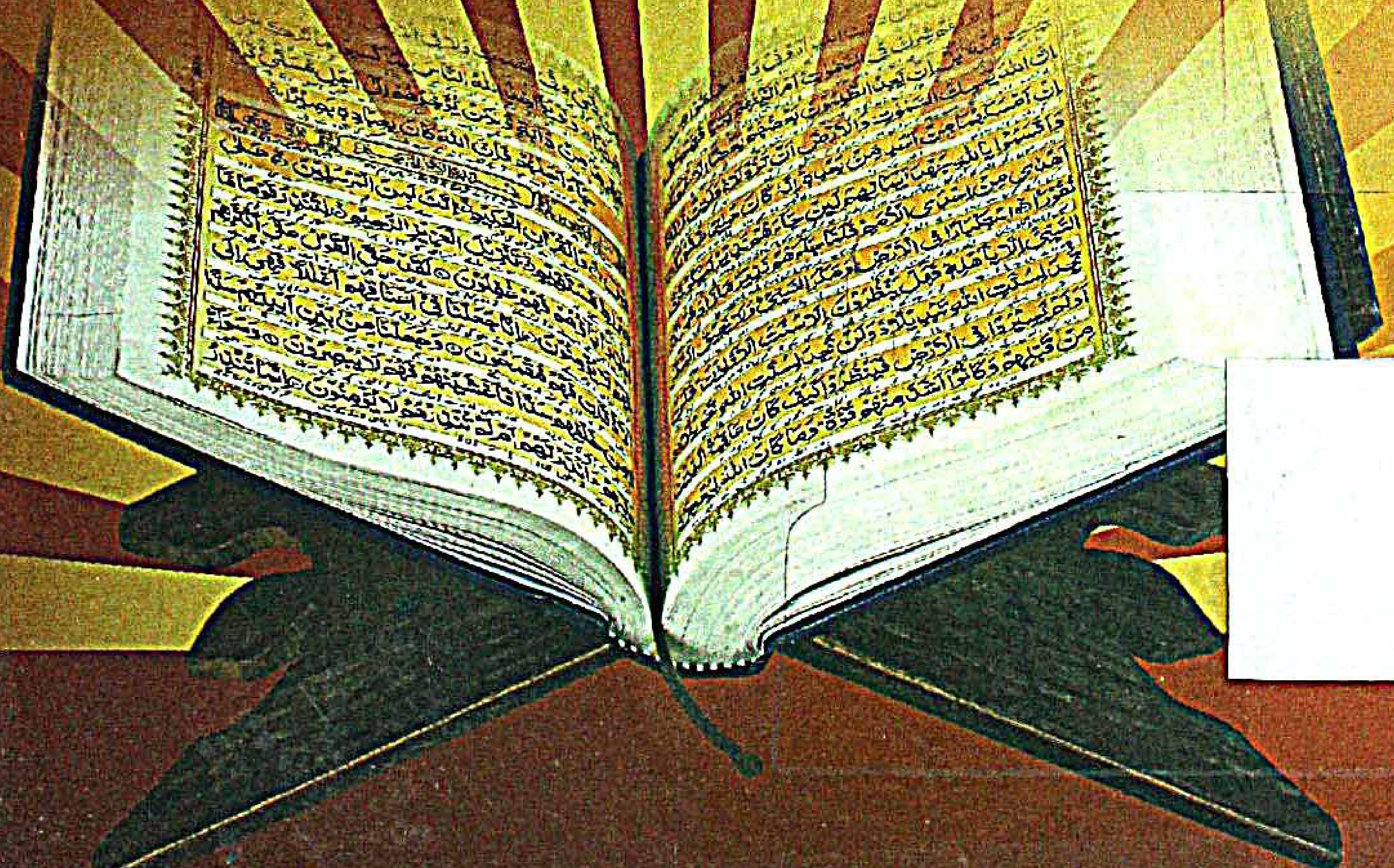

Marfat.com